رساله شرافت

از

ناصر حسین محمد یزدانی

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اِس رسالہ کے تالیف کرنے کے اسباب بیان کرنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے مُلک و قوم کی حالت آشکارا ہے بیان کرنے کی حاجت کیا ہے عیان راچہ بیان - صرف یہ کہنا کافی ہے کہ جبکہ نیچر نے اِیسا رشتہ بنی نوع انسان مین پیدا کر دیا تھا جہان قوم کے لفظ کا گذر بھی نہ تھا وہان اتحاد ماہیت نے کچھ ایسا بندوبست کیا تھا کہ حیوان ناطق کے جواب مین انسان واقع ہوتا ہے لیکن نااتفاقی کے دراندازون سے قومیت کا شگوفہ کِھلا **مسلمان - ہندو - نصاریٰ - یہودی اور مجوسی وغیرہ** - اِسکی جابرانہ کارروائیون نے اِسی پر قناعت نہین کی بلکہ ہر ایک فرقہ مین اور ہزارہا فرقے پیدا کر دئے - یہ تفریق نہ صرف دینی اعتبار سے ہوئی بلکہ دنیوی طریقون سے بھی ایک ایک فرد کو جدا کر دیا - اِس سے نہ صرف اسماء مین فرق آگیا بلکہ دلون اور خیالون مین بھی ایک نمایان اثر ظاہر ہوا - ان سب کے بعد **شریف - رذیل** کی ایک اور شاخ پیدا ہو گئی اور پھر اُنمین بھی درجے اور پھر اُن درجون مین بھی ہر ایک کی قسمین - غرض کہ بے انتہا تفریقین پیدا ہو گئین - اِن تفریقون کے بعد بھی آپسمین امتزاج ہوکر ایک اور مجموعہ پیدا ہوتا ہے جو **بنگالی - کشمیری - پنجابی - کابلی - مدراسی - شامی - دامغانی - رومی - عجمی - اندلسی - ہندی - عربی - ایرانی** اور **حجازی** وغیرہ ناموں سے مشہور کیا جاتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس - اِس رسالہ مین جسکا نام **شرافت** ہے لفظ شریف و وضیع سے مختصراً بحث کیگئی ہے کہ اِن دونون لفظون کا استعمال انسان کی نسبت

کس معنی سے کیا گیا ہے اور ہو سکتا ہے۔

سخت افسوس ہے کہ رسالہ ہذا کی تالیف کا سلسلہ جولائی ۱۸۸۹ء مین شروع ہو کر قریب ختم کے پہونچ گیا تھا کہ جنوری ۱۸۹۰ء مین مسودہ بھی مع دیگر کتب و اسباب وغیرہ کے چوری گیا پھر اُسکی تالیف و ترتیب کے لیے کوشش کی گئی اور بہر کیف مرتب ہو چکا تھا کہ مارچ ۱۸۹۱ء مین وہ مع اور کتب و پروانجات و اسناد و سردس بک و اسباب وغیرہ کے چوری گیا جس کسی کو کبھی ایسا واقعہ پیش آیا ہوگا وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مؤلف نے کیسی ہمت اور دلیری کو راہ دی اور باستقلال تمام پھر اپنے کام مین مشغول ہوا اور احباب کے اصرار سے مجبوراً اُسے یہ کام کرنا ہی پڑا اور جو کچھہ اُس سے ہو سکا کر دکھایا۔

اگرچہ اس رسالہ کی تالیف مین بڑی جانفشانی کیگئی ہے تاہم اپنی عدم لیاقتی اور سہو بشری سے جو کہ طینت انسان مین مخمر ہے ہدف سہام ملام کا خوف کیا گیا پس امید کیجاتی ہے کہ مؤلف و مؤلّف کے عیوب کو ناظرین دامن عاطفت سے چھپا کر اکتساب ثواب آخرت فرماوینگے اور بشرط امکان مؤلف کو اُسکی غلطیون وغیرہ سے مطلع فرماوینگے کہ طبع آیندہ مین اصلاح و ترمیم کر دیجاویگی۔ فقط

قصبۂ نگرام — ضلع لکھنؤ
۲۰ - مارچ ۱۸۹۶ء

بہی خواہِ خلائق
نادر حسین عزیز نگرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۵

مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہین پس باہم ملجاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمپر رحم کیا جاوے

جو انسان دولت شرافت سے مالامال ہے وہ ہر حال مین فارغ البال ہے۔ جس شخص کا دل سچی شرافت پر قربان ہے اُسکی ہر ایک مشکل آسان ہے۔ شرافت اُسی پاکیزہ و خجستہ صفت کا نام ہے جسکا کام مایۂ اعزاز و احتشام ہے لہذا فقط وہی معزز لوگ شریف کے نام سے پکارے جاسکتے ہین جنکے دل و دماغ شرافت کی چمکتی ہوئی روشنی سے جگمگا رہے ہین اور صرف وہی مفتخر لوگ دنیا کی محفل کے زیبایش کے باعث ہوسکتے ہین جنکے نورانی خیال سے اہل مُلک اپنے مطلب کی شمعین جلا رہے ہین۔ اِس چمنستان آفاق مین باغبان حقیقی نے اپنی آبیاری رحمت سے شرافت کے درخت کو وہ تازگی عطا فرمائی ہے جسکے سایہ مین آجانے سے انسان اپنی اپنی امیدون کے عمدہ عمدہ پھل پا رہے ہین اور اِس بہارستان عالم مین شرافت کی ہوا کو اُسنے وہ راحت بخش تاثیر عطا فرمائی ہے جسکے چلنے سے غنچے کی طرح سُکڑے ہوئے اور پھولون کی طرح مُرجھائے ہوئے دلون کو از سر نو شگفتگی حاصل ہوتی ہے شرافت ایک ایسے کوہ والا شکوہ کی تازہ آب و ہوا ہے جسکی چوٹی پر سبزۂ نو دمیدہ کی بہار چشم فلک کو نور اور دیدۂ اہلِ زمین کو سرور بخش رہی ہے۔ شرافت ایک ایسے آسمان عالیشان کا ابر ہے جسکے برسنے سے زمین شور

بھی قابل زراعت ہو جاتی ہے۔ یعنی شرافت کا جوہر انسان کی نیکنامی اور مطلب برآری کے لیے ایک ایسا عمدہ ذریعہ ہے جس سے اُسکی تمام دلی خواہشین وتمنائین پوری ہو جاتی ہین اور وہ اِس دولت لازوال سے مالامال ہو کر اپنی تمام عمر کو بفراغ البالی اور اطمینان سے بسر کر لیجاتا ہے۔ آمدم بر سر مطلب۔ **شرافت** اور **رذالت** یہ دونون لفظ بہت متعارف ہین اور ذرا ذراسی بات مین ایک دوسرے کو شریف یا رذیل کہنے لگتا ہے اگر کسی نے وضعداری کی کوئی بات کی ہے وہ نفس الامر مین کیسی ہی خراب اور جعل آمیز ہو لیکن عوام کی نظرون مین اُسکا اعتبار و وقار ہو جاتا ہے اور سب کہنے لگتے ہین "واہ واسبحان اللہ کیون نہو وضعداری اسے کہتے ہین جناب نے فلان شخص کے ساتھ کی کہ ایسی مصیبت کے وقت مین اُسکا ساتھ دیا جبکہ دوست واحباب اور عزیز واقارب سب نے اُس سے کنارہ کشی کی۔ آپ نے عالم غربت ویاس مین اُسکی دستگیری کی اور جان ومال اور عزت وآبرو اُس سے دریغ نہ کی ہان صاحب کیون نہو یہ شرافت کا اثر ہے اور شرافت وہ جوہر ہے جو کسی کے چھپائے چھپ نہین سکتا کہین چاند پر خاک ڈالنے سے خاک پڑی ہے" مگر یہ سب زبانی جمع خرچ ہے شرافت کے معنی ہی نہین سمجھے اور نہ یہ جانتے ہین کہ یہ وصف خلقی ہے یا کسبی اور کتنے امور اُسکے لوازم ہین کہ بغیر اُنکے شرافت متحقق نہین ہوتی پس واضح ہو کہ شرافت کا مضمون بہت وسیع ہے اور کتنے ہی اوصاف سے یہ ایک وصف مرکب ہے اور یہ وصف جبلی نہین ہے یعنی کوئی مان کے پیٹ سے شرافت لیکر پیدا نہین ہوتا بلکہ یہ صفت کسبی ہے جو بہت سے امور کے اکتساب اور عمل سے حاصل ہوتی ہے۔

شرف بالفتح مشتق منہ بمعنی غالب شدن برکسے بہ بزرگی و بفتحتین بلندی وجاے بلند و بزرگی **شرافت** حاصل بالمصدر ہست **شریف** صفت مشبہ بمعنی ہر شئے بزرگ قدر و مرد بزرگ قدر ونجیب واصیل و بمعنی حاکم مکہ معظمہ کہ سید باشد **شرفا** و **اشراف** جمع۔ چونکہ صفت مشبہ از اوصاف لازم ذاتیہ ہست لہذا استعمال شریف در اوصاف لازمہ میباشد یعنی بصفاتیکہ متعدی بسوے غیر نتواند شد چنانکہ حُسن و ذکا و قوت وحیا وغیرہ البتہ ہان وصف فاعلیت امر متعدی ہست واستعمالش در اوصاف متعدیہ می باشد یعنی صفاتیکہ از فاعل بسوے مفعول منتقل می تواند شد چنانکہ عطا و علم وہنر وادب وغیرہ۔

الحاصل شرافت کے معنی عمدگی کہے جا سکتے ہین اور اشخاص زمانہ موجودہ کے خیالات کے مطابق

اُسکی دو(۱) قسمین ہوسکتی ہین **شرافت نسبی** اور **شرافت کسبی**۔

شرافت نسبی کا ارباب(۲) دانش کے نزدیک کچھ اعتبار و وقار نہین ہے ؎ بنی آدم اعضاے یکدیگراند ۔ کہ در آفرینش ز یک جوہراند ۔ اگرچہ عوام اور بعض خواص بھی شرافت نسبی کو بہت مانتے ہین اور رشتہ داری بغیر تو بے اسکے ہوتی ہی نہین اسواسطے فرض کیا کہ کسی کا باپ بڑا وضعدار نیکوکار اور خوش کردار تھا لیکن بیٹا جواری نکلا سارا گھر جوئے مین ہار گیا عزت و آبرو مفت مین گنوائی تو اب باپ کی شرافت اُس کمبخت کے خاک کام آویگی ؎ پسر نوح با بدان بنشست ۔ خاندانِ نبوتش گم شد ۔ اپنی آبرو کے ساتھ اُسنے اپنے باپ و دادے کا بھی نام ڈبویا سچ ہے ؎ ہر کس کہ نہ از شرع نبی آگاہ است ۔ گر بالسر حسین رخ نہد گمراہ است ۔ فرزند نبی کس نیست کہ بر راہ نبی ۔ چون آیتِ منسوخ کلام اللہ ہست ۔ اور بقول ایک کشمیری مصنف کے کہ پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب خاندان قریش سے تھا جس سے زیادہ شریف ونجیب کوئی خاندان عرب مین نہ تھا مگر روز قیامت وہ روسیاہ اُٹھیگا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہ ایک حبشی غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے فردائے قیامت باروے سفید محشور ہونگے۔ اور ایک مصنف کا قول ہے کہ مسلمانون کے اعتقاد مین شرافت نسبی کوئی چیز ہی نہین۔ اسلام ایک عام اخوت مین دنیا کی تمام قومون کو لے رہا تھا کیونکر ممکن تھا کہ وہ اس قسم کے تفرقے نوع انسان مین باقی رکھتا۔ اسلام تو صرف دین کو ایک شرافت سمجھتا ہے جسکے اندر ہر شخص شامل ہو سکتا ہے۔ اسلام نے شرافت کو کبھی ہندؤن کے مذہب کی طرح آبائی ورثون کے ساتھ وابستہ نہین رکھا اُسکے نزدیک تو شرافت وہ چیز ہے جسکو ہر شخص حاصل کرسکتا ہے اور اسی ضرورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف فرمادیا کہ ان نبیکم واحد وان اباکم واحد وانہ لافضل لعربی علی عجمی ولا لاحمر علی الاسود الا بالتقوی الا ھل بلغت یعنی خوب جان لو کہ تمہارا نبی ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے عرب والے کو کسی غیر ملک والے پر کچھ فضیلت ہے اور نہ سرخ چمڑے والے کو سیاہ چمڑے والے پر ہان اگر فضیلت ہے تو پرہیزگاری کے اعتبار سے

(۱) اس طرح سے بھی دو قسمین کیگئی ہین اول شرافت کسبی وہ ہے جو کسب وعمل سے حاصل ہوتی ہے دوم شرافت وہبی وہ ہے جو محض حق سبحانہ تعالی کی بخشش سے بغیر کسب کے بہم ہوجاتی ہے۔ ۱۲ عزیز گرامی

(۲) ارباب دانش سے وہ اصحاب مراد ہین جو کہ فی الحقیقت عقیل ہین ورنہ گر از بسیط جہان عقل منعدم گردد ۔ بخود گمان نبرد ہیچکس کہ نادانم ۱۲ عزیز گرامی

آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنا فرض تبلیغ ادا کر دیا۔ یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ دوسری قوموں کے اعتبار سے مسلمانوں میں بھی
نسبی شرافت کے خیالات پیدا ہو گئے اور علما کی سستی سے روز بروز اتنی قوت پکڑتے گئے کہ اب ہر مسلمان کے
رگ و ریشہ میں سرایت کر گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عترت (اولاد) کے بارہ میں (جس سے مراد
جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سمجھی جاتی ہے) مسلمانوں کو بعض نصیحتیں کر دی ہیں۔ مگر اس عقدے کو خود
آنحضرت صلعم کا یہ قول قطعی طور پر حل کر دیتا ہے کہ من سلک علی طریقی فھو آلی یعنی جو میری راہ پر چلے تو وہ
میری اولاد ہے۔ غرضکہ اسلام میں بلحاظ دین شرافت نسبی کی کچھ وقعت نہیں۔ اور ایک مصنف کا قول ہے
کہ جو لوگ اپنے آبا و اجداد کی شان و شوکت پر شیخی بگھارا کرتے ہیں اور خود کچھ نہیں کرتے ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص
درخت کی جڑ سے وہ میوہ طلب کرے جو شاخوں کو دینا چاہئے سچ ہے ؎ آنانکہ خویش با جداد می کنند ٭
چون سگ باستخوان دلِ خود شاد می کنند ٭ اور ایک مصنف کا قول ہے ؎ باپ دادے کی خوبی پہ اپنے
پر کرتے ہو۔ وہ طفل ابجد خوان ہے ہنوز لڑکا ہے ٭ ہنر کچھ آپ میں ہو باپ میں ہوا تو کیا ٭ کہیں پسر کو بزرگ
پدر کی ترکہ ہے ٭ اور ایک مصنف کا قول ہے ؎ جات پات پوچھے نا کوئے ٭ ہر کا بھجے سو ہر کا ہوئے ٭ اور
ایک مصنف کا قول ہے ؎ بود بوطالب آن تہی ز طلب ٭ مر نبی را عم و علی را اب ٭ ہیچ سودے نکرد آن
نسبش ٭ شد مقر در سقر چو بولہبش ٭ اور ایک مصنف کا قول ہے **قطعہ** نام و نسبت بجز دو سالیست ٭ نسل از
شجر بزرگ خالیست ٭ جائیکہ بزرگ بایدت بود ٭ فرزندی من ندارد ت سود ٭ چون شیر بخود سپہ شکن باش ٭
فرزند خصال خویشتن باش ٭ دولت طلبی سبب نگہدار ٭ با خلق خدا ادب نگہدار ٭ اور ایک مصنف کا قول ہے
؎ چو نادانان نہ در بند پدر باش ٭ پدر بگذار و فرزند ہنر باش[(۱)] ٭ چو دود از روشنی نبود نشانمند ٭ چہ حاصل
ز آنکہ آتش راست فرزند ٭ مکن یادش[(۲)] مگر در خلوت خاص ٭ بسازی شادش از تکبیر و اخلاص ٭ اور ایک
مصنف کا قول ہے **قطعہ** از حسد اول تو دل را پاک دار ٭ خویشتن را بعد از ان مومن شمار ٭ پاک دار از

(۱) فرزند ہنر باش اے علم و ہنر آموختہ و در خود کمالے پیدا کن و بزرگی آبا بکار نمی آید۔ ۱۲ حاشیہ یوسف زلیخا۔
(۲) ضمیر شین راجع بسوے پدر و از تکبیر اینجا اللہ اکبر اللہ اکبر الخ گفتن مراد است و از اخلاص سورۂ قُل ہو اللہ خواندن و
ثواب آن بر پدران خود بخشیدن۔ ۱۲ عزیز نگرامی

کذب وازغیبت زبان × تاکہ ایمانت نیفتد در زیان × پاک گرداری عمل را از ریا × شمع ایمانت ترا باشد ضیا × چونکہ
شکم راپاک داری از حرام × مرد ایماندار باشی والسلام × ہرکہ دارد این صفت باشد شریف × ورندارد دارد
ایمانِ ضعیف × اور ایک مصنف کا قول ہے کہ[1] جواہر اگر در خلاب افتد ہمان نفیس است وغبار اگر بفلک
رود ہمان خسیس - استعداد بے تربیت دریغ است و تربیت نا مستعد ضائع - خاکستر نسبت عالی دارد کہ
آتش جوہر علویست ولیکن چون بنفس خود ہنرے ندارد باخاک برابر است و قیمت شکر نہ از نے است کہ آن خود
خاصیت ویست ع چو[2] کنعان را طبیعت بے ہنر بود × پیمبر زادگی قدرش نیفزود × ہنر بنما اگر داری
نہ گوہر × گل از خار است و ابراہیم از آزر × اور ایک مصنف کا قول ہے نظم کافرون کی ہے یہ
عادت بات مین × مارنا شیخی بڑائی ذات مین × جن مسلمانون کو یہ آزار ہے × ان پہ رب کی جان لو پھٹکار ہے ×
کیا بڑائی مارتے ہین وہ غبی × باپ سب کا ایک ہے آدم نبی × اصل پھر سب کی منی دیکھو × اور بہا ہے
پیٹ مین گندہ لہو × بعد مرنے کے برابر پھر سبھی × اب کہو شیخی کہان جاتی رہی × جو کرین اچھے عمل اشراف
ہین × جو کہ ہون سیدین وہ اجلاف ہین × یعنی بدکاری کرین پیوین نشا × حق دباوین غیر کا ظلم [illegible] جھوٹ
بولین اور [illegible] کھاوین حرام × بے نمازی بدعتی مشرک تمام × انکو فرمایا کمینہ [illegible] × حق تعالی نے [illegible]
اور جو ہووے متقی پرہیزگار × حق تعالی سے ڈرے لیل ونہار × اسکو فرمایا بڑا اشرف ہے × آیۃ قرآن
مین یہ صاف ہے × جو ترا قرآن پر ایمان ہے × دیکھ لے اللہ کا فرمان ہے × ذات سب کی ایک ہے اور اصل
ایک × پھر عمل سے ہو رذالہ یا ہو نیک × کافرون کی طرح مت کہنا کہین × مین بڑا ہون واسطے [illegible]
تمین کہا شیطان نے راندا گیا × لعنتی کے طوق مین باندھا گیا × پھر جو اترا کے کہے مین ہون پٹھان × شیخ جی مین ہون [illegible]

(۱) شریف وعالم اگر قدر ظاہر او پست شود شرافت وعلم او پست نشود و جاہل و کمینہ اگر در ظاہر عالی قدر شود دناءت وخساست نادانی او بطرف نشود -۱۲ شرح گلستان

(۲) اگر شرف را در شرف حسب دخل بودے گل وابراہیم را شرف نبودے زیراکہ اصل ایشان را کہ خار وآزر است ہیچ شرف نیست مولوی جامی علیہ الرحمہ در سلسلۃ الذہب فرمودہ ع بود بو طالب آن عم نبی ز طلب × مر نبی را عم و علی را اب × ہیچ سودے نکرد آن نسبش × شد مقر در سقر چو بولہبش × الخ ۱۲ شرح گلستان

مغل سید میان × یا ہر و ڑے ہو نچھ میں رجپوت ہون × یا کھے ہین تو نبی یا لوت ہون × بے عمل کے کچھ نہین یکر قوم
سوچ اپنی اصل کو اے بیخبر × بے عمل کے ذات کچھ ہوتی اگر × یون نہوتا نوح کا غارت پسر × بے عمل رشتہ جو ہوتا
نکلے گیندے آوپر ہی جورو یہ کیون کرتے حجر × ذات سے مطلب فقط پہچان ہے × جو گھمنڈ اسپر کرے شیطان ہے
جو مسلمان نیک اور دیندار ہین × وے برادر اور رشتہ دار ہین × کف بڑا ہے دین کا دیکھو کتاب × فاسق و بیدین
سے رشتہ خراب × جو سگا بیدین ہو وہ ناسگا × بعد ازان رشتہ تو اُس سے مت لگا × چھوڑ دے اُسکو پرے بس دور کر
دیندارون کو سگا منظور کر(۱) × اور اسد اللہ الغالب سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے **نظم**
الناس من جهة التمثال اكفاء × ابوهم آدم والام حواء × وانما امهات الناس اوعية × مستودعات وللاحساب آباء ×
فان يكن لهم من اصلهم شرف × يفاخرون به فالطين والماء × وان اتيت بفخر من ذوي نسب × فان نسبتنا جود و علياء ×
لا فضل الا لاهل العلم انهم × على الهدى لمن استهدى ادلاء × وقيمة المرء ما قد كان يحسنه × والجاهلون لاهل العلم اعداء ×
ففز بعلم ولا تبغي له بدلا × فالناس موتى واهل العلم احياء × اور یہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے **نظم** ليس البلية في
ايامنا عجبا × بل السلامة فيها اعجب العجب × ليس الجمال باثواب تزينها × ان الجمال جمال العلم والادب × ليس اليتيم الذي قد مات والده
ان اليتيم يتيم العقل والادب × كن ابن من شئت واكتسب ادبا × يغنيك محموده عن النسب × فليس يغني الحسيب نسبته × بلا لسان
له ولا ادب × ان الفتى من يقول ها انا ذا × ليس الفتى من يقول كان ابي × ايها الفاخر جهلا بالنسب × انما الناس لام ولاب ×
هل تراهم خلقوا من فضة × ام حديد ام نحاس ام ذهب × هل تراهم خلقوا من فضلهم × هل سوى لحم وعظم وعصب ×

(۱) مؤلف را برین معنی بدو لفظ ملام است اول لفظ ذات که بمعنی قوم مستعمل است و این غلط است چنانچہ خان آرزو نوشتہ کہ لفظ ذات کہ
بمعنی قوم مستعمل ہست غلط است زیرا کہ بدین معنی جات است بجیم و آن لفظ ہندی الاصل است طغرا گوید ۔ گر گشاید از قدح نوشی بطے را
نر مین بذات مرغابیست خواہد صاحب منقار شد و ایضاً گوید ۔ شوخ سوسن را بگو دل می رباید قمقمات × ذات رجپوت است
ترسم دست بر جمدھر کشد × وسبب غلط بودنش آنست کہ ذال و ذای معجمہ در زبان ہندی نیست و این را جیم خوانند و ذال
و ذای معجمہ در زبان ہندی نمی آید پس طغرا لفظ جات را ذات بذال معجمہ فہمیدہ غلط کردہ تم کلامہ دوم لفظ کف کہ
در اصل کفو بضمتین است و بضم اول و سکون ثانی نیز آمدہ الا ناظم بضرورت نظم حذف واو نمودہ خطا کردہ بقاعدہ
را پیروی لفظ نباید کرد ۱۲ عسنرینر گرامی

انما الفخر لعقل ثابت × وحیاءٍ وعفافٍ وادب × پس جبکہ سارے انسان ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوئی تو بروے نسب ایک کو دوسرے پر کیا فضیلت ہے × بزرگی عقل وادب سے ہے نہ اصل ونسب سے ؎ نسب چہ سود دہد چون تو بے ہنر باشی × ز آب جو چہ برش تشنہ ہا سے چوبین را × اگر کسی کا باپ خواہ دادا علامہ و فاضل ہوا اور بیٹیا او جدّہ وجاہل ہے تو باپ ودادا کی عزت سے وہ کچھ حصہ ہرگز نہین پاسکتا ہے اور کہا گیا ہے کہ علم از ہمہ دولت افضل است علم موجب عزت ودولت است علم شئے بہ از جہل شئے۔ حسب ونسب بے علم ناقص است عالم ہر کجا کہ رود عزت وحرمتش کنند۔ سرمایہ بزرگی عقل وادب است نہ اصل ونسب آدمی را نسب بہنر دیست باید کرد نہ بپدر از نسب لاف زدن استخوان پدر فروختن ست وافتخار بکمال غیر نشان ... ؎ بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی × کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست ×۔

حق تعالیٰ نے شعوب وقبائل بنائے ہین چنانچہ فرماتا ہے کہ یَآاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا پس ضرور ہوا کہ جس قبیلہ وطائفہ مین جو مخلوق ہو وہ اُسی مین رہے اور حکمت بالغہ او تعالیٰ مین یہ امر اسلئے ضرور ہوا کہ اب اِس طائفہ مین اہل ہو یا نااہل ہم لوگ رہین اور اہل و نااہل ایک عارضی شئے ہے نااہل اہل اور اہل نااہل ہوجاتا ہے سب کو معلوم ہے کہ کنعان حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کہلاتا تھا اور حق تعالیٰ نے اُسکو نااہل فرمایا۔ اور خالقِ اکبر نے قبائل وعشائر اسلیے مقرر فرمائے کہ شناخت آسانی کے ساتھ ہوسکے ممکن ہے کہ ایک نام کے چار آدمی ہون اور اُنکے باپ کے بھی وہی نام ہون تو اُنکی شناخت کے لیے قبیلہ کا نام لیا جاوے لیکن اُسی آیت مین یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ یعنی تم مین سے شریف نزدیک اللہ کے وہ ہے جو پرہیزگار ہو۔ اب کیا ہر مسلمان پر گمان پرہیزگاری کا نہین ہوسکتا ہے؟ بیشک ہوسکتا ہے وہ خود مسلمان نہوگا جو ہر ایک مسلمان پر گمان پرہیزگاری کا نہ کرے۔

المختصر شرافتِ نسب کا عقلا کے نزدیک کچھ اعتبار ووقار نہین ہے ؎ لاف از نسب مزن کہ بمانند آئینہ × آدم نمی شود کسی از روے دیگران ×۔

ہان اگر اعتبار ووقار ہے تو شرافت کسبی کا جس شخص مین یہ وصف ہے وہ شریف اور انگریزی

اصطلاح مین جنٹل مین (۱) کہلاتا ہے ۔ جو معنی دانایان فرنگ نے جنکی دانش ضرب المثل ہے لفظ جنٹل مین کے قرار دئے ہین اُنکا تحقیق ہم مین سے کسی شخص مین خیلے دشوار ہے بلکہ خود انگریزون مین بھی اس لفظ کا مصداق حقیقی کم پایا جاتا ہے اگرچہ باعتبار خلق ومروت ظاہری کے جس شخص کو ذرا اوصاف ستھرا چکنا چپڑا اور نوک ویلک سے درست دیکھتے ہین خواہ مخواہ جنٹل مین کے لفظ سے خطاب کرتے ہین ۔ پس جبکہ انگلستان مین باوجود اس تہذیب وشایستگی وفراغ حالی اور فارغ البالی کے سچے جنٹل مین کا مصداق حقیقی الناد رکالمعدوم کے حکم مین ہے تو وائے برحال اہل ہند جنکی تعلیم ابھی خام ہے اور جنکے اخلاق وعادات ایک احاطہ کے اندر گھرے ہوئے ہین اور اُس سے باہر نکلنا اُسوقت تک دشوار ہے جب تک کہ انگریزی تعلیم کا اثر کامل نہو اور علوم وفنون اور طرز معاشرت وعنوان معیشت مین ترقی وافی نہو ۔ شرافت ذاتی مین اوصاف باطنی کا زیادہ تر اعتبار ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اُنھین اوصاف کا نام شرافت ہے ظاہری نمایش وآرایش کو چندان دخل نہین ہے ؎ تکلف سے بری ہے حُسن ذاتی ۔ قبائے گُل مین گُل بوٹا کہان ہے ۔ ظاہری

(۱) سب لوگ انگلستان مین تین درجہ کے ہین اوّل نوبل مین یعنی امرا دوم جنٹل مین یعنی شرفا سوم یومین یعنی زمیندار و کسان وغیرہ (تاریخ سلطنت انگلشیہ مطبوعہ لاہور ۱۸۸۱ء ترجمہ ہسٹری ولیم فرانسس کالیرال ال ڈی مطبوعہ لندن ۱۸۶۹ء) اور جنٹل مین = جسکی حیثیت عُرفی درست ہو + شریف (فرہنگ فرنگ مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۸۷ء) ۔ واضح رہے کہ یوروپ کے ملکون مین پانچ درجے کے امیر ہوتے ہین یعنی ۔ ڈیوک ۔ مارکوئیس ۔ ارل ۔ وائیکونٹ ۔ بیرن ۔ ڈیوک بعد ولیعہد کے سب سے اعلی درجہ کے امیرون کا خطاب ہے اور شاہزادون کو بذریعہ فرمان شاہی عطا ہوتا ہے مگر برّاعظم یوروپ مین بعض ریاستون کے فرمان روا بھی ڈیوک کہلاتے ہین اصل مین یہ لفظ لاطینی زبان کا ہے اور سردار اُسکے معنی ہین ڈیوک کی بی بی ڈچس کہلاتی ہے ۱۲ تاریخ سلطنت انگلشیہ اور واضح رہے کہ جمشید نے آدمیون کو چار جماعتون مین تقسیم کیا تھا اوّل کاتوزی (پُجاری) دوم نیساری (سپاہی) سوم نسودی (کاشتکار) چہارم اہنوخوشی (پیشہ ور) اور یہ تقسیم ویسی ہی ہے جیسے کہ منوجی کے دھرم شاستر مین چار جاتین قرار دی گئی ہین اوّل برہمن (پُجاری) دوم چھتری (سپاہی) سوم ویش (محنتی وزراعت پیشہ) چہارم شُودر (محنتی وپیشہ ور) ۔ اور یونانی مقنن سولن نے بھی چار جماعتون مین تقسیم کیا تھا اور وہ قسمین بموجب مرتبہ ہر ایک کی دولت کے ہوئین تھی ۔ پہلی تین جماعتون کو جو دولتمند تھین علاقہ جات عالیہ ملکی سلتے تھے ۱۲ اعسر یہ نگرامی

چنانچہ چنین وقبیلہ قبلی کا نام شرافت ہرگز نہین ہے یا جو کوئی فرومایہ جعلساز اور دغاباز ادھر اُدھر سے دس بارہ ہزار روپیہ سمیٹ کر معزز آدمیون کی قطع ووضع بنالے اور دو چار رئیسون کی صحبت مین بیٹھکر کچھ تمیز بھی سیکھ لے وہ ہرگز شریف نہین ہے ع دولت سے کمینہ کو شرافت نہین ملتی × اور دوسری جگہ کہا گیا ہے ع زر سے گُل کاغذ گُل تر ہو نہین جاتا × مس پر جو ملمع ہو تو زر ہو نہین جاتا × قلعی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہین جاتا × ہر قطرۂ ناچیز گُہر ہو نہین جاتا × جس پاس عصا ہو اُسے موسیٰ نہین کہتے × ہر ہاتھ کو عاقل ید بیضا نہین کہتے × اور علاوہ ازین ع پرتو نیکان نگیرد ہرکہ بنیادش بدست × تربیت نااہل راچون گردگان برگنبدست × یون تو ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ مین بھی شریف ہون اور میری ذات مین بھی وہ بزرگی موجود ہے جسکے سبب سے خلعت شرافت اُسکے جسم کو رونق بخش سکتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شرافت کا حاصل کرنا ہر شخص کا کام نہین ہے خواہ وہ کیسا ہی مالدار ہو یا کیسے ہی عالی فہم رئیس کا لڑکا ہو۔ آدمی کتنا ہی دولتمند اور عالی رتبہ کا لڑکا کیون نہو لیکن جبتک اپنی ترقی اور شائستگی کی فکر آپ نہین کرتا ہے ہرگز مراحل مرام کو طے نہین کرسکتا ہے۔ انسان کو زمینداری وراثت مین ملسکتی ہے لیکن عقل و علم و ادب کا ترکہ نہین ملتا ہے۔ دولت کے ذریعہ سے ایک دوسرے سے کام لے سکتا ہے مگر گنج قارون دیکر بھی کسی کی عقل فہم غور و فکر ادب اور علم ہرگز نہین لے سکتا ہے۔ وہ کتنا ہی غریب یا کتنا ہی امیر کیون نہو مگر حصول شرافت کے میدان مین دونون کو ایک ہی صف مین کھڑا ہونا پڑیگا اور ایک ہی راہ چلنی ہوگی کیونکہ شریف فقط وہی لوگ کہے جا سکتے ہین جنکے کام آئین شرافت کے موافق ہون اور جنکے دامن خیال تک گرد کدورت و حقارت نے بار نہ پایا ہو۔ شرافت مجموعی صفات کا ایک ایسا خوشبودار عطر ہے جسکی بو باس سے ہمیشہ کے لیے انسان کا دماغ بس جاتا ہے اور پھر کسی قسم کی تعفن آمیز و حماقت خیز بو اُسکے خیال و دماغ کو پراگندہ کرنے کی جرأت نہین کرسکتی ہے پس ایسی نعمت حاصل کرنے کے لیے انسان کو بہت سی توجہ درکار ہے اور بہت سے علمی باغون کی سیر کرنے اور اُنہین سے گلدستۂ شرافت تیار کرنے کے لیے اچھے اچھے پھول چُننے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

المختصر شرافت حقیقی کا جزو اعظم علم ہے اور اُسکے لوازم رحم حلم سخاوت مروّت عفّت حیا حمیت صدق و صفا اور عجز و انکسار وقعت اور وقار وغیرہ ایسے ایسے اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ ہین۔

جس شخص مین یہ سب یا اکثر اوصاف مجتمع ہون وہ لفظ شریف کا مصداق ہے ورنہ ایسے ویسے شریف جو کہ ظاہر میں بڑے وضعدار ایماندار اور پابند صوم وصلاۃ ہین مگر ایسے کور باطن سیاہ قلب خبیث الطینت اور جو نما گندم فروش کہ خدا اُنکے مکروکید سے بچائے ایسے ایسے جھوٹے اور بنے وبنائے شریف تو ہمارے ملک کی گلیون مین بہت سے مارے مارے پھرتے ہین جو اُنکے دام تزویر مین آیا وہ مارا پڑا

ہر چیز کی شناخت آثار و علامات پر موقوف ہے ورنہ کوئی کسی کے پیٹ مین نہین بیٹھتا ہے اور نہ علم غیب جانتا ہے کہ شریف اور رذیل مین امتیاز کرسکے بس شریف کے بہت سے علامات ہین منجملہ اُنکے دروغگوئی اور مکروفریب سے احتراز کرنا - زبان پر لاف وگزاف اور فحش وبیہودہ باتین نہ لانا - جو شخص اپنے سے سن یا عزت وآبرو مین زیادہ ہو اُسکا ادب کرنا کسی سے ایسی بات نکرنا جو ناحق اُسکے ملال کا باعث ہو - ہر ایک سے اُسکی آبرو ومنش کے موافق پیش آنا - بے وجہ کسی کی ایذا رسانی کے درپے نہونا کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگانا خُردی وبزرگی کا بہت لحاظ رکھنا - حصول مال ودولت کے لیے وہ کام اختیار کرنا جو خلاف مذہب ومضر اہل ملک و باعث نفرت دوست واحباب اور ہمسایہ نہو - ایسی بات زبان سے نکالنا جو سچائی سے مملو ہو سخت کلامی سے اِسطرح ضد رکھنا جیسے آگ پانی سے - ہر چھوٹے وبڑے سے اُس کے درجہ ورتبہ کے موافق پیش آنا - خداوند حقیقی و مجازی سے ہمیشہ خائف رہنا اور اُنکی اطاعت سے پہلوتہی نہ کرنا - انصاف پسندی کو اپنے ہر کام مین دخل دینا اور علی ہذا القیاس ایسی ہی باتین شرافت کی علامتین ہین اور یہ سب علم کے نتائج ہین بغیر علم اِنکا حاصل ہونا دشوار ہے مگر غیر ممکن نہین اور یہ بھی یاد رہے ؎ آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز - کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا - شرافت کے بہت سے موانع ہین از انجملہ صحبت بد بہت بڑا مانع ہے کیونکہ صحبت کا اثر آدمی کے رگ وپے مین اسطرح دوڑتا ہے جس طرح سانپ وغیرہ کا زہر سارے بدن مین - اگر اُسکا تدارک جلد ہو تو خیر ورنہ خدا حافظ - اِسی طرح اگر لڑکپن مین آدمی کو صحبت بد نہ پڑے تو اچھا ولیکن جوانی مین اُسکا سنبھلنا بہت دشوار ہے مگر محال نہین -

خداوند کریم نے شریف ورذیل کو علحدہ علحدہ کسی خاص خاص قوم یا فرقہ سے پیدا نہین کیا ہے بلکہ تمام بندون کو ایک ہی ماباپ یعنی حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے خلق کیا ہے پس در اصل تمام بنی آدم ایک ہی

تھیلی کے چٹے بٹے ہین - اب اِس امر کا دریافت کرنا ضرور ہوا کہ پھر آخر اِن دونون مین کیا فرق ہے کہ جسکے باعث سے کوئی شریف کہلاتا ہے اور کوئی رذیل - جب بنظر تعمق غور و انصاف سے دیکھا جاتا ہے تو عقل سلیم یہی کہتی ہے کہ شرافت کوئی خاندانی ملکیت کسی کی نہین ہے اور نہ کسی قوم کا خاص حصہ ہے بلکہ یہ ایک صلہ ہے بطور خطاب اُن افعال اور اقوال کے جنکے کرنے اور رکھنے سے آدمی شریف کہلاتا ہے علی ہذا القیاس رذالت کی بھی بعینہ یہی کیفیت ہے مثلاً کوئی بڑے سے بڑے عالی خاندان کا آدمی نہایت قبیح افعال کے کرنے سے ایسا بدتر و خراب ہوجاوے کہ اُسمین شرافت کی بو بھی نہ پائی جاوے تو بیشک کوئی شخص اُسکو شریف ہرگز نہین کہیگا بلکہ ہر ایک کے نزدیک وہ رذیل ہی تصوّر کیا جاویگا اسی طرح ہزار کوئی رذیل کیون نہو لیکن جب وہ اچھے اچھے کام کریگا متقی اور پرہیزگار ہوجاویگا اور شایستہ اور مہذّب آدمیون مین ہر وقت اُٹھے بیٹھے گا اور اُنسے میل و جول رکھیگا تو وہ بھی شریف کہلاویگا کیونکہ شرافت اُسکا ذاتی جوہر ہے نہ عرض - اور یہ ظاہر ہے کہ جوہر کے مقابلہ مین عرض کی کوئی حقیقت و وقعت نہین ہے بلکہ جوہر ہی کی ہستی سے عرض کا وجود ہے ورنہ عرض کا کوئی نام ونشان تک نہ جانتا پس نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی شریف نہین ہے جب تک اُس سے وہ افعال جو اشراف کے واسطے موضوع ہین سرزد نہون اور اسی طرح کوئی رذیل بھی نہین ہے جب تک کہ اُس سے وہ افعال جو مخصوص بہ لفظ رذیل ہین واقع نہون -

افسوس ہے کہ اِس زمانہ کے عوام کالانعام لفظ شرافت پر تو مرتے اور ناز کرتے ہین مگر یہ نہین جانتے کہ شرافت کے جزو شر اور آفت ہین پس جب تک جو شخص شر اور آفت سے بچا رہیگا تب ہی تک شریف رہیگا ورنہ رذیل سے بھی بدتر ہوجاویگا -

اِس زمانہ سے پہلے کا حال جب ہم اگلے لوگون کی تالیفات و تصنیفات یا اور طرح اُنکی یادگارون کے ذریعہ سے بطور قصص و حکایات وغیرہ دیکھتے یا سنتے ہین تو ایک بڑی عبرت معلوم ہوتی ہے اور اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیشک زمانۂ سابق اور حال مین بہت بڑا انقلاب ہوگیا ہے اور روز بروز ہوتا جاتا ہے جو لوگ شریف تھے وہ اپنے خیال خام شرافت خاندانی کے اُمنگ مین ایسے بے ہنر اور جاہل ہوئے اور ہوتے جاتے ہین کہ رذیل سے بدتر ہوگئے اور جو رذیل تھے اُنھون نے اچھے اچھے کامون کے

حاصل کرنے مین ایسی ایسی کوششین اور جانفشانیان کین اور کرتے ہین کہ شریفون سے بھی ایک درجہ بڑھ گئے ۔

شرافت و نجابت کیا چیز ہے ؟ اسمین شبہہ نہین کہ یہ مسئلہ ہر زمانہ مین بحث و تذکرہ کے اندر چلا آیا ہے اور ہر ایک کے اندر اُسکا فیصلہ بھی بخوبی ہو گیا اور علاوہ ازین ہر ایک قوم کے بزرگون اور عالمون نے عمدہ عمدہ مضامین ارقام فرمائے ہین جو اب تک موجود ہین لیکن افسوس کہ ہمارے ملک ہندوستان جنت نشان کے رہنے والون مین سے اکثر ایسے ہین کہ نہ تو اُنکو بزرگون کے نقش قدم پر چلنا پسند نہ عقل سلیم کی پیروی خوش معلوم ہوتی ہے حالانکہ دعوی وہی ہے کہ شرافت و نجابت ایک خاندانی امر ہے جو بزرگون سے میراث کے مانند پہونچتا ہے لیکن اُن حضرت کا یہ ادعا دانشمندون کے نزدیک کسی طرح پذیرائی کے قابل نہین کیونکہ بالاتفاق ہر ایک قوم مہذب کے وقائع نگارون کی تحریرون سے بخوبی ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام ہمارا پہلا باپ ایک ہی تھا اور اُسی کی نسل سے ہم سب آدم زاد ہین ۔ فی الواقع یہ امر ایسا بدیہی ہے کہ براہین اور دلائل کی چندان ضرورت نہین رکھتا ۔ کیا ظاہر نہین کہ کل بنی آدم کی ابتدا و انتہا اور شکل و وضع خصوصاً اعضا و روح ایک ہی طور سے ہے اگر خالق کائنات کو منظور ہوتا کہ جات جات الگ پیدا ہون تو کیا وہ دانشمند خدا امتیاز کی علامات کو درمیان مین نہ لاتا خصوصاً اسلام تفرقۂ اقوام کو مٹاتا ہے اور جملہ اہل اسلام کو ایک دوسرے کا بھائی بناتا ہے چنانچہ خداوند کریم فرماتا ہے کہ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا یعنی تم دشمن تھے سو خدا نے تمھارے دلون مین الفت پیدا کر دی اور تم اُسکے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے ۔ اسلام تفرقہ اقوام ہی مٹانے آیا تھا اگرچہ فی الحال اُس دین مین خود تفرقہ پڑا ہوا ہے چنانچہ ہندوستان کے سعدی جناب مولوی **الطاف حسین** صاحب حالی پانی پتی لکھتے ہین ؎ جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے ۔ اُس دین مین اب تفرقہ خود آکے پڑا ہے ۔ البتہ در ایام جاہلیت غرّہ ماہ ذیقعدہ بعکاظ خرید و فروخت شدے و تا بیست یوم باقی ماندے و قبائل از ہر طرف بدانجا آمدہ اشعار خواندندے و مفاخرت بہ آبا و اجداد بریکدیگر نمودندے و در اسلام ہم برطرف شدہ وادیم ؎ مخفی نماند کہ **عکاظ** بالضم بازار ایست در صحرائے ناحیۂ مکہ معظمہ میان نخلہ و طائف ۔

اب دیکھنا چاہیے کہ حیوان مطلق مین جو بیشمار قسم کے ہین کیسی تمیز و فرق ہے لیکن حیوان ناطق مین کوئی نتیجہ

امتیاز سوائے عارضی امرون کے پائی نہین جاتی ہے۔ عیسائیون کے پانچ آنکھین اور پانچ ہاتھ مسلمانون کے چار چار آنکھین اور چار ہاتھ ہندوون کے تین آنکھین اور تین ہاتھ یہودیون کے ایک آنکھ اور ایک ہاتھ بھی نہین ہوتا بلکہ دو دو آنکھین اور دو دو ہاتھ سب کے ہین۔ عیسائی عرش معلّٰی کی پیدائش نہین نہ اہل اسلام آسمان مین پیدا ہوکر زمین پر نازل ہوئے نہ ہندو خود رو درختون کی طرح زمین مین اُگے نہ یہودی کسی کھیت مین بونے سے پیدا ہوئے بلکہ سب کے سب اپنی اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئے پس اگر مذکورہ قومون مین سے کوئی قوم دوسری قوم کی بہ نسبت شرافت و نجابت کا دعوی کرے تو عقلا یہی کہینگے کہ توا کڑاہی کو کالا نہین کہہ سکتا ہے مگر حق بات یہ ہے کہ شرافت و نجابت بیشک ایک چیز ہے لیکن میراث کے طور پر انسان نہین پاتا بلکہ اپنے صفاتی جوہرون سے حاصل کرتا ہے۔ حیوان ناطق کو حیوان مطلق پر کس امر مین برتری ہے کیا جسم کی نسبت؟ نہین ہرگز نہین بلکہ روح کی نسبت، یا یون کہو کہ عقل کی نسبت سے ؎ آدمی زادہ نیک محضر باش ٭ تا ترا بر دواب فضل نہند ٭ تو بہ عقل از دواب ممتازی ٭ ورنہ ایشان بہ قوت از تو بہ اند ٭ درصورتیکہ حیوان ناطق اور حیوان مطلق مین صرف عقل ہی حد فاصل ہے تو کوئی بے عقل آدمی گو خاندانی اور متموّل ہو دوسرے انسان کو جو عقیل ہو پر خاندانی اور متموّل نہین ہرگز کمینہ نہین کہہ سکتا ہے پس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شرافت و نجابت عقل پر منحصر ہے اور عقل ہی انسانیت اور اہلیت ہے یا یون کہا جاوے کہ عقل ہی انسانیت و اہلیت کی جزو اعظم ہے۔

عموماً ہندوستانیون پر یہ الزام نہین لگایا جا سکتا ہے بلکہ صرف اُنہین پر جو غیر مہذب اور ناواقف ہوکر تہذیب وغیرہ کا دعوی کرکے ایسے الفاظ منھ سے نکالتے ہین جنہین غور کرنے سے خالق کائنات پر الزام لگتا ہے پیارے ہندوستانیون سے سوال ہوسکتا ہے کہ اگر چمار نہ ہوتے تو احد الامرین مین سے ایک امر ضرور رہتا یا اُنکو برہنہ پا پھرنا پڑتا یا خود جوتی بنانی پڑتی اسی طرح مہترون کی نسبت خیال کر لینا چاہیے اور علی ہذا القیاس تمام اشخاص اہل حرفہ کی نسبت۔ اندرین صورت اپنے پروردگار کی پوشیدہ مہربانیون سے کفران نعمت کرکے غیر مہذب لوگون کے مانند دعوی کرنا کون انسانیت و نجابت ہے ؎ آدمی را آدمیت لازم ست ٭ عود را گر بو نباشد ہیزم است ٭ کوئی پیشہ انسان کو ذلیل اور رذیل نہین کرتا بلکہ انسان پیشون کو خود ذلیل و رذیل کرتا ہے جتنے ایسے پیشے ہین جنہین دیانتداری اور ایمانداری سے روپیے حاصل کیے جاتے ہین ۔۔

سب کے سب معزز و مشرف ہین خواہ انسان اُنمین اپنے دل سے کام لے خواہ ہاتھ سے۔ ہاتھ کثیف ہوجاوے تو ہوجاوے لیکن دل کو میلا و گندہ نہین ہونا چاہیے کیونکہ مادی چیزین انسان کے جسم کو اِسقدر سیاہ نہین کر سکتی ہین جس قدر بُری عادتین اُسکے قلب و روح کو۔ ہاتھ کی سیاہی بہت آسانی سے زائل ہوجاتی ہے مگر دل کی سیاہی تو خدا ہی کے دھوئے دُھل سکتی ہے۔ دیانتداری کے ساتھ جس پیشہ مین ہاتھ لگایا جاوے اُسی مین عزت موجود ہے اب چاہے وہ موچی کا کام ہو یا درزی کا لوہار کا کام ہو یا جولاہے کا۔ جن دیانتدار محنتیون کے پیشہ کو دنیا کی نگاہ مین ذلیل و رذیل سمجھتی ہین اُنھین ہرگز شرمندہ نہونا چاہیے شرم اُنکو لازم ہے جو بے ایمانی سے روپیے کماتے ہین چوری کرتے ہین فریب و دغا سے اپنی وجہ معاش حاصل کرتے ہین ناجائز پیشے کرتے ہین وعلی ہذا القیاس اور اُنکو اپنے عارضی اور اضافی القاب سے بھی محجوب نہونا چاہیے جو کہ باعتبار حرفہ صفاتاً مستعمل ہین اور اُن القاب سے ملقب کیے گئے ہین مثلاً

آبار ——— کنکن × چاہ کن × ابو منصور چاہ کن از بزرگان دین گذشتہ۔

اکّار ——— چاہ کن × برزگر × شیخ ابو حسین بن محمد اکار فیروز آبادی از بزرگان دین گذشتہ۔

اکاف ——— پالان گر۔

بنّاء ——— معمار × ارزہ گر × گلکار۔

بزّار ——— برزگر × بزر فروش × دارو فروش × ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزار از علماے دین گذشتہ۔

بزّاغ ——— بیطار × علاج کنندہ مواشی خصوصاً اسپ × ضیاء الدین ابن بیطار اندلسی در علم نباتات مشہور بود بغرض تحصیل علوم نباتات سفرہا سے دور و دراز کردہ۔ در بیان ادویہ مفردہ تصنیفاتش ماخذ اکثر کتب است۔

بقّار ——— صاحب گاو۔

بزّاز ——— جامہ فروش × محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف کردری بریقینی خوارزمی الشہیر بہ بزازی و عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ خرقی نیشاپوری و ابوالمظفر جمال الاسلام اسعد بن محمد بن حسین

کرابیس نیشاپوری و ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بزاز از بزرگان دین متین گذشتہ اند۔

بدال — غلہ فروش × طعام فروش × مودی۔

بغال — استربان۔

بقال(۱) — تره فروش × زین المشائخ محمد بن ابی القاسم خوارزمی نحوی المعروف بہ بقالی و سعید بن مرزبان مولی حذیفہ بن الیمان العبسی البقال الکوفی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

تجّار — جمع تاجر × سوداگر × ابوعبداللہ محمد بن سہل المعروف بہ تاجر و شیخ محمد بن طاہر پٹنی بوہرہ و ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم بن حکم ضبی طہمانی نیشاپوری المعروف بابن بیع از علماے دین گذشتہ اند۔

تمار — خرما فروش۔

تراس — سپر ساز۔

تبان — کاه فروش۔

ثلاج — برف فروش۔

ثواب — جامہ فروش × جامہ دار۔

جبان — پنیر فروش۔

جلاب — کشندهٔ اسپ و شتر از جائے بجائے برائے فروختن و برده نیز × ابوعبداللہ بن جلاب بغدادی عالم شیعی الملۃ گذشتہ

(۱) بقال فروشندهٔ غلہ چنانکہ متعارف ہندوستان ست صحیح بدین معنی بدال است و فارسیان بمعنی کسیکہ میوه مثل انار و کمرد گان و پنیر فروشند آرند وحید گوید ؎ چہ گویم تہ بقال صاحب جمال × ازین خط سبز و ازان رنگ آل × اسیران بر اطراف اومشہر ده × ہمہ پوش ازگرد کلفت چو مہ × ازان بیمروت دل ہمہ گره × چو انگور بشاخ رشتۂ آبلہ × تہ فرگان شوخش دل مرد پیر × ز سوراخ غربال ہیچو پنیر × و از مثنوی مولوی معنوی عطار معلوم می شود کہ اہل کشمیر بمعنی شخصے سود و سودا کند استعمال کنند ۱۲ چراغ ہدایت بقال بلغت عوام عرب است بمعنی غلہ فروش ۱۲ قاموس و از کلام مولوی معنوی بمعنی عطار معلوم می شود چنانچہ گفتہ ؎ بود بقالے و ورا طوطئے نیز اکہ روغن گل عطار نمی فروشد کہ بقال را بدال ۱۲ خیابان

جراح — مشہور است۔

جلاد — پوست کشندہ × شمشیر زن × گردن زن — سیاف۔

جصاص — گچ گر × احمد بن علی بن حسین رازی المعروف بابوبکر جصاص و مولف جصاص [illegible] از بزرگان دین گذشتہ اند۔

جمال — شتربان × بنان بن محمد جمال و اسحاق بن ابراہیم جمال و علاؤالدین علی بن [illegible] بن محمد جمال و محمد بن علاؤالدین علی جمال از بزرگان دین گذشتہ اند۔

حذاء — نعل دوز × نعل بند × چرم دوز × ابو محمد جعفر حذاء از بزرگان دین گذشتہ۔

حجاب — جمع حاجب — دربان × ابن حاجب لقب دانشمندیست [illegible]۔

حراث — برزگر × کشاورز۔

حلاج — پنبہ از تخم جدا کنندہ × پنبہ زن × بہینہ[1] × بہین × احمد بن حسین حلاج و علی بن [illegible] حلاج اصفہانی و احمد بن منصور حلاج و ابو مغیث حسین[2] بن منصور حلاج بیضاوی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

حداد — دربان × زندان بان × آہنگر × ابو الحسین حداد ہروی و شیخ سعد حداد و ابو جعفر حداد بغدادی و ابو حفص عمرو بن سلمہ حداد نیشاپوری و عبداللہ حداد رازی و ابو محمد حداد [illegible] پوری و ابو الحسن بن مسلم حداد نیشاپوری و ابو جعفر حداد مصری از بزرگان دین گذشتہ اند۔

حطاب — ہیزم فروش × خارکش۔

حفار — گورکن × ابو جعفر حفار بغدادی از بزرگان دین گذشتہ۔

حراض — گچ پز۔

حناط — گندم فروش × خوشبوئی فروش × شیخ الاسلام علاؤالدین سعید بن محمد حناطی از بزرگان دین گذشتہ۔

(۱) بہینہ و بہین بکسر اول بمعنی حلاج و نداف آمدہ ۱۲ الفس النفائس منتخب النفائس۔ برہان قاطع ہفت قلزم جلد اول۔

(۲) آپ کے حالات میں رسالۂ اسرار لوہیہ مؤلفہ خواجہ نعمت اللہ ہروی رحمۃ اللہ علیہ اور ابتہاج فی ذکر الحسین بن منصور الحلاج دو مستقل رسالے موجود ہیں۔

حکاک ——— نگینہ ساز × مُہرکن × ابوالفضل یحییٰ بن عبداللہ حکاک مکی از بزرگان دین گذشتہ۔

حیاک
حائک ——— جامہ باف × جولاہ(۱) × جولاہہ × ناصح بن عبداللہ ابوعبداللہ الحائک و ابراہیم بن حائک و احمد بن حائک
حواک ——— و شیخ تقی حائک مانکپوری و شیخ احمد جوال گرد خواجہ بہاء الدین نقشبند و زین الائمہ محمد بن ابی بکر المعروف بجمیر الویری خوارزمی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

حلال ——— فروشندۂ روغن کنجد۔

حجام(۲) ——— خون کش × شاخ کش × شیخ یٰسین المغربی حجام الاسود از بزرگان دین گذشتہ۔

حلاق ——— موتراش × سرشو × گرا(۳)۔

خباز ——— نان پز × جلال الدین عمر بن محمد بن عمر خبازی و ثابت بن الخباز و شیخ ابوالنصر خباز و ابوبکر خباز بغدادی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

خراز ——— موزہ دوز × مشک دوز × چرم دوز × ابوسعید احمد بن عیسیٰ خراز بغدادی و محمود موزہ دوز و ابوجعفر حسن بن حمویہ خراز اصطخری و احمد چرم دوز و ابومحمد عبداللہ بن محمد الخراز از رازی و سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بن محمد بن جنید(۴) الخراز بغدادی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

(۱) جولاہ و جولاہہ ہر دو بضم اول بمعنی بافندہ باشد و جولہ مخفف جولاہہ است ۱۲ رشیدی۔ کریم اللغات۔ برہان قاطع۔ ہفت قلزم جلد ۲ و سید محمد جامہ باف فکری شاعرے گذشتہ این رباعی در تعریف خیل از وست کہ بحر طوم کند حلہ چہار × بازش جو اجل برآرد از خصم دمار بنیم [illegible] کہ در لباس ناہموار است × چون جندرہ ساز دش بدندان ہموار ۱۲ عزیز نگرامی۔

(۲) خون کشندہ باشترہ زدن ۱۲ منتخب و درین زمان حلاق را از ان مجازاً حجام گویند کہ در زمانۂ قدیم این قوم غالباً ہم سینگی کشیدند ۱۲ غیاث

(۳) گرا بفتح کاف فارسی و رای مہملہ مشدد بمعنی موتراش یحییٰ کاشی گوید ع کاکا نام ہیچ کہ آقا کردی × کافرنکند انچہ تو گرا کردی ۱۲ منتخب النفائس۔

(۴) بعضوں نے آپکو خزاز یعنی خز فروش اور بعضوں نے قواریری و زجاج یعنی آبگینہ فروش لکھا ہے۔ خز ایک قسم کے کپڑے کا نام ہے ۱۲ عزیز نگرامی

و ابراہیم بن محمد بن الخراز از علماے اثنا عشری گذشتہ کہ کلینی ازو روایت کردہ۔

خراس ــــ کلال و خم و سبو ساز۔

خواص ــــ زنبیل و بوریا باف و برگ خرما فروش و ابو محمد جعفر بن محمد بن نصیر الخلدی الخواص البغدادی و ابو سلیمان خواص مغربی و ابو اسحاق ابراہیم خواص بغدادی و شیخ ابوبکر سلہ باف مرشد محمد بن علی المعروف بہ شمس الدین تبریزی و ابو محامد جمال الدین محمود بن احمد بن عبد السعید بن عثمان بن نصر بن عبد الملک بخاری حصیری و احمد بن جمال الدین ابو محامد محمود بخاری المعروف بہ حصیری از بزرگان دین گذشتہ اند۔

خراط(۱) ــــ چوب تراش و عبد الحق بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن الحسین ابی محمد الازدی الاشبیلی المعروف با بن خراط از بزرگان دین گذشتہ۔

خشاب ــــ چوب فروش۔

خطاط ــــ خوشنویس و ابو الحسن علی بن ہلال المعروف با بن بواب(۲) خطاط و عماد الدین یاقوت خطاط از بزرگان دین گذشتہ اند۔ یاقوت خطاط غلام معتصم باللہ بود و معتصم باللہ یکے از خلفاے عباسیہ بودہ است۔ و ابن مقلہ مردے بود خطاط کہ بتاریخ سہ صد و دہ ہجری از خط معقلی و کوفہ و غیر آن شش خط اختراع نمودہ براے ہر حرف طرز خاص دادہ و اسامی شش خط اینست۔ ثلث۔ توقیع۔ محقق۔ نسخ۔ ریحان۔ رقاع۔ و بعد ازان بمرور ایام استادان دو خط دیگر تعلیق از رقاع و توقیع دوم نستعلیق از نسخ و تعلیق ستہ تیار

(۱) طاے خراط را فارسیان بتصرف خود بتاے قرشت بدل کردہ بجہت قرب مخرج بدال مہملہ نمودہ اند و ملا نور الدین ظہوری در خوان خلیل بلفظ نہاد لفظ خراد را قافیہ ساختہ است ؎ خرزرا ز آتش خراد زندہ کردہ است کجروی نہاد و در مصراع نوشتہ کہ باصطلاح شعراے عرب این عمل را اجارہ گویند کہ در یک مصرعہ حرف روی طاے مہملہ آوردن و در دیگر مصرعہ دال آوردن

(خراط ــــ خراد یعنی آنکہ چوبہا را بر چرخ خراشیدہ ہموار کند ۱۲ غیاث

(۲) بواب ــــ دربان و پردہ دار ۱۲ منتخب اللغات

نمودہ اند۔ و نوشتہ است کہ بسبب جرمیکہ از این مقابو قوع آمدہ حاکم وقت پستش برید

خیاط ـــــ درزی ، ناسج ۔ مسلم بن الخیاط و عیسیٰ بن ابی عیسیٰ الخیاط و ابو عبداللہ خیاط استاد ابوالفرج عبدالرحمن جمال الدین بن ابوالحسن علی بن محمد بن علی بن عبیداللہ بن عبداللہ بن حمادی بن احمد بن محمد بن جعفر الجوزی المعروف بابو الفرج بن جوزی محدث از بزرگان دین گذشتہ اند۔

خصاف ـــــ نعل دوز ، ابوبکر احمد بن عمر بن مہیر خصاف از علماے دین گذشتہ۔

خفاف ـــــ موزہ دوز ، موزہ فروش ، ابومحمد خفاف از بزرگان دین گذشتہ۔

خلال ـــــ سرکہ فروش ، ابومحمد حسن بن محمد بن حسن بن علی خلال بغدادی از علماے دین گذشتہ

خیام ـــــ خیمہ دوز ، عمر خیام از حکماے اسلام گذشتہ۔

دراج ـــــ صندوق و طبلہ ساز ، بکیر الدراج بغدادی از بزرگان دین گذشتہ۔

دباس ـــــ شیرۂ انگور فروش ، شیرۂ خرما فروش ، انگبین فروش ، دوشاب فروش ، اسمعیل دباس و شیخ احمد دباس و شیخ حماد دباس و محمد بن محمد بن سفیان المعروف بابی طاہر دباس از بزرگان دین گذشتہ اند۔

دباغ ـــــ پوست پیراے ، چرم ساز ، ابراہیم دباغ از بزرگان دین گذشتہ۔

دلال ـــــ سفار ، قواد ، دستار ، سمسار ، سفسار ، میان بائع و مشتری سودا راست کنندہ۔

دقاق ـــــ قصار ، آرد فروش ، حسن بن محمد المعروف بہ شیخ ابو علی دقاق از بزرگان دین گذشتہ۔

دھان ـــــ روغن فروش ، روغن گر۔

رسان ـــــ رسن ساز۔

رفاء ـــــ رفوگر۔

رماح ـــــ نیزہ گر ، ابو علی عمر بن میمون بن بحر بن سعد رماح بلخی از بزرگان دین گذشتہ۔

رزاز ـــــ برنج فروش ، ابوجعفر رزاز از علماے دین گذشتہ۔

رمال ـــــ مشہور است۔

رآس ــــ کاسہ فروش۔

زباب ــــ مویز[1] فروش۔

زیات ــــ روغن زیتون فروش ۔ ابو عمارہ حمزہ بن حبیب زیات قاری کوفی و ابو یعقوب زیات و محمد بن عبدالملک زیات از بزرگان دین گذشتہ اند۔

زجاج[2] ــــ شیشہ گر ۔ ابو اسحاق ابراہیم بن یوسف بن محمد زجاجی و ابو سہل زجاج و ابو عمر محمد بن ابراہیم زجاجی نیشاپوری از بزرگان دین گذشتہ اند و نیز زجاج لقب دانشمندیست نحوی۔

زراد ــــ زرہ گر ۔ لقب عالمیست۔

زقاق ــــ مشک ساز ۔ ابو بکر زقاق مصری و ابو بکر زقاق بغدادی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

سقاء ــــ آب دہندہ ۔ آبکش ۔ آبکار ۔ ابو اسحٰق ولید بن عبداللہ سقاء و علی بن شعیب السقاء و ابو بکر سقاء و شیخ محمد آبکش و پور سقا یعنی شیخ صنعان از بزرگان دین گذشتہ اند۔۔ و ابایزید بسطامی کہ مشہور بسلطان العارفین ہست سقاے درگاہ و مستفیض از روحانیہ ابی عبداللہ جعفر بن محمد الصادق علیہما السلام بودہ و بغلط شہرت یافتہ کہ او مرید جعفر صادق ہست باید دانست کہ او از ابی عبداللہ جعفر بن موسی الکاظم اخذ طریقت کردہ ۔ علماے امامیہ جعفر ابن موسیٰ را ملقب بکذاب کردہ اند حالانکہ او از کبار اولیاء اللہ بودہ و ہمچنین جعفر بن علی را کہ برادر حضرت امام حسن عسکری بود نیز ملقب بکذاب کردہ اند نعوذ باللہ ۔ صاحب عمدۃ المطالب فی نسب آل ابیطالب گوید ابو عبداللہ جعفر الملقب بالکذاب لادعائہ الامامۃ بعد اخیہ الحسن و شیخ بہاء الدین آملی در کشکول آوردہ ان ملاقاۃ ابی یزید البسطامی لابی عبداللہ جعفر بن محمد صادق علیہما السلام وکونہ سقاءً فی دارہ

---

(۱) مویز بفتح و یاے معروف قسمی ہست کلان از انگور کہ خشک کردہ نگاہدارند و مردم عام آنرا منقی گویند و منقی را صفت مویز نمی دانند غلطی عظیم است و منقی بضم میم و فتح نون و تشدید قاف مکسور پاک و صاف کنندہ از آلایش و فتح قاف پاک کردہ شدہ ۱۲ **غیاث**

(۲) زجاج ــــ شیشہ گر و زجاجی ــــ شیشہ فروش : آبگینہ فروش۔

اوردها جماعة من اصحاب التاریخ واوردها الفخر الرازی فی کثیر من کتب الکلامیة واوردها رضی الدین علی بن طاؤس فی کتاب الطوائف والعلامة الحلی فی شرح التجرید وبعد اشتهاره امثال هؤلاء بذلك لاعبرة لما فی بعض الکتب کشرح المواقف من ان ابایزید لم یلقه ولم یدرك زمانه وابن زهره اندلسی بتاریخش آورده ابویزید البسطامی خدم ابوعبدالله جعفر بن محمد صادق سنین مدیدة وکان یسمیه طیفور السقا لانه کان سقا داره وشیخ علی حمزة الطوسی در جواہر الاسرار آورده که ابویزید طیفور بن عیسی البسطامی جدوی گبر بود مسلمان نشد وسه برادر بودند آدم وعلی وطیفور وہر سه زاہد بودند واو بہتر ایشان واو مرید وسقا بر اسے امام ابوعبدالله جعفر الصادق علیه السلام بوده اما آنچه گویند که او امام را دیده و خدمت کرده بخلاف واقع است که ثقات تصریح کرده اند که امام را ندیده واز اکابر سلف این خبر بصحت رسیده شیخ محمد الادکانی خواجه محمد الحافظ البخاری که از ثقات مورخین مشائخ اند برین نقش کرده اند فاما شیخ الادکانی نوشته است که ابویزید صحبت جعفر الاصغر را دریافته وتاریخ او مشعر برین معنی است چه او در سنه احدی وستین[۱۶۱] ومائة در بسطام متولد شد و در سنه اربع وثلثین[۲۳۴] ومائتین وفات یافته ووفات امام جعفر صادق در منتصف رجب روز سه شنبه ثمان واربعین ومائة بوده۔

سراج ـــــ زین فروش، زین ساز، جمال الدین محمود بن احمد المعروف بابن سراج قونوی ومحمد بن سراج الدین عمر بن شهاب الدین محمود بن ابی بکر بن عبدالقاہر رازی المعروف بابن سراج وابوعباس محمد بن اسحاق سراج وطاؤس الفقراء ابونصر سراج طوسی وجعفر ابن احمد سراج وابومحمد جعفر بن السراج از بزرگان دین گذشته اند ونیز ابن سراج لقب دانشمندے است نحوی۔

سقاط ـــــ سقط فروش[1]، شمشیرگراز۔

---

(۱) سقط فروش آنکه میوه او فتاده را بر داشته ارزان فروشد ۱۲ نسخهٔ تعلیمیه

وسقطی ـــــ سقط فروش ـــــ خورده فروش ـــــ بساطی ۱۲ منتخب النفائس

سکاف ــــ موزہ دوز × کفش گر × ابوبکر محمد بن احمد اسکاف[1] البلخی و ابوعمر اسکاف و عبدالملک اسکاف از بزرگان دین گذشتہ اند۔

سباک ــــ زر و سیم گداز × زرگر × ابوعلی بوتہ گر و تاج الدین علی بن سنجر بغدادی المعروف بابن سباک از بزرگان دین گذشتہ اند۔

سکاک ــــ آہنگر × ابویعقوب سراج الدین یوسف بن محمد خوارزمی سکاکی و ابوبکر سکاک و شیخ ابوالحسن سکاک سمنانی و حسن سکاک از بزرگان دین گذشتہ اند۔

سماک ــــ ماہی فروش × محمد سماک و ابوجعفر سماک بغدادی و ابوعمر بن السماک از بزرگان دین گذشتہ اند

سجان ــــ زندان بان۔

سفان ــــ صاحب کشتی۔

سکان ــــ کاردگر۔

سمان ــــ روغن فروش × شیخ داؤد سمان از علمائے دین گذشتہ۔

سنان ــــ فسان کش × ابوجعفر احمد بن حمدون بن علی سنان از بزرگان دین گذشتہ۔

شحاذ ــــ فسان کش۔

شماع ــــ موم ریز × محمد بن عبدالکریم بن عثمان المعروف بابن الشماع از علمائے دین گذشتہ۔

(۱) سکاف و اسکاف ہم معنی است و صاحب قاموس نوشتہ کہ اسکف بالفتح و اسکاف بالکسر و اسکوف بالضم موزہ دوز یا آنکہ اسکف موزہ دوز باشد و اسکاف درودگر و ہر صانعے کہ بآلات آہنی کار کند ۱۲ حسن زیز نگرامی

صیاد(۱) ـــــ شکار کنندہ × واسما ٔ ابو احمد صیاد و ابو اسحاق ابراہیم الصیاد بغدادی از بزرگان دین گذشتہ اند ـ

صفار(۲) ـــــ ظروف روئین ساز × عمرو لیث صفار(۳) بادشاہے گذشتہ کہ در اوائل صفار بود و ابی القاسم

---

(۱) سلاطین دیالمہ الملقب بہ آل بویہ کا بانی عماد الدولہ اور اُسکے بھائی اور باپ سب کے سب صیاد تھے چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین ہے عماد الدولہ و پدر و برادران او از فرقہ صیادان بودند کہ جانوران پرندہ و ماہی وغیرہ شکار می کردند و می فروختند و قوت می ساختند اور تاریخ ابن خلکان مین ہے ھو ابو الحسن علی بن بویہ وھو اول من ملك مِنی بویہ وکان ابوہ صیاداً لیس لہ معیشۃ الامن صید السمك اور تاریخ ابن خلدون المغربی جلد چہارم صفحات ۴۴۳/۴۵۲ اور تاریخ ابن اثیر الجزری جلد ہشتم و نہم اور تاریخ ابن اثیر الجزری جلد سوم صفحات ۱۲۶/۱۳۰ کے حاشیہ پر اخبار الدول و اثار الاول مین سلاطین آل بویہ کا تذکرہ مشرح و بسط سے کیا گیا ہے اور تاریخ آخر الذکر مین ہے ان بویہ کان رجلا صعلوکا من الدیلم وکنیتہ ابو شجاع وکان ترب الید فقیرا یصید السمك وولد خمسۃ اولاد مات الاثنان وبقی ثلاثۃ اولاد وھم عماد الدولۃ ابو الحسن علی بن بویہ وھو اکبرھم ورکن الدولۃ ابو الحسن علی ومعز الدولۃ ابو الحسین علی اور لب التواریخ مین ہے نام او علی بن بویہ است و اورا دو برادر دیگر بود حسن و احمد چون علی بادشاہ شد برادر خود را العراق فرستاد و رکن الدولہ لقب داد و برادر کوچک را کہ احمد بود بکرمان فرستاد و معز الدولہ لقب کرد و خود شیراز را دار الملک ساخت و از جانب خلیفہ منشور بادشاہی یافت و عماد الدولہ بعد از بادشاہی شانزدہ و نیم سال وفات کرد و برادر زادہ خود عضد الدین رکن الدولہ را ولیعہد نمود" اور منجمی نہ رہے کہ اُسکے خاندان مین ۱۲۷ برس سلطنت رہی اور باوجودیکہ وہ سب صیاد تھے لیکن منتخب تنقیح الاخبار اور حجج الکرامہ مین ہے کہ بہرام گور کی نسل سے تھے ۱۲ عزیز نگرامی

(۲) جناب مولوی الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی لکھتے ہین ؎ مشقت کی ذلت جنھون نے اُٹھائی × جہان مین ملی انکو آخر بڑائی × کسی نے بغیر اسکے ہرگز نہ پائی × فضیلت نہ عزت نہ فرمان روائی × نہال اس گلستان مین جتنے بڑھے ہین × ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہین × حکومت ملی انکو صفار تھے جو × امامت کو پہونچے قصاب تھے جو × وہ قطب زمان شہرے عطار تھے جو × بنے مرجع خلق نجار تھے جو × ابو الفضل بیان اُسکے سراج کتنے × ابو الوقت ہو گذرے حلاج کتنے ہونہ ابو بشر تھا نوع مین ہمسے بالا × نہ تھا بو علی کچھ جہان مین نرالا × طبیعت کو بچپن سے محنت مین ڈالا × ہوئے اِسلیے صاحب قدر والا × اگر فکر کسب ہنر تمکو بھی ہو × تمھین ہو ابو نصر اور بو علی ہو × ۱۲ عزیز نگرامی ـ

(۳) تاریخ ابن اثیر الجزری جلد سوم صفحات ۹۹/۱۰۱ کے حاشیہ پر اخبار الدول و آثار الاول للعلامۃ الفاضل ابی العباس احمد بن یوسف بن احمد الدمشقی اور تاریخ ابن خلدون المغربی جلد چہارم صفحات ۳۳۲/۳۴۴ مین عمرو لیث صفار اور اُسکے خاندان کے سلاطین کا تذکرہ شرح و بسط سے کیا گیا ہے ـ ۱۲ عزیز نگرامی

بن عصمہ صفار بلخی و آبو ابراہیم اسمعیل بن احمد بن اسحاق بن شیث صفار و اسحاق بن شیث المعروف بالصفار و آبوعلی صفار و ابونصر احمد بن اسحاق بن شیث صفار و رکن الاسلام ابواسحاق ابراہیم بن اسمعیل بن احمد بن اسحاق بن شیث بن حسکم المعروف بزاہد صفار و آبوالمحامد قوام الدین حماد بن ابراہیم بن شیث صفار بخاری از علمائے دین گذشتہ اند۔ و محمد ابن الحسن صفار از علمائے شیعہ صاحب تصانیف گذشتہ۔

صقار ــــ دوشاب فروش۔

صقال ــــ صیقل کن ، صیقل گر ، مہرہ کش۔

صباغ ــــ رنگ رز ، رکن الائمہ ابوالمکارم عبدالکریم بن محمد بن احمد بن علی صباغ مدینی و امام ابونصر صباغ[1] و آبوالحسن علی بن حمید المعروف با بن صباغ از علما و بزرگان دین گذشتہ اند

صواغ
صائغ
صیاغ ــــ زرگر ، علی بن محمد بن سہل المعروف بابوالحسن صائغ دینوری و ابوبکر محمد بن صائغ الباجی التجیبی المعروف باین صائغ اندلسی و ابراہیم بن میمون صائغ مروزی و محمد بن عبداللہ صائغ المعروف بقاضی سدید و ابراہیم بن صائغ و محمد بن عبدالرحمن بن علی المعروف بہ شمس الدین ابن الصائغ و آبوعلی زرگر از علمائے دین گذشتہ اند۔

صحاف ــــ کتاب فروش ، جلد بند ، مجلد کتاب۔

صراف ــــ سرہ کنندہ سیم و زر ، ہشیم[2] الصراف از بزرگان دین گذشتہ۔

---

(۱) ابن صباغ ہم گویند پروفیسر مدرسہ نظامیہ بغداد بود ۱۲ عزیز نگرامی

(۲) تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۳۲۶ میں ہشیم بن حبیب الصواف ہے ۱۲ عزیز نگرامی

طباخ(۱) ـــ طعام پز × باورچی(۲)۔
طباع ـــ کوزہ گر × شمشیر گر × حافظ ابوجعفر خطیب ابن طباع غرناطی از علماے دین گذشتہ۔
طیان ـــ گل کار × کلال × امیرچہ سفال فروش از بزرگان دین گذشتہ۔
عدار ـــ کشتی بان۔
عناب ـــ انگور فروش۔
عواد ـــ عود فروش × ابوالحسن محمد بن احمد بن محمد عبدوس بن کامل الدلال المعروف بزعفرانی و ابوعبداللہ حسن بن احمد بن مالک زعفرانی از علماے دین گذشتہ اند۔
عواج ـــ عاج فروش۔
عصار ـــ روغن گر × روغن کش۔
عطار(۳) ـــ خوشبوئی فروش × خواجہ حسن عطار و محمد بن محمد النجاری المعروف بخواجہ علاؤالدین عطار و خواجہ یوسف عطار و علی عطار و ابوحاتم عطار و سلیمان عطار و شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری و علاوالدین ابن عطار و ابن حسین الانصاری المشہور بہ حاجی زین عطار و محمد بن یزید الحنفی الکوفی عطار و ابوبکر صیدلانی و ابوجعفر صیدلانی بغدادی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

---

(۱) طباخ الخان والرباط بھٹیارا را گویند گویند کہ شیرشاہ افغان در عہد بادشاہی چیلہاے سرکاری را براے خدمت مسافران در مکان سراہا مقرر ساختہ ازین رو این قوم خود را بخیر شاہی لقب کنند پس طباخ الخان والرباط عربی مصنوعی باشد زیرا کہ این قوم اختصاص بہ ہندوستان دارند و در عرب و عجم نیستند ۱۲ منتخب النفائس

(۲) باورچی در ہندوستان طباخ و آتش پز را گویند معلوم نیست کہ لغت از کجاست لیکن مجد الدین علی قوسی در ذیل لغات فارسی بمعنی چاشنی گیر و مینکار طعام نوشتہ و صاحب کشف اللغۃ بمعنی مطبخ تفسیر نمودہ ظاہرا معنی اول از ہمین جا گرفتہ باشند شیخ آذری گوید ؎ چون قسمت ارزاق کند شیر فلک را × باورچی خوان تو زند نعرہ کہ نانرو × نانرو بنون و زاے تازی و واو معروف گربہ کہ ترجمہ سنور و خیطل و ہر است ۱۲ بہار عجم جلد اول

(۳) عطار در محاورہ مردم بمعنی دوا فروش واین خالی از کراہت نیست ۱۲ کشف اللغات و عطار ے صیدلانی ۱۲ منتخب النفائس

عفار ـــــ کشتی دہندۂ نخل۔

علاف ـــــ کاہ فروش × کسیکہ کاہ و دانہ وہیزم فروشد × علاف لقب دانشمندیست نحوی۔

غواص ـــــ غوطہ زن × بدریا فرو شوندہ برائے طلب مروارید ـــــ قماس۔

غزال ـــــ ریسمان فروش × حجۃ الاسلام زین الدین ابوحامد محمد بن محمد(۱) بن احمد غزالی طوسی و شیخ احمد غزالی طوسی و اسحاق بن ابراہیم غزال از بزرگان دین گذشتہ اند۔

فخار ـــــ کوزہ گر × کاسہ گر۔

فراء ـــــ پوستین دوز × محمد بن احمد بن حمدون المعروف بابوبکر فراء و ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد المعروف بالفراء البغوی از بزرگان دین گذشتہ اند و ابو علی یحییٰ بن زیاد الفراء کوفی دانشمندیست نحوی و امام قلی پدر نادر شاہ بادشاہ پوستین دوز بود۔

فلاح ـــــ برزگر × کشاورز۔

فصاد ـــــ رگ زن۔

فراس ـــــ خادم اسپ۔

فراش ـــــ بساط و فرش انداز × بساط افگن۔

فصاص ـــــ نگین گر × لقب عاملی است۔

فضاض ـــــ سیم گر × لقب عاملی است۔

فوال ـــــ باقلا فروش۔

فیال ـــــ فیلبان۔

قتان ـــــ زرگر۔

قصاب ـــــ نائے زن × گاو کش × احمد بن محمد بن عبدالکریم المعروف بشیخ ابوالعباس قصاب آملی و شیخ محمد قصاب آملی و علیم الدین قصاب و ابوالفضل عباس قصاب از بزرگان دین گذشتہ اند۔

(۱) آپ کا مفصل تذکرہ میں ترجمہ خلاصۃ التصانیف میں لکھا ہے ۱۲ عزیز نگرامی و غزال ـــــ سوت بیچنے والا ۱۲ اشرف اللغات

جاری

قداح — کاسہ فروش × تیر تراش × عبداللہ بن میمون القداح[1] اہوازی بانی مذہب باطل گذشتہ

قناد — شکر ریز × قند ساز × حلوا فروش — حلوائی × عبدالعزیز بن احمد بن نصر بن صالح بخاری المعروف بہ شمس الائمہ[2] حلوائی و ابوالعباس احمد بن محمد بن عمر و ناطفی از علمائے دین گذشتہ اند۔

قصار — گاذر × دوبی[3] × ابوصالح حمدون قصار و عبداللہ قصار و ابواسحاق ابراہیم بن داؤد القصار و ابومنصور گاذر و محمد بن عبداللہ گاذر ہروی و ابوطاہر محمد بن ابی بکر سنجی صابونی بزدوی و نورالدین احمد بن محمود بن ابی بکر صابونی و ابوعثمان اسمعیل بن عبدالرحمن بن احمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن عابد بن عامر صابونی نیشاپوری از بزرگان دین گذشتہ اند۔

قیار — قیر فروش۔

قزاز — ابریشم فروش۔

قلاس — رسن تاب × ابوعبداللہ محمد بن جزیمہ قلاسی بلخی و حسن رسن تاب و بدرالدین موی تاب از بزرگان دین گذشتہ اند۔ ابن قلاس شاعرے گذشتہ کہ بیادگار بطلیوس (بدجور) اشعار حسرت ناک نوشتہ۔

قواس — کمان فروش × کمان ساز × کمان گر۔

---

(۱) تاریخ ابن خلکان میں ہے انما سمی قداحًا لانہ کان کحالا یقدح العین لنزول الماء فیہا ۱۲ عزیز گرامی

(۲) لکھا گیا ہے کہ شمس الائمہ حلوائی بنون ہے اور حلوان کی طرف منسوب ہے جو کہ عراق کا ایک شہر ہے لیکن یہ قول غلط ہے کیونکہ بفتح الحاء المہملہ و آخر ہمزہ و بفتح حاء و آخر نون اور بضم حاء مع النون تینوں حالتوں میں بمعنی حلوا فروش ہے اور انفس النفائس میں ہے کہ حلوائی و حلوانی بنون ہر دو لفظ مترادف ہیں۔ اسی طرح غزالی غزالہ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں جو کہ طوس کے قریب ایک گاؤں ہے اور زجاج نحوی زجاجیہ کی طرف جو کہ مصر کے قریب گاؤں ہے لیکن درست نہیں ہے ۱۲ عزیز نگار

(۳) دوبی از لغات فارسی ہست کلیم گوید ؎ زحسن شستۂ دوبی چہ گویم × وزان بے پردہ محبوبی چہ گویم × تر و تازہ شگفتہ شنارہ بسان سرو دائم بر لب جو × ہمہ افغان بسیر عاشق نظارہ × بدست زلف و در دستے کنارہ ۱۲۷۵ گلستان مسرت

قراط ـــــ قرط فروش۔

قفال ـــــ قفل گر × ابوبکر قفال مروزی از علماے دین گذشتہ۔

کناس ـــــ خاکروب × گردن زن ـــــ جلاد۔

کحال ـــــ علاج کنندۂ چشم × سرمہ کش × سرمہ گر۔

کیال ـــــ پیمانندہ × چیزے را بہ پیمانہ پیمایش کنندہ × ابوعلی کیال از بزرگان دین گذشتہ۔

لبان ـــــ گاوبان۔

لحام ـــــ گوشت فروش۔

ملاح(۱) ـــــ کشتی بان × نمکساز۔

نفاط ـــــ آتشباز۔

نساج(۲) ـــــ جامہ باف × سفید باف × حضرت خیر ابوالحسن محمد بن اسمعیل نساج الصوفی بغدادی
و ابوبکر نساج و ابوبکر محمد بن عبداللہ نساج الطوسی از بزرگان دین گذشتہ اند۔

نقاد ـــــ بسیار سرہ کنندہ۔

نجاد ـــــ بستر و بالین دوز × فراش۔

نجار ـــــ چوب تراش × درودگر(۳) × محمود الدین نجار بغدادی مورخ و محمد بن محمود بن الحسن
بن ہبتہ اللہ بن محاسن حافظ کبیر محب الدین بن النجار بغدادی مورخ و ابوبکر نجار

(۱) ملاح ـــــ نمک ساز ۱۲ لغت عربی است در اردوے ہندی مستعمل و بہ عربی آنرا عدار گویند ۱۲ **منتخب النفائس**

(۲) جولہ بالفتح و لام مفتوح و ہاے ملفوظ فارسی است بمعنی نساج و سفید باف ۱۲ **رشیدی** امیر خسرو گفتہ ؏ جولہ بچہ کہ عشق بافی
آموخت × درزی جزاز و جامۂ تلبیس ندوخت ۱۲ **گلستان مسرت** ت درزی ـــــ جامہ دوز ـــــ ناصح ـــــ خیاط
منتخب النفائس۔

(۳) درودگر کا مخفف درودگر بھی مستعمل ہے ابوالعلا گنجوی استاد افضل الدین خاقانی کی ہجو مین لکھتے ہین
؏ درودگر پسر بود نامت بشروان × بخاقانیت من لقب بر نہادم ۱۲ **منتخب النفائس**

والبوایوب نجارہ وابوالحسن نجار وشیخ احمد نجار استرآبادی از علماء و بزرگان دین گذشتہ اند۔

نخاس ــــ بردہ فروش ــ

نحاس ــــ ظروف مس سازہ × ظروف مس فروش × ابی جابر بہاءالدین ایوب بن ابی بکر بن ابراہیم نحاس حلبی وابوالمعالی نحاس اصفہانی از علمائے دین گذشتہ اند۔

نفاش ــــ پنبہ زن × پشم زن ۔

نداف ــــ پنبہ زن × بہینہ × بہین × شیخ تقی نداف از بزرگان دین گذشتہ ۔ جناب مولوی شاہ سید محمد ابوالحسن مانکپوری لکھتے ہین کہ مخدوم شیخ تقی المعروف متی گل پتی مرید وخلیفہ شیخ بتھن دانا کے ہین بحوالہ کتاب منبع الانساب معلوم ہوا کہ شیخ تقی قوم نداف سے ہین لیکن صاحب ذوق وشوق تھے قبر اُنکی موضع بھسنڈا پور متصل منڈواسادات پرگنہ ہنگام ضلع فتحپور مین ہے ۔ شیخ زادگان بارہ مکن سلسلۂ انساب پدری اپنا انھین بزرگ کے ساتھ منتہی کرتے ہین ۔

نقل ہے کہ موضع موہئی پرگنہ ہنسوا ضلع فتحپور مین زمیندار بڑے سرکش تھے وصول مالگزاری اُس علاقہ کی بڑی مشکل سے ہوتی تھی ۔ عامل عہد نے شیخ رکن عالم عرف شیخ مکن فرزند شیخ تقی کو بطور مخبری کے موضع موہئی مذکور مین تعین کیا ۔ شیخ مکن وہان جاکر اُنکے حالات سے اطلاع دیتے رہے اُس ایام مین اُن زمینداروں کے یہان تقریب جلسہ ناچ ورنگ مقرر ہوئی وہ لوگ روز معین کو شراب پی پی کر بدمست ہوے ۔ شیخ مکن کی مخبری سے عامل مذکور نے شبخون مارا اور زمیندار مع زن وفرزند کے مارے گئے اور کل اسباب انکا لوٹ لیا گیا تب عامل نے بجلدوے اِس خیرخواہی کے موضع موہئی مع تعلقات بارہ مواضع کے شیخ مکن کو وہان کی زمینداری دیکر اُنکے ساتھ بندوبست کردیا ۔ تب سے شیخ مکن زمیندارانہ مسکن گزین ہوکر جمع مشخصہ عمالات شاہی کو اداکرتے رہے ۔ بمرور ایام اُنکی اولاد کی اِس وجہ کثرت ہوئی کہ مواضعات

مفصلہ ذیل آباد ہوئے - میر امید علیخان مؤلف ظہور قطبی ارقام فرماتے ہین کہ شیخ مکن نسل(۱) حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہین لیکن سلسلۂ انساب پدری انکا مندرج نہین فرمایا اور نہ یہان آنے کی کیفیت لکھی - تحریر میر موصوف بلا حوالہ کتاب ہے اور مصنف منبع الانساب آنسے متقدم ہین اور وہ اس قول کے خلاف ہین(۲) جیسا کہ پہلے تحریر ہوچکا ہے مکن پور خاص پرگنہ ہنسوہ - موہنی پرگنہ ہنسوہ - اوڑیڑہ پرگنہ ہنسوہ - موضع چیت پرگنہ ہنسوہ - موضع چھوٹیا پرگنہ ہنسوہ - موضع سمورا پرگنہ فتحپور - موضع سکولیور فرسی پرگنہ فتحپور - موضع نور گنج پرگنہ ہنگام - موضع کرمون پرگنہ ہنگام وغیرہ وغیرہ - منجملہ مواضع متذکرہ بالا کے مکن پور خاص و چیت و اوڑیڑہ و فرسی و نور گنج مین اولاد شیخ رکن عالم عرف مکن کی ہین باقی اور موضع بالفعل آباد نہین ہین عند التحقیقات شیخ قادر بخش ولد شیخ غلام چشتی عرف شیخ بلو میان زمیندار و رئیس مکن پور کے گھر سے جو شجرۂ انساب مؤلف کو ملا وہ یہ ہے -

قادر بخش بن غلام چشتی عرف بلو میان بن غلام حسین بن پیر محمد بن جلال الدین بن خواجہ ابراہیم بن عبد الکریم بن رحمن قلی بن عالم شاہ شہید بن فتح اللہ بن فیض اللہ بن آدم بن علاء الدین بن حاش بن رکن عالم محمد مکن بن غلام حسام بن خرم بن مخدوم تقی المعروف بشیخ مستی گل تپی بن اسحاق بن صریر بن عقیل بن جعفر بن سلیمان بن بو حلیم بن بوعلی امیر خبیر بن جعفر بغدادی بن ابراہیم معروفی بن محمد احمد بن جعفر بن قاسم بن یعقوب بن غنی تعزانی بن اسمٰعیل بن حمزہ طبرستانی بن احمد حجازی بن شیخ داؤد بن عبد اللہ بن صالح بن ابو الحسن بن ابراہیم بن محمد بن علی النور بن عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابیطالب رض -

---

(۱) ہندوستان کے گوشۂ شمالی و مغربی حصہ مین ایک قوم بھیلم نامے پائی جاتی ہے وہ بھی سلسلہ مین حضرت جعفر طیار سے ملتی ہے ۱۲ عزیز بلگرامی

(۲) ان دونون قولون مین کوئی اختلاف نہین ہے اور ظاہرا جو اختلاف معلوم ہوتا ہے وہ بہت آسانی سے منطبق ہو سکتا ہے ۱۲

عسکری بلگرامی

چھٹی پشت مین شیخ بندہ علی ولد نثار علی ولد دائم علی ولد غلام رسول ولد شیخ کریم اللہ ولد شیخ دلو ولد شیخ تاج الدین ولد رحمن قلی - مکن پور و فرسی وغیرہ مین بہت سے گھر شیخ مکن کی اولاد کے آباد ہین از انجملہ آخر زمانہ مین شیخ نثار علی تحصیلدار طرف اول اور شیخ بلومیان طرف ثانی اہل دول و مشاہیر جوار سے تھے - شادیان اس قوم کی لڑکیون کی اکثر شرفاے جوار مین کثرت سے ہوئی ہین اور سب کے سب تا تحریر اس کتاب کے حنفی المذہب اہل سنت سے ہین اور اکثر صوم و صلوٰۃ کے مقید ہین - بالفعل بخلاف پہلے کے کسی قدر زمانہ اُنسے ناموافق ہے اور اس قوم کے اقتدار کا باعث زمینداری تھا - اس عملداری سرکار انگریزی بہادر مین بسبب افترا پردازی بعض مفسدون کے اُنکی زمینداری مین نقصان آگیا اور آخر کو جن لوگون نے فریب دیکر زمینداری حاصل کی تھی وہ لوگ بھی تباہ و برباد ہو گئے -

نعال ـــ نعلبند -

وراق ـــ نویسندہ ۔ کاغذ برندہ × ورق کنندہ × کاغذی × کاغذگر محمد بن عمر الحکیم ترمذی المعروف بابوبکر وراق از بزرگان دین گذشتہ - اور علی ہذا القیاس

وزان ـــ وزن کنندہ × ابو عیسی الوزان از علماے امامیہ صاحب تصانیف گذشتہ -

اس مقام پر ہر ایک پیشہ کے لقب کے مقابل دو ایک نام بطور نمونہ لکھے گئے ہین اگر کوئی شخص تواریخ اور اسماء الرجال کے دفاتر اُلٹے تو ایسے ایسے نام بیشمار ملینگے - اگر الفاظ مذکورۂ بالا کے اُردو ترجمہ کی ضرورت ہو تو کتب لغت اُردو مثل لغات فیروزی - لغات کشوری ۔ اشرف اللغات - لغات ناصری کریم اللغات - منتخب النفائس وغیرہ مین دیکھنا چاہیئے -

جناب منشی محمد عبد البصیر صاحب حضور بلگرامی اسسٹنٹ سکرٹری انجمن رفاہ عام اودھ لکھتے ہین

نظم کدھر ہین ہمارے مسلمان بھائی × حکومت مین جنکے تھی ساری خدائی × وہ دیکھین تو کیا اپنا آخت ہے آئی بنائے گئے ہین کبڑے قصائی × کسی کو ملا ہے خطاب اونٹ والا × کسی کا ہے دھنیا لقب اک نرالا ×

مسلمان یہی لاڈلے تھے نبی کے × عرب مین جو کرتے تھے دنیا کے پیشے × بنے تھے غلام آکے زنگ و حبش سے ×
مگر ہمسری کے تھے آپس مین دعوی × پیمبر نے سبکو برابر کیا تھا × یہی حکم اُنکو ملا تھا خدا کا ×
امیرون کو تھا وان نہ مطلق تکبر × نہ باقی شریفون مین تھا کچھ تبختر × اُنھین خاکساری کا تھا یاد کیا گر ×
کہ باہم تھے شیر و شکر سب بہادر × وہ سب بیٹیان لیتے دیتے تھے باہم × شرافت مین کوئی کسی سے نہ تھا کم ×
پیمبر کی اُمت مین ہین جو برادر × وہ ہون پیشہ ور یا کہ مسکین بے زر × سمجھتے مسلمان ہین سبکو برابر ×
اُنھین کی مدد فرض و واجب ہے ہمپر × ہوئے حاکم و شاہ دنیا مین اکثر × حسب اور نسب مین تھے جو سب سے بدتر ×
امیر اور حاکم ہزارون ہین دیکھے × کہ مجہول سر تا سر اُنکے نسب تھے × شریف اور اشراف ہندوستان کے ×
وہ سب خانہ زادون کے جا کر بنے تھے × غلامون کی شاہی سے سب باخبر ہین × غلامون سے بھی کیا گھٹے پیشہ ور ہین ×
امیرون کی نسبت کرو غور بھائی × کوئی اُنمین کورمی تھا کوئی تھا نائی × گڈریا کوئی اور کوئی قصائی ×
جنے لونڈیون کے ہین اور نان بائی × بہت رنڈیون کے شکم سے ہین پیدا × نسب اُنکا ظاہر نہین کیا ہویدا ×
ہوئے کتنے زردار ڈھاڑی گویے × جنے ہین بہت لوگ مان مہریون کے × ہوئے کتنے جاٹون سے اور گوجرون سے ×
جو نمبر ہمیشہ حکومت تھے کرتے × حضور و خداوند تم اُنکو کہتے × غلامی مین حاضر سدا اُنکی رہتے × الخ (۱)

کشف الحاجت مین ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ تلاش کرنا حلال روزی کا فرض ہے بعد فرضون کے یعنی جو فرائض کہ مقرر ہین مانند نماز و روزہ اور مانند اُنکے - اول مرتبہ اُنکا ہے اور بعد اُنکے طلب کرنا کمائی حلال کا فرض ہے اور سب کسبون مین بہتر کسب اپنے ہاتھ کا ہے اور بہتر کسب کیا ہے بیع مبرور ہے یعنی وہ بیع کہ فساد اور کراہت سے پاک ہو -

(۱) ظاہر ہے کہ ہندوستان کی عنان حکومت و سلطنت غلام نہین بلکہ غلامانِ غلام کے ہاتھ مین ہمیشہ رہی کیونکہ سبکتگین کے زمانہ سے جو کہ ۳۶۷ ہجری مطابق ۹۷۷ء مین تخت غزنی پر متمکن ہوا تھا سید خضر خان کے زمانہ تک جو کہ ۸۱۷ ہجری مطابق ۱۴۱۴ء مین تخت دہلی پر متسلط ہوا سلسلہ مذکورہ کسی نہ کسی طرح سے جاری رہا ہے - اور نسابان ہند سید خضر خان کو بھی ایسا مجہول النسب جانتے تھے کہ تذکرہ اُسکا اپنی کتابون مین کہین بھولے سے بھی نہین کیا لیکن مصنف طبقات محمودی اور مبارک شاہی سلسلۂ انساب پدری اُسکا جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملاتے ہین واللہ اعلم - انشاء اللہ تعالی ہندوستان اور اُسکے صوبجات کے سلاطین اور حکام کی مختصر تاریخ بھی دوسرے رسالہ مین لکھدی جاویگی ۱۲ عزیز نگرامی

کتب فقہ مین تفصیل اُسکی لکھی ہے کہ افضل کسب سپہگری پھر تجارت پھر زراعت پھر ہاتھ کی کمائی - الخ
جناب مولوی ظہور الحق صاحب عظیم آبادی لکھتے ہین کہ مین نے جو حرفت کے مسئلون کو اپنے والد ماجد اور اکثر علماے سفر دیدہ و عرب و عجم گردیدہ اور مکہ و مدینہ کے علماے کبار کی صحبت دیدہ سے تحقیق کیا اور اُسکے جواب مین جو کچھ ارشاد ہوا عوام و خواص کے نفع کے لیے بجنسہ اس تقریر کو ہندی زبان مین لکھدیا **سوال** عوام لوگ جو کھیتی کرنیوالے اور کپڑے سینے والے اور بُننے والے اور حرفت کرنے والے پر طعن کرتے ہین کچھ قرآن و حدیث اور اصول و فقہ سے بھی اُسکی برائی ثابت ہے یا نہین یعنی صاف صاف کہدو اور اجر خدا سے لو **جواب** قرآن اور حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اِن حرفتون کو نبیون نے کیا ہے جو اِسکو یا اِسکے کرنے والے کو بُرا سمجھتا ہے وہ مردود ہے انشاء اللہ تعالیٰ جو لوگ اہل سنت و جماعت مین کبھی بُرا نہ سمجھینگے کیونکہ ظاہراً وہی لوگ سچے مسلمان ہین گو ہونا مسلمان بہت مشکل ہے خدا جسپر فضل کرتا ہے اُسی کو یہ امر عطا کرتا ہے چنانچہ شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رباعی لکھی ہے ؎ اے دل تو دمے مطیع سبحان نشدی × کار یکہ ترا کنند بہ سامان نشدی × درویش شدی شیخ شدی دانشمند × این جملہ شدی ولے مسلمان نشدی × ہندی اِسکی یہ ہے ؎ دم بھر نہ رہا تابع ای دل تو خدا کا × جس کام مین سامان ترا ہو نہ بنایا × درویش ہوا پیر ہوا عاقلمند × یہ سب ہوا لیکن تو مسلمان نہوا × تب فقیر نے عرض کیا کہ جو لوگ اہل سنت کہلاتے ہین وہ بھی حرفت کرنے والون کو نظر حقارت سے تکتے ہین تب اُن بزرگون نے فرمایا کہ اگر ایسی بات ہے تو اُنکا سُنّی کہلانا فقط نام ہی نام اور بدعتیون کا سا کام ہے کیونکہ ذات و صفات پر فخر کرنا سخت گناہ ہے بلکہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ وہ کوئلہ جہنم کا ہے باوجود اِسکے پھر جو کوئی بولے کہ ہم سید(1) ہین یا شیخ یا مغل یا پٹھان اور دوسرے مسلمان حرفت کرنے والون کو نظر حقارت سے تکتا ہے وہ شیطان جہنمی ہے صریح

(1) سید صفت مشبہ مشتق منہ سیادت بمعنی پیشوا و مہتر قوم و سردار - سائد اسم فاعل و سادات جمع سائد - و نیز سادات جمع سادۃ و سادۃ جمع سید نوشتہ ہست شیخ بمعنی پیر و خواجہ و آنکہ سن پیری درو ظاہر شود یا آنکہ از پنجاہ سال گذشتہ باشد و بہ ہشتاد نرسیدہ یا بآخر عمر مغول تو بیست معروف در لغات ترکی نوشتہ کہ لفظ ترکیست بمعنی عمدہ فرقۂ ترک و بمعنی سادہ دل نیز و در فرہنگہا بمعنی شریر ہم نوشتہ اند ۱۲ عزیز نگرامی

مخالفت قرآن کی کرتا ہے کیونکہ قرآن ناطق ہے کہ شرافت منحصر ہے ایمان پر اور ایمان مین کسی قوم کی
تخصیص نہین ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنی
اشرف الاشراف اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہے اور دوسری جگہ فرماتا ہے
اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ
صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ؕ یعنی بیشک
مسلمان اور یہودی اور فرنگی اور صابئی جو ایمان لاویگا اللہ پر اور پچھلے دن پر اور کام کیا بھلا
اُسکو کچھ ڈر نہین اور ایک مقام مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ
بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ؕ موافق اس آیت کے مخدوم شرف الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ
نے ایک دوہا لکھا ہے ؎ شرفا گور ڈراونی اور بیچ اندھیری رات ۔ وہان نہ کوئی پوچھے کہ کون
تمھاری ذات ۔ عضب تو یہ کیا لوگون نے کہ جس حرفت کا حلال اور مباح ہونا قرآن اور حدیث
سے ثابت ہے اور نبیون نے اس پیشہ کو کیا ہے اُسکو بھی حرام سمجھتے ہین اور حلال کو حرام
سمجھنے سے آدمی کافر ہوتا ہے اسکی بھی کچھ پروا نہین رکھتے ۔ دیکھو کھیتی کرنے والے یعنی کسانون کو لوگ
بہت ذلیل سمجھتے ہین اور کھیتی کرنا آدم علیہ السلام کا حدیث سے ثابت ہے حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے روایت کیا ہے کان آدم حراثا یعنی آدم علیہ السلام کھیتی کرتے تھے ۔ اور کپڑے بننے والون کو
بھی حقیر سمجھتے ہین اور یہ ہنر طیب پیشون مین سے ہے کیونکہ طیبی اسکی قرآن و حدیث اور اصول و فقہ چارون
ادلہ سے ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ
وَرِیْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَیْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ یعنی اے اولاد آدم کی ہمنے اُتاری تمپر
پوشاک اور ڈھانکے تمھارے عیب اور رونق اور لباس تقویٰ کا یہ بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیون مین سے
ہے یعنی دشمن نے جنت کے کپڑے اُتروائے اور خدا نے پھر تمکو تدبیر لباس کی سکھلادی یعنی دنیا مین
کپڑے بننا آدم کو سکھا دیا اور یہ بڑے انبیا مین سے اللہ کے ہین اور حدیث بھی آئی ہے اس حدیث کو
مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر فتح العزیز مین لکھا ہے اول من حاك آدم علیه السلام جو

اِس پیشہ کرنے والے کو بعزت سمجھتا اور طعن کرتا ہے حقیقت مین وہ نبی پر طعن کرتا ہے اور نبی پر طعن کرنا
کفر ہے چنانچہ اصول حنفیہ مین جسکا نام عقائد سنیہ ہے اور فقہ حنفیہ مین جسکا نام مالابدمنہ ہے لکھا ہے
کہ اگر کوئی کہے کہ آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے اُسکے جواب مین دوسرا شخص حقارت
کی راہ سے بولے کہ بس تو ہم جولاہے بچے ہوے یکفر یعنی کافر ہوگا۔ غور تو کرو بھائیو
کہ جس پیشہ کی خوبی قرآن وحدیث اور اصول وفقہ چارون سے ثابت ہو مسلمان کس طرح طعن
کریگا۔ مگر بات یون ہے کہ لوگ ناواقف کاری کے سبب اکثر کسب وحرفت کو کہ جسکو
نبیون نے کیا ہے ذلیل اور حقیر سمجھتے ہین۔ اِسکا حال مختصراً یہان پر بیان کیا جاتا ہے کہ لوگ
واقف ہو جاوین اور عیب نہ کرین کوئی حرفہ کرکے کھاوین اور خود سیکھین اور سکھلاوین
اور جسکو طول وبسط کے ساتھ دیکھنا منظور ہو تو تفسیر فتح العزیز مین دیکھے اول تو آدم علیہ السلام اور
شیث علیہ السلام دونون کپڑا بُنتے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام تجارت اور بڑھئی کا کام
کرتے تھے اور حضرت صالح اور ہود علیہما السلام دونون تجارت کرتے تھے اور حضرت ادریس
علیہ السلام خیاطی کرتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کھیتی کرتے تھے اور حضرت شعیب
علیہ السلام مواشی والے تھے دودھ اور نسل وصوف وپشم مواشی کی بیچکر اپنی معاش
کرتے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام بھی کھیتی کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریان
چراتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام زرہ باف تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام
خواص تھے یعنی کھجور کے درختون کے پتون سے پنکھے اور چٹائی بُنکر بیچتے تھے حالانکہ
خدا نے اُنکو تمام زمین کا ملک دیا تھا باوجود اسکے اپنے ہاتھ کے کسب کا پیسا کھاتے تھے
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صباغی کرتے تھے کوئی کہتا ہے کہ سلائی کرتے تھے اور اکرم الموجودات
واشرف المخلوقات سید السادات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکریان چراتے تھے اور
تجارت کرتے تھے آخر عمر مین خدا نے آپکا رزق جہاد کی حرفت سے مقرر کیا اور سیدنا ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزازی کرتے تھے اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خشت پزی

کرتے تھے[1]۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اگر پیشون کے کسب وہنر پر طعن کریگا یا حرام اور برا سمجھے گا بیشک کافر ہوگا کیونکہ حلال کو حرام سمجھنا کفر ہے۔ اور جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سیّد کہتے ہین اس معنی کرکے ہین کہ سب مسلمانون کے سردار ہین نہ اس معنی کرکے کہ آپ کی ذات سید تھی[2] اور جہان کا کاروبار آپکے تصرف مین تھا۔ وَاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ اور پایا ان دونون نے زلیخا کے سید کو دروازہ پاس اور دوسری جگہہ فرمایا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا یعنی سیدون نے ہمارے

---

(۱) حضرت ابن سیرین وامام ائمۃ المجتہدین سراج الائمہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ دیگر علماے اسلام پیشہ بزازی کرتے تھے جوکہ اپنے ہی زمانہ کے نہین بلکہ ہر اسلامی دور کے سرتاج ہین۔ اور حضرت حماد ابوالخیر البنانی الاقطع زنبیل بافی کرتے تھے اور حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے والد روئی کی سوداگری کرتے تھے اور حضرت اویس قرنی شتربانی کرتے تھے اور حضرت ابوالحسن سری بن المغلس سقطی خوردہ فروشی کرتے تھے اور حضرت شرف الدین مصلح بن عبد اللہ سعدی شیرازی نے مدت تک بیت المقدس مین سقائی کی ہے اور حضرت مذکورہ بالا کے بھائی بقالی یعنی سبزہ فروشی کرتے تھے اور قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن عبید انصاری صحابی کو انکی والدہ ماجدہ نے ابتداً ایک دھوبی کے سپرد کیا تھا کہ انھین کپڑا دھونا سکھلا دو اور حضرت ابو العدل زین الدین قاسم بن قطلوبغا و حضرت سراج الدین عمر دین العلی الشہیر بقاری الہدایہ ابتداً خیاطت کا کام کرتے تھے اور ابو حسین دراج بغدادی و ابوبکر دراج بغدادی و حسن بن الصباح البزار و خلف بن ہشام البزار و احمد بن علی ترمذی المعروف بابوبکر وراق و ابو الحسین محمد بن سعد وراق نیشاپوری و ابو القاسم جنید بن محمد بن جنید الخراز القواریری الزاہد المشہور علماء و بزرگان دین متین سے گذر گئے ہین ۱۲ عزیز نگرامی

(۲) مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام می فرمایند کہ سیادت غیر فضل است زیرا کہ سیادت دلالت بر شرف این شخص میکند بوجہ من الوجوہ صلا کان او شقیا پس اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسبب شرفے کہ دارند سادات اند نسبت بامت۔ و فضل موقوف بر جزاے عمل ست۔ ہمچنین امارت موقوف بر فضل نیست بدلیل آنکہ عمر بن الخطاب مامور بود باطاعت عمرو بن العاص در حالت امارت او۔ و عمرو بن العاص را بروے فضل نبود بالاجماع و ازینجا معلوم شد کہ وجوب طاعت شخصے بر شخصے من حیث الشرع نیز دلالت بر فضل مطاع بر مطیع نمی کند کالمراۃ والرقیق والرعیۃ والولد ماموروں باطاعۃ الزوج والسید والسلطان والابوین ولا یدل ذٰلک علی فضل المطاع منہم علی المطیع یعنی چنانکہ زن و غلام و رعیت و فرزند ہمیشہ مامور ہستند باطاعت زوج و مالک و بادشاہ و والدین و این اطاعت دلالت نمی کند بر فضل فرمانبرداری کردہ شدہ از ایشان بر فرمانبردار۔ و بمقام دیگر می نگارند کہ حضرت ابوبکر و عمر را رضی اللہ عنہما ہم در جہاد و ہم در علم و ہم در قرأت و ہم در زہد و ہم در تقوی و خشیت و ہمدرد حسن سیاست خلافت و طاعت خدا و رسول و محبت دین و ترویج احکام شریعت مرتبہ ایست کہ دیگرے را اصلا نیست وہمین امور را شارع موقع فضل و بزرگی گردانیدہ و سابق گذشت کہ سیادت بعلو نسب و قرب قرابت با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بلاغت عبارت و فصاحت الفاظ و قوت جلادت و شمشیر بازی و نیزہ بازی را باین فضل کہ تعلق نیست ما سواے نیست ۱۲ السر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل واضح ہو کہ السر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل کا ترجمہ اردو مؤلف رسالۂ ہذا نے کر دیا ہے وہ چھپا ہوا رسالۂ اسرار کے نام سے شائع ہے ۱۲ عزیز نگرامی

اور بڑون نے ہمارے گمراہ کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی سید بولنے کو منع فرمایا ہے اخرج ابو داؤد عن مطرف ابن عبد اللہ ابن الشخیر قال انطلقت فی وفد بنی عامر الی رسول اللہ صلعم فقلنا انت سیدنا فقال السید اللہ یعنی آیا مین بنی عامر کے ایلچیون کے ساتھ پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا ہمنے آپ سیدنا ہمارے سو فرمایا سید تو اللہ ہے - اب مسلمانون کو چاہیئے کہ شادی بیاہ مین کفو کا ملاحظہ کرین وگرنہ ایماندار خالص ملے تو اسکو اپنا کفو سمجھین اگرچہ چمڑا ہی سیتا ہو - صاحب مشکوٰۃ پوستین سیتے تھے کچھ مضائقہ نہین اور اگر کفر اور شرک کی بو معلوم کرین تو اُس سے دور بھاگین گو ظاہر مین مالدار اور پیرزادہ ہی ہو جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ یعنی نکاح مت کرو مشرک عورتون سے اگرچہ تمکو خوش آدین مال اور حسن سے اور مت نکاح کرو مشرک مردون کو جب تک ایمان نہ لاوین اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے مشرک میان سے - اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک کفاءت(۱) مین فقط ایمان کا اعتبار ہے اور نہ مسلمات سے کہ حرا اور عبد غیر کفو ہین ہان اگر کسی کی بیٹی کسی مشرک بیدین بدعتی داڑھی منڈے سے بیاہی گئی ہو تو ولی کو اختیار ہے کہ چھوڑ دے دیکھو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو عمرو بن العاص سے

(۱) زمانہ جاہلیت مین نکاح چار طرح سے ہوتا تھا اول نسب کا جیساکہ فی زمانا شائع ہے دوم نکاح استبضاع شبیہ گندھرب بیاہ کہ رسوم ہنود سے ہے صورت اُسکی یہ تھی کہ لوگ بتمناے اولاد لائق حسن اپنی عورتون کو مشاہیر و ناموران ہنرمندن کی صحبت مین دیتے اور تا ظہور حمل آپ اُس سے محترز و کنارہ کش رہتے سوم کسی عورت کے پاس دس سے کم اشخاص بالاتفاق جاتے اور نوبت بنوبت اُس سے مباشرت کرتے جب اُسکے اولاد ہوتی وہ اُن سب کو بلا بعد بلاتی اور جسکو چاہتی اُسی کا لڑکا قرار دیتی چہارم فاحشہ عورت کی جو اولاد ہوتی اُسکے کل احباب اور آشنا جمع ہوتے اور قیافہ شناسون کو طلب کرتے شکل و شمائل مین انمین سے جسکی شبیہ و قرب وہ کہتا اُسی کی اولاد و نطفہ سے وہ غریب ہوتا اور اُسکے سواے وہ لوگ موطؤۃ الاب سے بھی ملوث ہوتے تھے اور عورتون کو داخل میراث و ترکہ متصور کر کے اُنکے حقوق نکاح دھر کو اپنے ہی ہاتھ مین بجبر و قہر رکھتے تھے اسلام نے اِن سب رسوم قبیحہ کو باطل و دور کر دیا اور حفظ النسب کا اعتبار کفو سے قرار دیا اور کفاءت مین فقط ایمان کا اعتبار ہے ۱۲ اعلام الاخیار

چھوڑا الیا جب ایمان لایا تب دیا جو لوگ کفو کے مقدمہ میں یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ (۱) العرب بعضہم اکفاء بعض والموالی بعضہا اکفاء بعض الا حائک او حجام یہ حدیث اول تو مخالف ہے قرآن کے دوم راوی کا نام گم ہے سوم حدیث منکر ہے چہارم سند شا منقطع ہے پنجم معارض اسکی دوسری حدیث ہے جسکی سند قوی ہے یعنی (۲) انکحوا ابا ہند وکان حجاما رواہ ابوداؤد دیس معلوم ہوا کہ شارع کی کفاءت میں فقط ملاحظہ کفو ایمان داری کا ہے جو لوگ اپنے باپ دادوں کے اچھے پن پر فخر کرتے ہیں اور اپنی شرافت لوگوں پر جتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بڑے خاندانی ہیں اور ہمارے بڑے ایسے تھے اور ایسے۔ وہ فی الحقیقت گوہ کے کیڑے ہیں کہ گوہ کو اپنی ناک سے کریدتے ہیں اور وہ لوگ کوئلے جہنم کے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم قال لینتھین اقوام یفتخرون باٰبائھم الذین ماتوا انما ھم فحم من جھنم او لیکونن اھون علی اللہ من الجعل الذی یدھدہ الخراء بانفہ ان اللہ قد اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وفخرھا بالاٰباء انما ھو مومن تقی او فاجر شقی الناس بنو اٰدم واٰدم خلق من التراب رواہ الترمذی یعنی روایت کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

(۱) قریش بعضہم لبعض اکفاء بطن ببطن والعرب بعضہم لبعض اکفاء قبیلۃ بقبیلۃ والموالی بعضہم لبعض اکفاء رجل برجل الحاکم من طریق ابن ملیکۃ عن ابن عمر رفعہ بہذا دون قریش وزاد فی اخرہ الا حائک او حجام وفیہ راو لم یسم عن ابن جریج وقد اخرجہ ابن عدی من طریق علی بن عروۃ عن ابن جریج وعلی ضعیف جدا وھو من روایۃ عثمن الطرائفی عنہ وھو ضعیف ایضا ولہ طریق اخری من ابن عمر اخرجہ ابو یعلی وابن عدی وفیہ عمران بن ابی الفضل وھو متفق علی ضعفہ واخرج الدارقطنی من وجہ اخر بلفظ الناس اکفاء قبیلۃ لقبیلۃ وعربی لعربی ومولی لمولی الا حائک او حجام وفیہ محمد بن الفضل وھو ضعیف والبزار من حدیث معاذ رفعہ العرب بعضہم اکفاء لبعض والموالی بعضہم اکفاء لبعض وفی اسنادہ انقطاع ۱۲ درایہ واستنکرہ ابو حاتم ۱۲ بلوغ المرام

(۲) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا بنی بیاضۃ انکحوا ابا ھند وانکحوا الیہ وکان حجاما رواہ ابوداؤد والحاکم بسند جید۔ بنی بیاضہ نام قبیلہ ایست کہ حجام بود یعنی خون گرفتند۔ ازینجا معلوم میشود کہ در نکاح کفاءت نسب و صنعت معتبر نیست وبصحت رسیدہ کہ خواہر عبد الرحمن بن عوف با بلال تام در نکاح بلال بود وعمر رضی اللہ عنہ دختر خود حفصہ را بر سلمان عرض کردہ بود ۱۲ بلوغ المرام مع حاشیہ

فرمایا چاہیئے کہ باز رہین لوگ جو فخر کرتے ہین اپنے موے باپ دادون پر مقرر وے کوئلے جہنم کے ہین البتہ ذلیل زیادہ ہین اللہ پر گوہ کے کیڑے سے جو کُریدتا ہے گوہ کو اپنی ناک سے بیشک اللہ لیگیا تم سب سے تکبر جاہلیت کا اور فخر کرنا باپ دادون پر مقرر شان یہ ہے کہ نہین وہ مگر مومن متقی یا فاجر بدبخت سب لوگ آدم کے بیٹے ہین اور آدم پیدا ہوے مٹی سے ۔ پس معلوم ہوا کہ فخر کرنا باپ دادون پر نشانی ہے جہنم کی اور فخر کرنے والا دینداروں کے نزدیک ذلیل ہے جیسے گوہ کا کیڑا ۔ مقام انصاف ہے ذرا انصاف کرو اور قرآن وحدیث پر ایمان رکھتے ہو اصول وفقہ کو مانتے ہو کہو تو گوہ کے کیڑے جہنمی سے بیٹا بیٹی کو بیاہنا بھلا یا کسی حرفت والے دیندار سے ۔ تحقیق اس مقام کی یون ہے کہ سارے نبیون نے جو حرفت کو کیا کہ بے منت خلق کے اِن باتون کو خلائق پر کھولین اور کسی سے اُنکی آنکھ نہ دبے آب جو دین مین خرابی پڑی تو اکثر حرفت کے چھوڑنے ہی سے پڑی کیونکہ جب حرفت اور کسب کو لوگ معیوب سمجھنے لگے تب کوئی ملا بنا لوگون کو دینی علم سکھا کر پیسا کھانے لگا اور کوئی مال سمیٹنے کی نیت سے واعظ بنا اور کوئی قاضی و مفتی فرنگی کا بنکر خلاف قرآن وحدیث کے آئین انگریزی پر فتوی دینے لگا اور کسی نے سود و رشوت کا دروازہ کھولا اور کسی نے چوری و دغابازی پر کمر باندھی الغرض حرفت وہنر کو چھوڑ کر بہتیرون نے اپنے دین برباد کئے اور دنیا اختیار کر کے شاد ہوئے ۔

مقاصد الصالحین مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لقمہ حلال وہ ہے جو کسب اور پیشہ مشروع سے بہم پہونچے ۔ جو شخص کہ کسب حلال سے آپ کھائے اور اپنے عیال و اطفال کو کھلائے اور مخلوق کی محتاجی سے اُنکو بچائے گویا راہ خدا مین جہاد کرتا ہے اور اکثر عبادتون سے اسکو افضلیت ہے ایک دن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص اُسی راہ سے اپنی دوکان کو کئی مرتبہ آیا گیا کسی نے کہا کہ افسوس اگر یہ شخص اتنی کوشش دین کی راہ مین کرتا کیا خوب ہوتا آپنے فرمایا کہ یہ نہ کہو اگر یہ شخص اسواسطے یہ سعی کرتا ہے کہ اپنی قوت بازو سے لقمہ حلال حاصل کرے اور خلق کا دست نگر نہو گویا یہ کوشش اسکی خدا کی راہ مین ہے اور اگر مراد اسکی تفاخر اور توانگری ہے تو شیطان کی راہ مین دوڑتا ہے اگر کوئی مال حلال اسواسطے پیدا کرے کہ خلق کا محتاج نہو

اور پرورش اپنے عیال و اطفال کی کرے اور خدمت والدین اور اعانت دوست و آشنا اور ہمسائے کی بجالائے قیامت کے دن اسکا منہ ایسا روشن ہوگا جیسے چودھوین رات کا چاند **ایضاً** مومن پیشہ ور کو اللہ تعالیٰ بہت دوست رکھتا ہے ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ عبادت مین مشغول ہے آپنے پوچھا کہ تیرے اوقات کی کوئی ہے اور تو کچھ پیشہ بھی کرتا ہے وہ بولا کہ مین کچھ پیشہ نہین کرتا میرا ایک بھائی ہے وہ کچھ کسب کرکے پیدا کرتا ہے مجھے بھی روٹی کپڑا دیتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھسے زیادہ عابد ہے کہ اسکی روٹی نزدیک اللہ کے تیری عبادت سے بہت افضلیت رکھتی ہے **ایضاً** امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ کسب سے ہاتھ نہ اوٹھاؤ کہ اللہ تعالیٰ روزی دیتا ہے لیکن آسمان سے چاندی سونا نہین برستا۔

نقل امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ تم اس شخص کے حق مین کیا کہتے ہو جو مسجد مین نماز پڑھکے دعا مانگے کہ الٰہی مجکو روزی دے امام احمد حنبل رح نے فرمایا کہ وہ احکام شریعت سے جاہل ہے اور اس حدیث سے آگاہ نہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند تو نے میری روزی نیزے کے سر پر رکھی ہے۔ یعنی جہاد کرنا کافرون کے ساتھ۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہمکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور واسطے مال جمع کرنے کے حکم نہین دیا ہے بلکہ واسطے تسبیح و عبادت کے بہت تاکید فرمائی ہے اس صورت مین کسب کو کیونکر عبادت پر افضلیت ہوسکتی ہے جواب اسکا یہ ہے کہ جو شخص اپنے عیال و اطفال کی پرورش کا مقدور رکھتا ہے اسکی عبادت بیشک کسب سے افضل ہے اور اگر صاحب مقدور نہو تو اسکے لیے کسب حلال بہتر ہے اور جو شخص زیادتی مال و اسباب کے واسطے کسب کرے اسکے لیے کچھ افضلیت نہین ہے بلکہ موجب مواخذہ ہے **فائدہ** سلف مین ایسے لوگ تھے کہ بغیر مانگے دیتے تھے بلکہ لینے والے کا احسان مانتے تھے اور لینے والے بھی بقدر ضرورت لیا کرتے تھے جمع کرنے کے واسطے نہین لیتے اور زائد از حاجت کوئی چیز اپنے پاس نہین رکھتے تھے اس حالت مین اگر عبادت ہی کرتے اور کسب نہ کرتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا بخلاف اس زمانے کے کہ بغیر مانگے نہین دیتے بلکہ مانگنے پر بھی نہین ملتا اگر کسب نہ کرے تو سوال کی نوبت پہونچے پس اس عہد مین کسب بہت اولیٰ

اور افضل ہے اور اصلیت تمام عبادت آلہی کی ذکر الٰہی ہے اور یہ بات کسب مین زیادہ تر دلجمعی سے ہوسکتی ہے
مولوی **محمد غوث علی** صاحب جونپوری اپنی کتاب **آئینہ اتفاق** مین لکھتے ہین کہ فرمایا
خدائے تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے اپنی کتاب مستطاب مین اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ الخ
یعنی جو مسلمان ہین سو بھائی ہین پس ملا دوا اپنے دو بھائیون کو اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان دیندار
جسقدر ہین سب اپنے برادر اور بھائی ہین اسمین کسی طرح کا فرق نہین ہے البتہ اسمین فرق کرنیوالا
ابلیس پُر تلبیس ہے کہ اُسکا کام بلا اسکے بنتا نہین کیونکہ ایسمین جہان کہین بہم اخوت اور برادری
خوب جمی ہے وہان پر شیطان کا زور چل نہین سکتا خیال کرنے کی بات ہے کہ جب ایک بھائی دوسرے
بھائی کی خیر خواہی اپنے اوپر لازم سمجھیگا تو جب کوئی امر خراب شروع ہونے کو ہوگا تو اسکو روک دیگا
اور اگر تنازع یا تکرار سے کچھ دلون مین آجاویگا تو اسکو وہ ایک حکمت سے دفع کرکے اصلاح مابین
کردیگا اور اگر یہ محبت نہین ہے تو دوسرے کو کیا غرض ہوگی کہ کسی امر بہتر کو سوچے جیسا کہ ہو رہا ہے کہ
لوگ ایسی شریعت بیضا اور ملت مصفا کے گرد نہین پھٹکتے بلکہ وہ شیطانی امور اور وسائس نفسانی کے
متلاشی ہوکر نام کے مسلمان رہگئے یعنی نام مسلمان اور طریقہ و مذہب صریح برخلاف ہوگیا جیسے نیچر اور
لامذہب - یہ باتین کیون زیادہ ہین ؟ صرف بوجہ عدم تحقیق اپنے مسائل کے اپنے علماے دیندار سے
چنانچہ یہ بات کم لوگ سنتے ہونگے کہ بھائی اِس مقدمہ مین کسی عالم کے پاس چلنا چاہیئے جو کہے وہ کرین
کیونکہ مسلمانون پر واجب ہے کہ ایک عالم استادین کو اپنا پیشرو اور پیشوا گردانین اور ہمہ تن بصورت امکان
استطاعت اُسکے محکوم رہین پھر کیونکر انتظام دین و دنیا پورا ہو جاوے - اب بہت لوگ ایسے ہین کہ
صرف اپنی رائے پر بلا تحقیق علما کے اُردو ترجمہ حدیث کا دیکھ کر عامل بالحدیث بنگئے حالانکہ یہ بات ظاہر ہے
کہ ہر کام مین اُستاد کی ضرورت ہے پس اکثر احادیث ایک دوسرے کی ناسخ ہین یا معنی مجاز مراد ہے
جیسے الماء من الماء مین اول معنی پانی کے دوسرے معنی منی کے ہین تو پوچھنا اور تحقیق کرنا ضرور ہے
احتراز لازم ہے چار چیز کو رسول خدا صلعم نے بطور مذمت کے فرمایا ہے مشکوٰۃ کے باب امر بالمعروف مین ہے
کہ جب تم دیکھو بخیلی کی پیروی اور خواہش نفس کی تابعداری اور دنیا کا اختیار کرنا یعنی دین پر اسقدر خیال نہو

اور ہر ایسے والے اپنی ہی رائے پسند کرین اور تفسیر احمدی مین ہے کہ قیام دنیا چار چیز سے ہے علماء کا
علم سے امیر کے عدل سے غنی کی سخاوت سے فقیر کی دعا سے ۔ اسپر توجہ کرنا ضرور ہے سو یہ تمام باتین
اخوت سے اور آپس کے اتفاق سے اور حقوق اسلام العموم ادا کرنے سے خود بخود حاصل ہو جاتی ہین اور
حقوق خاص اکثر اس سے واقف ہین اور حقوق عام سے کمتر اسکا بیان آگے آتا ہے ۔ واضح ہو کہ زمانہ
کی حالت موجودہ مین زیادہ تر فساد اور گناہ نا اتفاقی سے ہے اور اسی باعث سے اخوت اور برادری
جیسی چاہیے بالکل باقی نہین اور برتاؤ اسکا قطعاً جاتا رہا اور حمیت اسلام بڑے لوگون سے کم ظاہر
ہوتی ہے سو ضرورت زیادہ اب کس بات کی ہے؟ وہ اخوت برادری کے اتفاق کی ہے اور برادری
سے مراد دینی بھائی کے چند گروہ جداگانہ نہین جیسے صباغ خیاط اور نساج وغیرہ بلکہ مسلمان دیندار
متدین ہون حالانکہ یہ امر افسوس پر مبنی ہے کہ حمیت ایک ایک ذات کی یا عتبار تقسیم پیشہ کیجاوے اور
باعتبار دینداری اور اسلام کے خیال نہو کہ سب تو بھائی ہین اگر ایسا نہین ہوتا ہے تو کیون غریب مسلمان
پابند صوم وصلوۃ دیندار جامہ باف یا خیاط یا کم پیشہ والے بولے جاتے ہین انپر کوئی بات آجاوے
تو بڑی ذات (جات) والے بوجہ ریاست یا طمع دنیوی انکی امداد کے لیے قریب کیون نہین آتے بلکہ اکثر
سکتے ہین کہ انکی مدد کرکے اپنی عزت اور حرمت خراب کرون اور شریفون سے یعنی مالدار ریاست والے
کفار سے بڑا ہون ۔ الغرض برادر اور بھائی بمجواے آیت اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ مسلمان
ہین اسمین کسیکی ذات پات ریاست کی تخصیص نہین ہے اور شرافت کسی کو نہین جب تک
پابند اپنے دین کا نہو جیسا کہ خداے تعالی فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی نزدیک
خدا کے بڑا شریف بڑا متقی ہے پس شرافت اسی اندازہ سے کم وبیش ہے اب یہ رشتہ اخوت اور برادری
کا جبکہ خداوند کریم مالک دوجہان نے خود لگادیا تو جو شخص توڑیگا ضرور گنہگار رہوگا ۔ مخفی نہو کہ اتفاق
ایسی چیز ہے کہ اسے کوئی برا نہین کہہ سکتا ہے بلکہ جہان جس قوم مین یہ نہین ہے تو بجز بربادی کے دوسری
بات نہین جیسا کہ ہم لوگون مین خاصکر ہند مین اتفاق اور ہمدردی کم ہے تو کیسی حالت مین ہماری راحت
کا سامان گم ہے کہ بجز اضطرابی اور محرومی کے کوئی صورت نظر نہین آتی حق سبحانہ تعالی اس اتفاق کی

تائید اور تاکید مین یون ارشاد فرماتا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا یعنی مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب ملکر اور ہرگز نہ متفرق ہو بلکہ سب ایماندار آپسمین اتحاد اور اتفاق رکھین چنانچہ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ قوم یہودی سے دو گروہ[1] اوس اور خزرج مسلمان ہوئے الخ

واضح رہے کہ قوم بہت سے شخصون کے مجموعہ کو کہتے ہین یا یون کہا جاوے کہ قوم ایک گروہ کا نام ہے جسمین مختلف الطبائع بنی آدم پائے جاتے ہین۔ لفظ قوم کا اطلاق عموماً لیکن مخصوص البعض خلقت انسان پر زیبا ہے اور یہ امر مسلم الثبوت بالاتفاق ہے کہ قدرت کاملہ نے انسان کو مدنی الطبع پیدا کیا ہے انسان ایک دوسرے کی اعانت کا ایسے ہی محتاج ہے جیسے جسم کا ایک عضو دوسرے عضو کا محتاج ہے پھر اُس قوم کی تہذیب کیا ہے؟ اُس قوم کے عورت و مرد اور لڑکے اور بچے جس سے وہ قوم مرکب ہے اُنکی اپنی ذاتی ترقی کا نام اُس قوم کی شائستگی ہے کسی قوم کے ہر ایک شخص کی محنت دلسوزی دلیری اور ایمانداری کے مجموعہ کو اُس قوم کی ترقی اور اسی طرح ہر ایک شخص کی کاہلی خود غرضی اور بدچلنی کے مجموعہ کو اُس قوم کی تنزلی کہتے ہین - قومی ترقی دو نوع پر ہے اول اخلاقی ترقی اُس حالت کا نام ہے کہ قوم مین کثرت سے علمی خیالات کا رواج اور نشو و نما پایا جاوے۔ دوم تمدنی ترقی اُس ضروری ذریعہ کا نام ہے جس سے طرز معاشرت عنوان معیشت دنیاوی فواید اور انسانی ہستی کی ضروریات کا تعلق ہو۔ اہل منطق کے نزدیک انسان حیوان ناطق ہے ناطق کی قید مابہ الامتیاز ہے اور ناطق کے معنی اُنکی اصطلاح مین کلام کرنیوالے کے نہین ہین بلکہ ناطق سے یہ غرض ہے کہ جو ادراک کلیات کر سکے اور جسمین قوت متفکرہ ہو یعنی نظریات مین غور کر کے اُنسے نتائج عقلی پیدا کرے مثلاً شکر اور سرکہ کو ایک حیثیت خاص سے ترکیب دینے سے سکنجبین بنتی ہے پس جس قوت کا کام دو یا زیادہ چیزون کو ترکیب دیکر اُس سے ایک شے ثالث یا نئی پیدا کر لینا ہے اُسکا نام قوت مدرکہ یا متفکرہ ہے اور وہی حیوان ناطق اور حیوان مطلق مین ممیز و فارق ہے۔

اِس بات کا ہر انسان کو خواہ وہ عاقل ہو یا جاہل دعوی ہے کہ ہم اشرف المخلوقات ہین مگر سوائے

(۱) انھین دونون گروہ کا لقب انصار ہے ۱۲ غزوات نبویہ جلد اول

انسان عاقل کے جاہل اِس بات کا ذرا بھی خیال نہین کرتا کہ ہم مین اور حیوان مطلق مین ظاہری و باطنی کیا فرق ہے۔ غور کرنے سے یہ امر آئینہ دل پر منقش ہو سکتا ہے کہ خالق برحق نے حیوانات کو اپنے اپنے انداز کے موافق خوبصورت و موزون بنایا ہے جو قدرتی سامان انسان کے آرام کے لیے بہم پہونچائے وہی سامان حیوان مطلق کی آرام کو موجود کر دیے بلکہ دو چار باتون مین اُنکے لیے قدرتی حفاظتین زیادہ ہین مثلاً حیوانون کے جسم پر قدرتی پوست عطا فرمایا جو انسان کی پوشاک کی طرح اُنکو بھی کام دیتا ہے اگر زبان کی گویائی پر لحاظ کیا جاوے تو بعض جانورون کی میٹھی میٹھی بولی سامعین کا دل لُبھاتی ہے اور اگر خوبصورتی پر غور کیا جاوے تو بعض جانور اپنے حسن و خوبی مین بے نظیر ہین اگر قوت جسمانی پر زور دیا جاوے تو اکثر جانور انسان سے بدرجہا قوی نکلینگے مگر ایک فرق جو سب سے بڑا ہے اُسپر انسان جاہل ذرا خیال نہین دوڑاتا اور اپنے ہی شرافت پر ناز کرتا ہے وہ فرق یہ ہے کہ انسان کو جو عقل عطا کی گئی ہے وہ حیوانون کی عقل سے بدرجہا افضل ہے مگر تاہم انسان اگر اپنے آئینہ عقل کو علم کی قلعی سے جلا نہ دے تو وہ بلحاظ اپنی عقل کے دعوی شرافت کرنے کا مُنھ نہین رکھتا پس یہ ضروری ہے کہ اگر انسان اشرف المخلوقات بننے کا دعوی کرے تو پہلے علم کے ذریعہ سے اپنی قدرتی عقل سے کام لینے کی قوت پیدا کر لے ورنہ وہی بات ہے ؎

جامۂ انسان پہنکر کی نہ گر مطلب کی بات × فخر کا پھر کیا سبب ٹھہرے میانِ کائنات ×

قاعدہ ہے کہ ہر چیز کا ابتدائی زمانہ قابل درستی ہوا کرتا ہے اور جب روز بروز اُسکی اصلاح ہوتی جاتی ہے تو آخر کو وہی چیز ایک عمدہ حالت پر قایم ہو جاتی ہے اِسی طرح انسان کا حال ہے کہ ابتدا اُسکی عقل و فہم اُس درجہ پر قرار پا سکتی ہے جو درجہ بعد تحصیل علم و تجربہ حاصل ہوتا ہے اگر ماضی حال سے مقابلہ کیا جاوے تو انسان کے طریقون تجربون اور کامون مین بڑا فرق نظر آویگا اگر صنعتی کامون کی طرف دیکھا جاوے تو ہزارہا چیزین اب ایسی موجود ہین جو آگے خواب مین بھی نہ تھین۔ کسی تاریخ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو نہین پہونچتی کہ زمانہ پیشین مین مسافرون کی آسانی و آرام کے واسطے سواریون کا وہ انتظام تھا جیسا اب ہے اگر موجدانِ انجن اپنی دانائی کو آسایش خلق کے لیے صرف نکرتے تو نہ اُنکی صنعت کی تعریف ہوتی نہ رفاہ عام کی صورت قائم ہوتی اِسی طرح پوشاک و لباس اور خورد و نوش کے طریقون کی اصلاح

روز بروز ہوتے ہوتے ایک عمدہ حالت پر قائم ہوگئی جسکی وجہ سے انسان جملہ مخلوقات پر فوق لیگیا۔ جو آگے بیحیائی کا جامہ پہنے ہوئے ننگے پھرا کرتے تھے اب اُنھین کی اولاد دین پوشاک نفیس بنا بنا کے اپنے جسم کو ڈھانکتی اور مزین کرتی ہین جو لوگ درخت کے پتون پر لکھتے تھے اب اُنھین کے ہمجنس عمدہ عمدہ کاغذون پر لکھتے پڑھتے ہین اسی طرح مشتی از خروارے اور باتون پر غور کرنا چاہیے۔ جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چُکی کہ ہر چیز کی اصلاح انسان کی کوشش اور عقل پر موقوف ہے تو لازم آیا کہ ہر شخص اپنے ذاتی نقص کی اصلاح مین ہمیشہ متوجہ رہے کہ رفتہ رفتہ وہ بھی ایک دن دنیا کی نظر مین قابل تعظیم و تعریف ہوجاوے۔ انسان کے ذاتی نقوص کی طرف اگر غور کیا جاوے تو بہت سی باتین نکالینگی جنکی اصلاح مقدم تر ہے مثلاً جہالت کاہلی بیخبری اور خودسری وغیرہ۔ یہی نقوص شرافت انسانی پر خاک ڈالنے والے ہین۔ انسان اگر اپنے نقصون کو درست کرنا چاہے تو تحصیل علم کی کوشش کرے جس سے قوت ادراک و معلومات پیدا ہو اور حُسن و قبح کا مرتبہ پہچان سکے۔ جن لوگون کا دامن دولت علم سے مالامال ہے اُنکو دنیا کے نشیب و فراز دکھائی دیتے ہین اور وہی قابل اسکے ہین کہ شریف سمجھے جاوین اور جو انسان اپنے نقصون کی اصلاح سے غافل تر ہین وہ حیوانون سے بھی ذلیل تر ہین جنکو مثل انسان کے قدرتی عقل نہین عطا کی گئی۔ گو انسان جاہل ہو اپنے کو حیوانات سے بہتر ہی تصور کرنے کی ضد کرتا ہے مگر یہ بات انصاف سے کوسون دور ہے کیونکہ انسان بے علم حیوانون سے بھی بدتر ہے چونکہ علم پر ہر شے کی معلومات کا دارومدار ہے اسلیے جو اس سے ناواقف ہو اُسکا اشرف المخلوقات مین کب شمار ہے دیکھنا چاہیے کہ اکثر پالو جانور انسان کی تعلیم سے اپنی حیوانی خاصیت چھوڑ کر انسانون کے ساتھ رہتے ہین اور شب و روز اطاعت کا دم بھرتے ہین بلکہ وحشی جانور مثل چیتا و ریچھ وغیرہ بھی انسان کے قابو مین آکر اپنی خوفناک عادتون کو بالکل بھول جاتے ہین۔ المختصر انسان اپنے علم و عقل کے ذریعہ سے ان وحشی جانورون وغیرہ پر قابو پاتا ہے اور انھین وجہون سے اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اگر انسان اپنی عقل سے کام لینا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ تحصیل علم سے غافل نہو ورنہ اُسکی موجودہ عقل ایک مذبذب حالت مین پڑی رہیگی۔

انسان اشرف المخلوقات کیونکر ہوسکتا ہے؟ ذات انسان بھی قابل غور ہے نام کو تو ضعیف البنیان اور صورت مین ہڈیون کا ایک ڈھانچہ ہے مگر وہ وہ کام کئے کہ زمینی مخلوقات بجاے خود رہی عالم بالا کے فرشتے بھی متحیر ہوگئے خشکی پر نظر کرو تو اُسکے کمالات جلوہ آرا ہین تری پر دھیان کرو تو اُسکے عجائبات بصارت افزا ہین ڈیڑھ گز کے قد و قامت پر عمارتین ایسی بلند بنائین کہ گویا وہ آسمان سے باتین کرتی ہین اونچے اونچے اور دشوار گزار پہاڑون کو ایسا دیکھا بھالا کہ اُنکے نقشے بالشت بھر کاغذ پر اُتار لیے۔ زمین کے اندرونی حالات کی یہانتک جانچ کی کہ سونے چاندی کی کانون کے مُنھ کھول دیے زلزلہ کے وجوہات اور شعلہ فشان زمینون کے اسباب ایسے دریافت کیے کہ حد کر دی گہرے گہرے اور ناپید اکنار سمندرون کو مساحت کی جریب مین پرو لیا پانی پر جہاز چلا کر پورب پچھم کے قلابے ملا دیے اور اُس سے بھی بڑھکر اپنے اوپر کی نیلی نیلی چنبری سقف بے ستون پر نظر دوڑائی آسمانون کی حقیقت ستارون کی گردش اور چاند و سورج کے گرہنون پر متوجہ ہوئے خلق اللہ کو ستارون کی سعادت و نحوست کے اثرون سے بچایا اور کاشتکارون کو زمین کے جوتنے اور بونے مین شمس و قمر کی وہمی تاثیرون سے امن دلایا غرضکہ جہان جہان اُسکی نظر پہونچی اور جو کچھ اُسکے وہم و خیال مین متخیل ہوا زمین سے آسمان تک اور سمک سے سماک تک کسی پر رائے دینے اور اُسکا حال دریافت کرنے مین اُسنے ذرا کوتاہی اور پہلو تہی نہین کی فی الحقیقت یہ سب باتین ایسی ہین کہ انسان کے انتہا درجہ کے افتخار اور اعزاز پر دلالت کرتی ہین۔ کیون نہو بجز انسان کے اور کسی بنی نوع مخلوق کی وہان تک رسائی نہین پھر ایجاد و اختراع کا کیا ذکر ہے مگر باینہمہ جب اُسکی ہستی پر غور کیا جاتا ہے کہ ایک قطرۂ ناپاک سے پیدا ہوا اور نو مہینے تک ناف کی راہ خون کھا کھا کر یہ نشو و نما حاصل کیا تب اُسکی یہ تمام بلند پروازیان ہیچ معلوم ہوتی ہین اور انجام اُسکا تو ایسے حوصلہ کو بھی توڑتا ہے کہ مرنے کے بعد ایسا انیسا بے سیتے سفر اختیار کرتا ہے کہ اُسکے آنے کی امید نہین ہوتی امید تو کیا بلکہ یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ کدھر گیا اور کیا ہوگیا گویا ایک وجود بے بود اور ہستی بے نمود تھا پس جس حال مین کہ انسان کا آغاز ایسا بے بنیاد اور انجام حیرت کا بھرا ہو تو حیف ہے اُس شخص پر جو اِس چند روزہ زندگی پر گھمنڈ کرے اور اپنی اصلیت کو

بھولکر اور اپنے انجام سے غافل ہوکر برخلاف منشاے پروردگار برے کاموں کو اختیار کرے اور نیکیوں کے حاصل کرنے سے محروم رہے اور بہت خوش قسمت ہے وہ شخص جسنے اپنی اصلیت اور حقیقت کو پہچانا اور اپنے انجام سے واقف ہوکر یاد الٰہی مین مشغول ہوا۔ معاد کی بہتری کو معاش کی مصلحت پر مقدم سمجھا نفس پروری اور خویشتن داری کو ترک کیا بیجا خواہشون اور ناروا ارادون سے باز آیا۔ اور واقعی اگر یہ خصائل انسان مین نہون تو پھر اُسمین اور دیگر حیوانات مین کیا فرق ہے ۔ اشرف المخلوقات جو انسان کی عزت اور امتیاز کا باعث ہے وہ صرف شرافت کے حاصل کرنے اور رذالت کے ترک کرنے سے ہے ورنہ ہاتھ پاؤن ناک کان وغیرہ اعضا جیسے آدمی کے ہین من حیث الوجوہ ویسے ہی حیوانون کے بھی ہین کھانے پینے اور دیگر حوائج نفسانی کے جیسے وہ خواہشمند ہین ویسے ہی حیوان بھی ہین ؎ آدمی را شرف باید درسخن ۔ ورنہ جان در کالبد دارد حمار ۔ علاوہ ازین جب تک انسان بے بنیان شرف کامون کو دل سے نہین کرتا وہ نہین جانتا کہ مین مخلوقات مین کیونکر اشرف قرار پایا اور اشرف کہلایا جیسے بہائم کھانے پینے کا طریقہ اختیار کرتے ہین اسی طرح افعال ناقصہ کے مرتکب انسان قدم دھرتے ہین وہ نہین جانتے کہ لطائفات مین کیا کیا لذائذ ہین وہ نہین دیکھ سکتے جو اُنکو دیکھنا چاہیئے ۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جُہلا خود پسندی سے فخریہ کہا کرتے ہین ”ہم شریف ہین کچھ رذیل نہین اور ہمارے آبا واجداد بڑے ہی معزز و ممتاز اور امیر کبیر و ذوی رتبہ تھے اکثر رؤسا و حکام اور امرا وغیرہ باعزاز و اکرام پیش آتے تھے او تعظیم و تکریم سے بٹھاتے تھے ہم اُنھین کے بیٹے اور پوتے ہین اب افلاس سے کچھ ہماری نقد شرافت مین بٹہ نہین لگ گیا“ الغرض اُنھین ہر وقت شرافت عارضی و اضافی پر غرور و گھمنڈ رہتا ہے اور اگر بنظر تامل اُنکے اطوار و اوضاع دیکھے جاوین تو جہالت اور بے ہنری کے علاوہ شب و روز افعال شنیعہ و امور ممنوعہ کے مرتکب رہتے ہین جوری قمار بازی فریب دغا اور بدکاری وغیرہ کو اپنا شعار افتخار جانتے ہین اُنکے آبا واجداد کو بھی بوجہ ناعاقبت اندیشی یا یہ کہ جہالت کے باعث کبھی فراغت و فلاح کی حالت مین یہ خیال نہوا کہ اپنی اولاد کو علم و ہنر سکھاوین جو آیندہ اُنکی رفاہیت کا باعث ہو اور عُسرت و مصائب مین کام آوے بلکہ وہ بھی خام خیالی سے خیالی پلاؤ پکاتے رہے اور یہی تصور کرتے رہے

کہ لکھا پڑھا کر یا علوم وفنون سکھا کر کیا کرین ہماری اِس قدر دولت وجائداد کثیرہ ہماری اولاد کو تو کیا اُنکی کئی پشتون کو کافی ہوگی اب دیکھنا چاہیے کہ جب سلف کا یہ حال ہے تو خلف کا کیا ذکر عالم طفلی ونادانی مین کم فہمی سے اُنھین اسقدر کہان خیال کہ اپنے ہی شوق سے اوقات عزیز وگرانبہا کو کسب علوم وفنون مین صرف کرین صحبت بد سے محترز رہین لہو ولعب مین کسی وقت مصروف ہون القصہ اکثر انجام یہی ہوتا ہے کہ صاحبزادے محض جاہل کُندہ ناتراش رہجاتے ہین جب بعد وفات اپنے والدین کے بالکل خودمختار ہوئے تب اپنی جہالت اور صحبت بد کے سبب تھوڑے ہی مدت مین وہ کُل دولت اسراف بیجا مین صرف ہوجاتی ہے آخر کو قرض کی نوبت پہونچتی ہے اُدھر جب وعدہ پر روپیہ نہ پہونچا تب مقدمہ دائر عدالت ہوکر جائداد کے نیلام کی نوبت پہونچی اُسوقت اُنکا بالکل اعتبار جاتا رہا کوئی قرضہ تک نہین دیتا یار اور اسباب سے اُنکو یہ دن دیکھنا پڑا۔ ایسے نازک وقت مین اُنکے پاس منجملہ ترکۂ والدین دولت متبرکہ شرافت جو اُنکے زعم باطل مین ہر بلیات وآفات سے محفوظ رہتی ہے باقی رہجاتی ہے اور وہ فاقہ کشی سے تنگ ہوکر رفیق قدیم یعنی دولت پارینہ شرافت کو بغل مین لیے ہوئے در بدر گدائی کرتے پھرتے ہین یا چوری و دغابازی اور فریب کاری کرکے اپنی زندگی کے دن بھرتے ہین کوئی یہ بھی نہین پوچھتا کہ تم کون ہو۔ وہ شرافت پارینہ جو اُنکے زعم باطل مین گنج قارون سے بھی قیمت مین بڑھکر ہے عقلا کی نگاہون مین ایک کوڑی کو بھی نہین جانچی جاتی۔ بیچ بازار مین تودہ کنار اگر وہ اُسکے ہبہ کرنے پر آمادہ ہوتے ہین تو کوئی احمق بھی اُسکو قبول نہین کرتا اور اگر وہ اپنی شرافت کو کسی کی رذالت سے تبادلہ کرنے پر مستعد ہوتے ہین اور بدلوائی بھی دیتے ہین تو وہ اپنی رذالت کو اُنکی شرافت سے بدلنے پر راضی نہین ہوتا اور نہ اُنکا سا شریف بننا چاہتا ہے مگر تاہم یاد رہے

۵ بشریف گر متضعف بود خیال مبند ٭ کہ پایگاہ بلندش ضعیف خواہد بود ٭ در آستانہ سیمین بمیخ زر بندند ٭ گمان مبر کہ جہودی شریف خواہد بود ٭

جاننا چاہیے کہ شرافت ایک جوہر ہے جو انسان کو تحصیل علوم وفنون اور دیانتداری وامانت وراستی وخوش معاملگی ونیک خوئی وخندہ روئی وغیرہ اوصاف حمیدہ وکردار پسندیدہ سے حاصل ہوتا ہے

اور اسی سے انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اور یہ بات تو عقلاً و نقلاً بخوبی ثابت ہوسکتی ہے کہ خصوصاً علم و ہنر اور دیانت و امانت وغیرہ دولت شرافت کے جزو اعظم ہین جب تائید ایزدی اور توفیق لم یزلی سے اسی ایک روش پر چند پشتین برابر گذرین تو اُسی خاندان کے لوگ عالی نسب والاحسب کہلاتے ہین ورنہ کل انسان شریف ہون یا رذیل ایک آدم کی نسل و اولاد ہین پس مناسب نہین ہے کہ آبائی اعزاز و افتخار پر مغرور ہون بلکہ بذات خود علوم و فنون حاصل کر کے فضل و کمال اور لیاقت و اہلیت پیدا کرنا چاہیئے بزرگون کا اعزاز و افتخار اور نام و نشان کچھ کام نہ آئیگا۔ حضرت نوح کی بی بی اور بیٹے اور حضرت لوط کی بی بی کا ماجرا مشہور ہے کہ صحبت بد جاہلون اور گمراہون مین بیٹھکر گمراہ ہوگئے اور طوفان(۱) مین سب کافرون کے ساتھ ہلاک ہوگئے آبائی شرافت کچھ کام نہ آئی غرض کہ ہر شخص خود ہی محنت و مشقت کر کے دولت علوم و فنون سے بہرہ یاب ہو جس سے اُسکی قدر و منزلت ہو اور ہمیشہ نیکنام رہے۔

دولت اور مرتبت کو شرافت سے ذرا بھی تعلق نہین ہے غریب آدمی بھی شریف ہوتا ہے دینی طبیعت اور روزانہ برتاؤ مین وہ ایماندار خلیق پرہیزگار رحمت ور اور عزت دار ہوسکتا ہے۔ وہ غریب جسکی نیک خصلت ہو اُس امیر سے جسکی خصلت بد ہو بہت بہتر ہے۔ بیشک وہ مفلس جسکا دل غنی ہے اُس غنی سے کہین بڑھکر جسکا دل مفلس ہے۔ اگرچہ غریب کچھ نہین رکھتا مگر اُسکے پاس سب کچھ ہے اور تونگر کے پاس سب کچھ ہے مگر کچھ نہین۔ اُسکو امیدین ہین اور خوف نہین اُسکو صرف خوف ہے اور امیدین بطلق نہین۔ جس شخص کی سب چیزین تو گم ہو جاوین لیکن دلیری بشاشت امید اور ذاتی وقار ویسے ہی باقی رہے تو اگرچہ اُسکے پاس کچھ نہین لیکن سب کچھ ہے اور وہ فی الحقیقت ایک بڑا مالدار ہے ایسے شخص کی دنیا عزت کریگی اور اُسکی طبیعت دنیا کے بھاری افکار پر ہمیشہ غالب رہیگی اور وہ ہمیشہ بے فکر اور سرخرو رہیگا۔

(۱) دنیا مین چار طوفانون کا وقوع ازمنہ مختلفہ مین ہوا ہے اول طوفان آب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر دوم طوفان باد حضرت ہود علیہ السلام کی قوم پر سوم طوفان آتش حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر چہارم طوفان خاک حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر پس فقط طوفانون کی رعایت سے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بی بی وغیرہ کا واقعہ ایک ہی جملہ مین بیان کیا گیا ہے ۱۲ مؤلف عفی عنہ

غریب سے غریب اور محتاج سے محتاج آدمی مین بھی اعلی درجہ کی شرافت بہادری اور نیک چلنی وغیرہ ہونا محال نہین ہے۔ ہمت شرافت دلیری اور رحمدلی ایک ساتھ رہتی ہے دلیر ہمیشہ معاف کرنے کو تیار رہتا ہے یہ سخی ہوتا ہے یہ کبھی ظالم نہین ہوسکتا۔ بہادر آدمی فیاض جفاکش اور ہمیشہ مہربان اور خطابخش ہوتا ہے۔

شریفون کا امتحان بیسیون طرح سے ہوسکتا ہے ایک طریقہ یہ ہے کہ دیکھا جاوے وہ اپنے اختیارات کو اپنے محکومون پر کیسے صرف کرتا ہے۔ عورتون اور بچون کا اسکو کیسا خیال ہے اگر وہ افسر ہے تو اپنے ماتحتون سے کیسا برتاؤ رکھتا ہے اگر وہ ماسٹر ہے تو اپنے شاگردون سے کس طرح پیش آتا ہے ان حالتون مین اگر انسان عقل تمیز عفو رحم صبر اور تحمل کے ساتھ کام کرے تو بیشک شریف ہے۔ وہ جو انکو ستاتا ہے جو اُسکے مقابلہ کے نہین شریف نہین ہے۔ وہ جو کمزورون اور بیکسون پر ظلم کرتا ہے بزدل ہے ہرگز جوانمرد اور دلیر نہین۔ قلب و دل کی قوت سے راستبازون کے چال وچلن مین شرافت آجاتی ہے پس اسکے اِستعمال مین نہایت احتیاط مناسب ہے کیونکہ ایک مصنف کا قول ہے کہ دیو کیسی طاقت رکھنی عمدہ بات ہے مگر دیو کی طرح اُسکا استعمال کرنا ظلم و تعصب اور قہر و جبر ہے۔ انسان کا اہل مروت و حلیم الطبیعت ہونا شرافت کی نشانی ہے۔ شرافت کے جانچنے کے لیے نرم دلی ایک بہت عمدہ اور صحیح کسوٹی ہے۔ اعلیٰ ادنیٰ اور برابر والون کی عزت و حرمت کا لحاظ رکھنا شریف کا شیوہ ہے۔ چاہے اُسکا نقصان ہوجاوے مگر وہ دوسرون کا نقصان کرکے یا کراکے ہرگز اپنے فائدہ کی نیت نہ کریگا۔ وہ اپنی ذاتی تکلیف گوارا کرسکتا ہے مگر دوسرون کی تکلیف نہین دیکھ سکتا اُنکو ستانا تو کجا وہ اپنی دولت طاقت علم چلن اور اختیار پر غرور و فخر نہین کرتا۔ وہ کسی پر اپنا احسان نہین جتاتا۔ وہ بھی شفقت اور رعایت کی راہ سے کسی پر اپنا احسان نہین جتاتا اور نہ کرتا ہے۔ وہ جانورون پر بھی مہربانی رکھتا ہے وہ اپنی کامیابی سے نہ تو بہت زیادہ پھول اُٹھتا ہے نہ ناکامی سے ازحد درجہ رنجیدہ ہوتا ہے۔ وہ اپنی رائے کو جبراً دوسرون سے قبول نہین کراتا مگر جب ضرورت پڑتی ہے تو اپنی رائے آزادانہ ظاہر کردیتا ہے۔ وہ جب کوئی کام کرتا یا کچھ کہنا چاہتا ہے تو پہلے اپنے کانشنس سے پوچھ لیتا ہے۔ وہ ترش روئی و بدمزاجی اور بداخلاقی و افعالی سے گریزان

رہتا ہے۔ وہ اپنی خوراک و پوشاک اور ساز و سامان پر خرامان نہین ہوتا۔ وہ اپنی ہیئت و لیاقت اور امارت پر تبختر نہین کرتا۔ وہ اپنی جائداد و دولت اور حکومت و عمارت پر تکبر نہین کرتا۔ وہ دلشکن و دلخراش باتین کرنے کا عادی نہین ہوتا۔ وہ دوسرے کی برائی کا ساتھی نہین ہوتا۔ شیرین سخنی اُسکا شیوہ ہے نیک چلنی اُسکا طریقہ ہے۔ وہ خوش سلیقہ ہوتا ہے وہ کاہل نہین ہوتا۔ وہ کفایت شعار ہوتا ہے وہ مسرف نہین ہوتا۔ وہ خلیق و ایماندار ہوتا ہے۔ وہ سخی ہمت ور اور پرہیزگار ہوتا ہے۔ وہ اپنی زندگی نیک کامون مین عمدہ طور سے بسر کرتا ہے۔ وہ کبھی دنیا کی مرغوب اور للچانیوالی چیزون کے قبضہ مین نہین آتا۔ وہ اپنی خواہشون کو دنیوی لذائذ کی طرف متوجہ نہین کرتا۔ وہ اپنے نفس پر غالب رہتا ہے۔ وہ اپنے خیالات کو حد اعتدال پر قائم رکھتا ہے اور بغیر سوچے سمجھے کوئی کام شروع نہین کرتا۔ وہ عالی حوصلہ ہوتا ہے اُس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہین ہوتا جو خلاف شان تہذیب ہو۔ وہ خودرائے خودپسند اور خودغرض نہین ہوتا۔ وہ بیفائدہ مغموم و افسردہ نہین ہوتا۔ وہ اعلیٰ ادنیٰ اور مساوی اشخاص سے بعنوان شایستہ ملتا ہے اور بسلوک پیش آتا ہے۔ وہ مہربان اور خاطردار ہوتا ہے۔ وہ دوسرون کی راے کا واجب لحاظ رکھتا ہے۔ وہ دوسرون کے خیالات اور رایون کی پوری قدر کرتا ہے۔ وہ نہایت سنجیدگی اور صبر و تحمل کے ساتھ دوسرون کے اصول و آئین مانتا ہے۔ وہ نالائم اور فحش و بیہودہ الفاظ اپنی زبان سے نہین نکالتا۔ وہ پست حوصلہ اور سنگدل نہین ہوتا۔ وہ مفید خلائق ہوتا ہے۔ وہ کوتہ اندیش نہین ہوتا۔ وہ اپنی اوقات کو ضائع نہین کرتا۔ وہ وقت کی پوری قدر کرتا ہے اور اُسکو اچھی طرح استعمال کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ مفید کامون مین مشغول رہتا ہے۔ وہ وقت پر کام کرنے کا عادی ہوتا ہے اور وقت کا لحاظ رکھتا ہے۔ وہ جھوٹا معاہدہ نہین کرتا۔ وہ فریبی اور دغاباز نہین ہوتا۔ وہ صبر سے مصائب کا مقابلہ کرتا ہے اور وہ سچائی کے ذریعہ سے قدم ڈگانے والے زور آور جھوٹھ پر فتح حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنی مصیبتون کا تصور بھی نہین کرتا۔ وہ بشاش اور زندہ دل رہتا ہے۔ وہ لالچی نہین ہوتا۔ وہ عیاشی بے پروائی اور بخالت سے متنفر رہتا ہے۔ وہ منصف فیاض دوربین اور عاقبت اندیش ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ لوگون کو عمدہ نمونہ دکھلاتا ہے۔ وہ ہمیشہ ایسے خیالون کو دل مین جگہ دیتا ہے

جو فائدہ مند ہوں - وہ ہمیشہ ایسے لفظ بولتا ہے جو بکار آمد ہوں - وہ ہمیشہ ایسے کام کرتا ہے جسکو دیکھ کر لوگ نصیحت پکڑیں - وہ کسی سے بغض و کینہ نہین رکھتا اور حسد نہین کرتا - علی ہذا القیاس وہ صفات سعیدہ اور خصائل حمیدہ کا مرتکب اور افعال ذمیمہ اور اقوال ناشایستہ سے متنفر رہتا ہے۔ شریف وہ ہے جو مصیبت وافلاس مین بھی شریف بنا رہے ع گرچہ پستی بر ہمی لیست نگردی مردسے ۔ اور جو جماعت کے سب مرتبہ و حالت مین ایک قوت خیال کیا جاوے اور جو ضرورت اور خطرہ کے وقت بھی شریف بنا رہے - شریف وہ ہے جو کھرا و نیک ہے اور ہمیشہ سچ بولتا ہے اور اُسکے نیک اطوار واوضاع ظاہرا طور وطریقہ سے نہین پہچانے جاتے بلکہ اخلاق سے - اُسکو ہمیشہ اپنی عزت کا خیال رہتا ہے -- وہ اپنی نیک چلنی کی قدر اس نیت سے نہین کرتا کہ غیر لوگ اُسے دیکھین بلکہ اس خیال سے کہ اُسکا ضمیر کوئی بات ناپسند نہ کرے جیسی وہ اپنی قدر کرتا ہے ویسے ہی دوسرون کی عزت کا بھی اُسے خیال رہتا ہے اور جمیع انسان اُسکی نگاہون مین قابل تعظیم و تکریم معلوم ہوتے ہین - وہ نہایت احتیاط کے ساتھ کمینہ کامون سے پرہیز کرتا ہے جو کہ اُس سے کوئی کمینہ کام ہو نہین سکتا - اُسکو اپنے ہر قول و فعل مین دیانت داری کا لحاظ رہتا ہے - وہ حیلہ حوالہ نہین کرتا بلکہ سچا اور ایماندار رہتا ہے سچائی اُسکا قانون ہے جب وہ کہتا ہے ہان تو وہی ہان اُسکا قانون ہے اور جب وہ کہتا ہے نہین تو وہی نہین اُسکا قانون ہے - ایسے آدمی کو کوئی رشوت بھی نہین دیسکتا باوجودیکہ وہ خود رشوت لینے سے پرہیز کرتا ہے صرف کمینہ خصلت کے لوگ اپنے کو اُسکے ہاتھ فروخت کرتے ہین جنکا اُنکی بے ایمانی سے مطلب نکلتا ہے - شریف مین اعلیٰ صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ سچا ہوتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ سچائی ہمارے وجود کی سرتاج اور کل انسانی کاروبار مین راستی کی روح ہے - ایک مصنف نے شریف کی بہت اچھی تعریف لکھی ہے وہ کہتا ہے کہ جو بدکاریون سے پاک - کاروبار مین منصف - بات کا پکا - ماتحتون پر مہربان - مستقل مزاج محنتی - اور بڑے کامون مین ہمیشہ دلیری سے مستعد ہو وہی شریف ہے - خدا کرے ہمارے ملک کے معززین ان تعریفون کے مصداق بنین آمین ثم آمین ع بر رسولان بلاغ باشد و بس ×

ضمیمہ

رسالۂ

شرافت

من تالیفات منشی نادر حسین عزیز بلگرامی عاملہ اللہ بلطفہ السامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے شرف انسان کو بیشک علم سے
پھر شرافت ہے وقار و حلم سے

گر نہو یہ آہ حسب ہو یا نسب
حرمتِ مادر پدر ضائع ہے سب

کئی طرح سے جہان مین غرور ہوتا ہے
نسب کا ایک غرور اور ایک دولت کا
غرور ایک ہے دانست کا زمانے مین
کسی مین ایک جو اِنمین سے ہو تو ہے معیوب

اگرچہ مین نہین واقف یہ ہے سنا واللہ
غرور ایک جوانی کا ہے خدا کی پناہ
غرور ایک عبادت کا ہے معاذ اللہ
جو سب ہون ایک مین اُسکی نجات کی کیا راہ

نہین نسب کا تکبر کسی طرح زیبا
کہ اس بیان پہ احادیث مصطفی ہین گواہ

اگر نجیب ہے تو یہ غرور کیسا ہے
نجیب ہے وہی جو ہو گا صالح المیلاد
ہمیشہ اُسکو نظر اپنی خاکساری پر
یہ وصف جسمین نہین بیگمان نجیب نہین
نجیب دونون طرف سے تھے انبیا و رسل
نہ آیا دامن ہمت پہ اُنکے عُجب کا داغ

ہمیشہ مانگتے ہین سب شریف اس سے پناہ
نہ اُسمین بغض نہ کینہ نہ عُجب نہ اکراہ
سخا و جود مین مصروف ہو گا شام و پگاہ
اگرچہ بات کا اپنے کرے ہزار نباہ
ائمہ جتنے ہوئے سب شریف تھے واللہ
ہے صاف کلمۂ الفقر فخری اسپہ گواہ

نہین ہین مجھمین یہ اوصاف وہ نجیب نہین	نجیب جو نہین ناطق کو ہے وہ عجب پناہ

صفت شریف کی کوئی نہین تو دعوی کیا
نسب کہان ہے جو مغرور ہے معاذ اللہ

شریف نام شہرے ازایران مفید بلخی گوید ؎ اے شام شریف طرۂ مشکینت × صبح نشا پور رُخ رنگینت × خالِ تو فرح بخش تراز شام حیات × سر ہند سواد کاکل پُرچینت × و تولیت کہ عمال سلاطین مصر را معزول العمل ساختہ بطنًا بعد بطن بطریق توارث منتقل امور ریاست کعبہ اند وآن جماعت را شرفائے کعبہ گویند شریف مفرد آنست سالک یزدی گوید ؎ با شریف کعبۂ عشقیم و دایم برہمن × ارمغان از بہر ما ناقوس و زنار آورد ×

حاجی **منصب علی** خان صاحب ابن منور علی خان صاحب رئیس میرٹھ اپنی کتاب **کعبہ نما** مین لکھتے ہین کہ عرب مین خلاف ہندوستان کے مسلمانون کے بیشتر نا بالغون کی شادی ہوتی ہے برادری کے سلسلہ کی وہان چندان پابندی نہین ہے۔ ہندوستان کے مسلمانون مین رسم ہے کہ غیر کفو سے رشتہ داری نہین کرتے مگر عرب مین سب مسلمان بلالحاظ ایک دوسرے سے رشتہ کتخدائی کرتے ہین البتہ بدو لوگون مین کسیقدر برادری کی پابندی کا لحاظ ہے۔

حضرت **حاتم اصم** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ درخلق جہان نظر کردم قومی را دیدم کہ می پنداشتند کہ شرف آدمی و عزت ایشان بکثرت عشائر و اقارب است لاجرم قومی بدان افتخار و مباہات کردند و قومی پنداشتند کہ شرف و بزرگی آدمی در بسیاری مالہا ہست و بسیاری فرزندان و بدان افتخار کردند و بعضے گمان بردند کہ شرف و عزت آدمی در خشم راندن و زدن و کشتن و خوردن در یختن است بدان افتخار کردند پس درین آیت شریف نظر کردم قولہ تعالیٰ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ دانستم کہ قرآن حق است واین پندارہائے خلق خطاست پس تقوی اختیار کردم در نزد حضرت حق از شرفا باشم ہکذا فی خلاصۃ التصانیف للغزالی۔

قرآن شریف مترجمہ شاہ **عبد القادر** دہلوی مین ہے کہ بڑائیان ذات کی اور قوم کی عبث ہین

صفت نیک چاہیے نری ذات کس کام کی ۔

موضح القرآن میں ہے کہ جس دن مکہ فتح ہوا حضرت بلال حبشی پیغمبر صلعم کے حکم سے کعبہ کے کوٹھے پر چڑھ کے اذان کہتے تھے ۔ بعضے حضرت بلال کی ذات کو طعن کر کے کہتے تھے کہ پیغمبر صلعم نے سوائے اس کوّے کے اور کسی کو نہ پایا جو اسی کو اذان کے لیئے اوپر چڑھایا تب یہ آیت اُتری یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ یعنی اے آدمیو بیشک ہمنے پیدا کیا تمکو ایک مرد و عورت سے جو حضرت آدم اور بی بی حوا تھین یعنی ایک ماں باپ سے سب کو پیدا کیا ۔ تمھاری سب کی ایک اصل ہے ۔ اور بنایا تمکو بہت ذات اور قوم جنھے تو پہچانو تم آپسمین ایک دوسرے کو جیسے دو آدمی کا ایک نام ہو تو معلوم کرین کہ فلانا فلانی قوم کا ہے بیشک تم مین سب سے بڑا وہ ہے خدا ے تعالیٰ کے پاس جو بہت پرہیز کرتا اور بچتا ہے اپنے تئین بُرے کامون سے تحقیق خدا ے تعالیٰ خبر رکھتا ہے سب کے اصل نسل کی جانتا ہے سب کی ذاتون کو ۔

آیت مرقومہ بالا کی تفسیر تبصیر الرحمٰن مین اسطرح مرقوم ہے یَا اَیُّهَا النَّاسُ الذین نسوا نسبتهم الی خلق الله وذکروا النسبة الی الاباء والامهات اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ فاذا لا تفتخروا بهذه النسبة لاستواء الکل فیها فکیف تفتخرون باعتبار کونکم مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى مع استواء الکل فیه وَ غایة فخرکم بالشعوب والقبائل لکن جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا جمع شعب اصل یجمع قبائل وَّقَبَآئِلَ تجمع عمائر تجمع بطونا تجمع افخاذا تجمع فصائل فخزیمة شعب وکنانة قبیلة وقریش عمارة وقصی بطن وهاشم (۱) فخذ والعباس فصیلة لِتَعَارَفُوْا ای لیعرف بعضکم بعضا لا لتفاخروا ولو صح فذا التقوی لا یجلبها الکرامة عند الله اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ولا عبرة بالکرامة عند غیره لان مرجعها الی الذلة لکن التفاخر انما یکون بالامر الظاهر والتقوی عن البواطن فالکرامة بها

(۱) ہاشم کے سپرد حاجیون کی ضیافت اور پانی پلانے کی خدمت تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد تھے اُنکا نام عمرو تھا چونکہ وہ روٹیاں توڑ کر لوگون کے لیے ثرید بنایا کرتے تھے اسوجہ سے ہاشم نام ہوا ہشم کے معنی توڑنے کے ہین ۱۲ خلاصۂ تواریخ مکہ معظمہ

انما تکون عند اللہ لا حاطتہ بالظواہر والبواطن ان اللہ علیم خبیر بالظواہر خبیر بالبواطن ودلالۃ ظواہر الاعمال علی التقوی کدلالۃ کلمۃ الاسلام علی الایمان فی الخلق۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی کتاب وصیت نامہ مین لکھتے ہین کہ درمناکحت دینداری را منظور دارد چون درین زمانہ درین شہر مذہب روافض بسیار شیوع یافتہ است وشرفا بیشتر بر علو نسب یا رفاہ معیشت نظر میدارند اول رعایت دین می باید کرد و دختر بکسے رافضی یا متہم برفض اگرچہ صاحب دولت وعالی نسب باشد نباید داد در روز قیامت سواے دین وتقوی ہیچ بکار نخواہد آمد ونسب را نخواہند پرسید کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست و دولت اعتبار ندارد کہ مشتق از تداول است المال غادر ورائح۔

محاربات صدیقیہ مین ہے کہ قرب نسب بہ پیغمبر حالانکہ امور نبوت ومنصب ہدایت مین نسب کو دخل نہین۔ اگر کچھ اسکا اثر ہوتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے فرزند ارجمند عبد الرحمن کو خلیفہ بناتے جنکا علم وزہد وتقوی وفضل صحبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشہور اور جنکی تلوار سے کسری وقیصر مغلوب ومقہور ہوے مگر بمقابلہ اجلۂ اصحاب اسکا لحاظ نہوا اور اگر نسب کا اعتبار ہوتا تو بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تخصیص باطل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب مثل حضرت عباس عم رسول اللہ وابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ موجود تھے۔

مجادلات فاروقیہ مین ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لیگئے اور لشکر اسلام کے قریب پہونچے تو شہسوارون نے دیکھا کہ آپ ایک چادر اور ازار پہنے ہین اور سر پر عمامہ ہے اور اپنے اونٹ کی مہار تھامے موزے بغل مین دبائے پانی منجھاتے آرہے ہین عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین سرداران روم وملوک شام آپ کو اس حال مین دیکھینگے۔ فرمایا کہ ہم وہ لوگ ہین جنکو اللہ نے اسلام سے عزت دی ہے اب ہمکو دوسری عزت کی حاجت نہین۔

حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ ایک دن کچھ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر آئے انمین کچھ موالی بھی تھے مگر اسلام مین مقدم ہجرت اور صحبت نبوی سے ممتاز جنگ بدر مین حاضر

آزادہ کردہ غلام مثل حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے۔ اول آپنے انھین موالی کو طلب کیا اور ابوسفیان وحارث وغیرہ سادات قریش بیٹھے رہگئے کیونکہ یہ لوگ اسلام مین موخر ہجرت سے محروم تھے۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ مین نے آج کی سی ذلت کبھی نہین اٹھائی اور نہ دیکھی کہ مساکین وفقرا اور موالی تو بلائے جاوین اور ہم سادات دامر بیٹھے رہین۔ انھین سے سہل بن عمرو نے کہا اے لوگو مین تمکو غصہ مین پاتا ہون تو یہ غصہ اپنے نفس پر خود کرو پیغمبر صلعم نے تمھاری بھی دعوت کی اور ان موالی کی بھی۔ تمنے سستی کی اور انھون نے سبقت کی یہان تو خیر وہ دن یاد کرو جب وہ جنت مین ہونگے اور تم ابھی حساب وکتاب مین مبتلا ہوگے۔ یہ سنکر تمام حضرات چیخ چیخ کر رونے لگے کہ افسوس ہمنے اپنے کو ضائع کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب انکی آواز سنی تو اندر طلب کیا۔ آپکی مجلس مین سبقت وصدارت باعتبار سبقت اسلام تھی نہ باعتبار شرافت نسب۔

جبلہ بن ایہم غسانی بادشاہ ہمدان جو عرب نصرانی الملۃ تھا آستانہ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوا اور ایمان لایا اور ہمراہ رکاب مکہ مین گیا بوقت طواف کعبہ ایک مرد فزاری کا پاؤن اسکی چادر پر پڑا تو اسکا پاؤن کھل گیا۔ جبلہ نے خفا ہوکر کہا تمنے مجھے برہنہ کیا۔ فزاری نے عذر کیا کہ مین نے عمدًا ایسا نہین کیا۔ مگر چونکہ جبلہ کا دماغ ابتک غرور سلطنت سے بھرا تھا اس بیچارہ کو ایک تھپڑ مارا کہ اسکی ناک ٹوٹ گئی اور دانت گر پڑے فزاری امیر المومنین کی خدمت مین دادخواہ آیا۔ جبلہ بن ایہم غسانی بحکم فاروقی حاضر عدالت کیا گیا۔ آپنے اس دست درازی کا سبب پوچھا۔ جبلہ نے واقعہ بیان کر دیا اور کہا بخدا اگر بیت اللہ کا احترام ملحوظ نہوتا تو مین اسے مار ہی ڈالتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے جرم کا اقرار کیا اب خواہ مدعی عفو کرے ورنہ مین تو قصاص لونگا جبلہ بولا آپ مجھ سے قصاص چاہتے ہین حالانکہ مین بادشاہ جلیل القدر ہون اور وہ ایک کم حقیقت بازاری ہے آپ نے فرمایا اے جبلہ اسلام نے تمکو اور اسکو ایک حالت پر کر دیا۔ جبلہ نے دوسرے دن تک کی مہلت کی درخواست کی حضرت عمر رض نے برضاے مدعی اسے مہلت دی جب رات ہوئی جبلہ اپنے ہمراہیون کو لیکر چلا گیا اور مرتد ہو گیا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایک نشان سیاہ رنگ کا بنا کر ہمراہی چار ہزار مجاہدین کے

بغرض تسخیر ممالک شام و درہ ہاے کوہ روانہ کیے جسمین تین ہزار یمنی اور ایک ہزار غلام تھے اور جنپر حضرت وامس ابوالہول رومی غلام کو بماتحتی میسرہ بن مسروق سردار کیا تھا۔ جب یہ لشکر چار ہزار کا مرتب اور آمادہ کوہستان ہوا بعض مسلمانون نے کہا کہ امیر نے میسرہ کو قوم عبس سے سردار بنایا اور رئیسان و نامداران یمن کو فروگذاشت کیا جب امین الامۃ نے یہ بات سنی۔ بُلایا اور کہا اسے آل طے تم مسلمانون کے نزدیک شریف ہوا ور تمھاری لڑائی خداہی کی طرف سے ہے پس تفاخر اور تکبر سے بچو اور فتح اللہ کی طرف سے ہے اور بزرگ ہم مین سے وہ ہے جو پرہیزگار ہے بخدا حضرت میسرہ تقوی اور سبقت اسلام اور ہجرت مین اشرف و افضل ہین۔ اِس نصیحت سے وہ خیال اُنکے فرو ہوے اور بکشادہ پیشانی مطیع بنگئے۔

جب قلعۂ حلب کسی طرح فتح نہوا تو حضرت وامس ابوالہول امیر عدو گیر ابوعبیدہ کی خدمت مین تشریف لائے اور عرض کیا کہ تیس آدمی دلاور میرے ساتھ کیجیے اس طرح کہ جو کہون کرین۔ آپنے تیس نامی بہادرون کو حکم دیا کہ اِنکے ساتھ جاؤ اور جو کہین کرو اور فرمایا کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ مین نے ایک غلام کو اُن پر امیر کیا بوجہ شرف نسب کے یا بخیال کمال شجاعت کے بلکہ مین خود اگر مسلمانون کی نظم و تدبیر کا ذمہ دار نہوتا تو سب سے پہلے شریک ہوتا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی کوئی سبیل فتح کی نکالیگا۔ سب نے کہا اے سردار ہمین یہ خیال ہرگز نہین ہے ہمین معلوم ہے کہ آپ کریم و شریف کے قدرشناس ہین اور شجاع و دلیر کے عارف ہین ہمارے دل مین آپکے حکم کا بڑا اثر ہے اگر آپ کسی گبر کو سردار کردیتے تو ہم بخوشی تسلیم کرتے اور یہ وامس ابوالہول تو ہمارے برادر اسلامی ہین ہم مطیع اللہ اور رسول کے ہین پھر اپنے سردار کے اور جسے آپ ہمپر امیر بنادین۔ یہ سنکر حضرت ابوعبیدہ بہت خوش ہوے اور دعاے برکت دی اور فرمایا کہ میرا دل کہہ رہا ہے کہ فتح ہوگی اور جان لو کہ ہمارے اور تمام عالم کے سردار احمد مختار صلوٰۃ اللہ علیہ ما دامت اللیل والنہار نے بھی اپنے غلام حضرت اسامہ بن زید کو اشراف مہاجرین و رؤساے موحدین پر امیر کیا تھا۔

جب عمرو بن عاص دربار عام بادشاہ روم مین پہونچے تو شاہ نے کہا کہ اگرتم بزرگان عرب سے ہو

توہم رومی ہین اور ہمارے اور تمھارے درمیان نسبت و یگانگیت ہے پس بوجہ نسبی قرابت کے خونریزی جائز نہین۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بڑا نسب ہمارا اسلام ہے اور ہم اُس بھائی کا خون حلال سمجھتے ہین جو دین مین بھائی نہو اور نسب کو بھی منقطع کردیتے ہین اسلیے کہ جو خدا اور رسول کے حکم سے علٰحدہ ہوا وہ ہم نسبی سے نکل جاتا ہے۔ ہکذا فی تاریخ الواقدی۔

واضح رہے کہ بادشاہ روم نے یاد دلایا تھا کہ ہم تم ہم نسب ہین یعنی تم اسمٰعیل کی اولاد ہو اور ہم اسحاق کی اولاد ہین اور اسمٰعیل و اسحاق حضرت ابراہیم علیہم السلام کے بیٹے تھے۔

حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی ارقام فرماتے ہین کہ حقیقت حسب بزرگی خاندان شخصی است بشرطیکہ در آباے قریبہ باشد تا ہفت پشت مثلاً شخصے از اولاد ملوک یا از اولاد امراے کبار یا از اولاد شیخ عمدہ یا از اولاد علماے مشہور زیدہ باشد وحقیقت نسب بزرگی خاندان شخصے ست کہ در آباے بعیدہ باشد مثلاً حسینی بودن و ہاشمی بودن و علوی بودن و قریشی بودن و ابراہیمی بودن و علیٰ ہذا القیاس وبعضے اشخاص حی باشند کہ در ہر دو امر تفوق دارند مثلاً اولاد حضرت غوث الاعظم کہ ہم سید اند وہم شرف اولاد این قسم بزرگ دارند وبعضے حسب دارند نسب ندارند مثلاً تیموریہ درا بمو نان و اولاد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وبعضیہا نسب دارند وحسب ندارند مثل قدوائیان جاہل وسادات بارہا[1] وشرافت ونجابت در عرف عوام اکثر در مقام بزرگی نسب مستعمل می شود۔

(۱) مصنف تاریخ آئینۂ اودھ باستقرار ولایت جونسی مخدوم سید جہانگیر اشرف و مخدوم سید نقی الدین رحمۃ اللہ علیہما کا مناقشہ لکھ کر کہتے ہین کہ ان وجوہ سے مخدوم سید جہانگیر اشرف کو شاید غبار خاطر شاہ تقی الدین سے پیدا ہوگیا اور اپنی تصنیفات مین مجہول النسب انکو تحریر فرمایا ہو اسواسطے کہ وہ سواے سادات بارہا کے تمام ہندوستان کے سادات کو مجہول النسب تحریر فرماتے ہین اور جو مصنف اخبار الاخیار بحوالہ لطائف اشرفی تحریر فرماتے ہین کہ شیخ تقی الدین جو کڑہ مانکپور مین تھے قوم حائک سے ہین لیکن حق سبحانہ تعالیٰ نے انکو تقویٰ اور برکت عطا کی تھی نام اُنکا دفعہ زہر سانپ مین زیادہ موثر ہے۔ لہذا بمقابلہ تذکرۃ السادات و منبع الانساب کے اسقدر عبارت اخبار الاخیار کی مولف صحیح نہین جانتا۔ معہا منبع الانساب سے بھی یہ ثابت ہوا کہ شیخ تقی حوالی کڑہ مانکپور مین متعدد گذرے ہین اور ایک شیخ تقی قوم حائک سے گذرے ہین شاید مصنف اخبار الاخیار کو بہ سبب تعدد نام کے شبہہ واقع ہوا ہو۔ بہرکیف طہارت نسب مخدوم سید تقی الدین مین کوئی شک وشبہہ نہین ہے۔

واضح رہے کہ سید شعبان الملۃ والدین ہم جد سید شمس الدین و سید ماہ و سید صدر الدین و سید بدر الدین

مالا بد منہ مین ہے در حدیث آمدہ کہ طلب حلال فرض است بعد فرائض و بہترین کسب عمل دست خود است داؤد علیہ السلام عمل از دست خود می کرد و میخورد زرہ می ساخت و اول کسیکہ کسب اختیار کرد حضرت آدم بودند کہ بعد فرود آمدن ایشان بزمین حضرت جبرئیل امین گندم آوردہ حکم زراعت کردند ایشان آنرا در زمین انداختہ آب میدادند و بعد پختنش درو کردہ سائیدہ خمیر کردہ نان پختند و حضرت نوح علیہ السلام نجاری می کردند و از کسب خود میخوردند و ادریس علیہ السلام خیاطی می کردند و ابراہیم علیہ السلام بزاز بودند و از آنحضرت صلعم منقول است لازم گیرید بزازی راکہ پدر شما ابراہیم علیہ السلام بزازی می نمود و حضرت عیسی علیہ السلام خوشہ چینی می فرمود و از غزل مادر خود نیز میخوردند کذا فی التاتارخانیۃ۔

شیخ عبدالحق دہلوی از تنزیہ الشریعۃ آوردہ کہ جولاہگان را لعن مکنید زیراکہ اول کسیکہ نسج نمود پدر من آدم علیہ بود و در فصول البدائع آوردہ کہ حضرت شیث علیہ السلام نساج بود و حضرت اسمعیل علیہ السلام مصطادی یعنی شکارکن۔

تفاخر بالانساب حرام است و نیز تکبر بمال و جاہ حرام است کریم تر نزد خدا متقی تر است۔ در حدیث آمدہ ان اللہ قد اذہب عنکم عبیۃ الجاہلیۃ وفخرہا بالآباء انما ہو مومن تقی او فاجر شقی الناس کلہم بنو آدم و آدم من تراب یعنی بدرستیکہ حق تعالی بردہ است از شما کبر و غرور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱ کے ہین جنکی قبرین سکھر و بکھر مضافات سندھ مین ہین۔ سید محمد مکی جد امجد سید شعبان کے منجملہ سلاطین یمن کے ہین ایک روز ہنگام خواب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد جہاد ہوا۔ بعہد سلطنت سلطان شمس الدین التمش تین ہزار سوار لیکر ہندوستان مین آئے اور راجگان سکھر و بکھر سے محاربۂ عظیم کیا بعد قلع و قمع کے وہین مسکن گزین ہوئے سنہ ۶۶۰ھ ہجری مین بعہد سلطنت سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین کے سید شعبان الملۃ والدین پیدا ہوئے نبیرہ سید محمد مکی کے۔ جب بالغ ہوئے بحلقۂ ارادت حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی کے آئے بعد اکتساب علم باطن بعہد سلطنت اسی بادشاہ کے بجانب اپنے پیر کے اہل خدمت جہانسی جو محاذی الہ آباد کنارے گنگ ہے مقرر ہوئے یہان کا راجہ ہربونگ تھا بمکابرہ پیش آیا آخر بتاثیر عمل اقتلوا یا مر پہنچے کہ وہ مع اپنی قوم کے تباہ و برباد ہوا اور آپ نے بہ تبدیل نام جہونسی کو موسوم بہادی آباد کرکے مسکن گزین ہوئے انکے خلف الرشید شاہ تقی الدین ہین بعد وفات اپنے باپ کے بسند ارشاد جانشین ہوئے۔ حالات صوری و معنوی انکے لاتعد و لاتحصی ہین ۱۲ عزیز نگرامی

جاہلیت و فخر او بہ پدران ہمانا کہ آنکس پرہیزگار ہست یا فاجر بدبخت تمام مردم اولاد آدم اند و آدم علیہ السلام
از خاک است و فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الحسب المال والکرم التقوی یعنی مفاخرت دنیا مال است
وبزرگی کامل بزرگی است۔

البنیان المرصوص من بیان ایجاز الفقہ المنصوص میں ہے کہ بعض عرب کفو بعض اند و بعض
موالی اکفاء بعض مگر حائک و حجام در سندش راوی غیر مسمی است ولہذا ابوحاتم استنکارش نمودہ و شاہدے
دارد منقطع الحاصل ف اعتبار شرف آدمیان از حسب است × بہر تحقیق نسب آدم و حوا کافی است ×
مراد بحسب رضا بخلق و دین خاطب است بس قیس فاطمہ قرشیہ بنت قیس را کہ از مہاجرات اول بود
فرمود نکاح کن با اسامہ بن زید و او غلام بود و این نزد مسلم است و فرمود اے بنی بیاضہ نکاح کنید
ابا ہند را و نکاح کنید بسوے او و وے حجام بود و سندش جید است و تخییر شد بریرہ بر زوج خود وقتیکہ
آزاد کردہ شد و زوج او عبد بود و در روایتے آمدہ کہ حر بود و حافظ ابن حجر گوید اول اثبت است
و در بخاری از ابن عباس بصحت پیوستہ کہ وے عبد بود۔

موائد العوائد من عیون الاخبار والفوائد میں عدم فخر بالآباء کے بارہ میں یہ حدیث
مندرج ہے عن (۱) ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لینتہین اقوام یفتخرون بآبائہم
الذین ماتوا انما ہم فحم من جہنم او لیکونن اہون علی اللہ من الجعل الذی یدہدہ الخراء
بانفہ ان اللہ قد اذہب عنکم عبیۃ الجاہلیۃ وفخرہا بالآباء انما ہو مؤمن تقی او فاجر شقی
الناس کلہم بنو آدم و آدم من تراب رواہ الترمذی وابوداؤد وقد تقدم فی ہذا الکتاب
عن ابن عمر نحوہ وعن عقبۃ بن عامر یرفعہ انسابکم ہذہ لیست بمسبۃ علی احد کلکم
بنو آدم طف الصاع بالصاع لم تملؤہ لیس لاحد علی احد فضل الا بدین وتقوی کفی بالرجل
ان یکون بذیا فاحشا بخیلا رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان۔

(۱) عن حذیفۃ مرفوعا کلکم بنو آدم و آدم خلق من تراب لینتہین قوم یفتخرون بآباءہم او لیکونن
اہون علی اللہ من الجعلان اخرجہ البزار بسند حسن کذا فی مرقاۃ المفاتیح ۱۲ عزیز نگرامی

عرف الجادی من جنان ہدی الہادی مین ہے کہ ابن عمر گفتہ آنحضرت صلعم فرمود بعض عرب اکفاء بعض اند وہمچنین بعض موالی اکفاء بعض مگر حائک وحجام وآین راحاکم روایت کردہ ودر سندش راوی بے نام است وابوحاتم مستنکرش گفتہ ولیکن شاہدے وارد نزد بزار از معاذ بن جبل لبند منقطع و فاطمہ بنت قیس را گفتہ نکاح کن با اسامہ وآین درمسلم است فاطمہ قرشیہ بود واسامہ مولی زادہ وبنی بیاضہ را امر بانکاح ابابند ونکاح باوے فرمود واز حجام بود وسندش نزد حاکم جید است پس مقدم باشد بر روایت اولی وراجح بودازان وکفایت درنسب غیر معتبر بود وہرکہ باعتبارش رفتہ بمجرد خیال بے استدلال آویختہ الی قولہ واگر لابد باشد اعتبار انساب واحساب پس شک نیست کہ اشرف نسب بنی ہاشم وافضل احساب حسب علم است وبس ۹

نسب صورت نہ بخشد گر نداری جوہر ذاتی	کہ باشد بیشتر باآب نسبت تیغ چوبین را

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی کتاب حقیقۃ الاسلام مین بذیل حقوق العباد لکھتے ہین کہ اگر حق اخوت اسلامی از اخوت نسبی ودیگر حقوق بالاتر است پس تو اخوت نسبی را چرا مقدم نوشتی و حق تعالی می فرماید واُولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المؤمنین والمہاجرین یعنی اقربائے نسبی بعضے ببعضے را اولی وبہتر اند از مومنان ومہاجران ولہذا میراث در قرابت نسبی است نہ در قرابت اسلامی ورسول اللہ صلعم فرمود الصدقۃ علی المسکین صدقۃ وہی علی ذی الرحم ثنتان صدقۃ وصلۃ رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن سلیمان بن عامر **جواب** قرابت نسبی وغیرہ کہ بالا مذکور شدہ اند درہمہ آن اسلام شرط است وہمہ جا اسلام معتبر است معنی آیت آنست کہ اولوا الارحام کہ مسلمان اند از مومنان ومہاجران کہ قرابت نسبی نہ دارند بہتر اند ووارث مقدم ومراد حدیث آنکہ صدقہ بر مسکین مسلم یک ثواب دارد وبر ذی رحم کہ مسکین مسلم باشد دو ثواب دارد لہذا اقربا اگر کافر باشند میراث بآنہا نمی رسد بلکہ بعامۂ مومنین رسد ودر بیت المال کہ خزانۂ عامۂ مومنین ست داخل کردہ شود اگر پدر ہم کافر باشد گو نفقۂ او بر پسر واجب است لیکن محبت ودوستی باوے نباید کرد بلکہ بیزاری باید نمود قال اللہ تعالی ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا

لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُولِيْ قُرْبٰى الخ یعنی نباشد نبی را و مومنین را کہ مغفرت خواہند برائے مشرکان اگرچہ باشند آنہا صاحب قرابت بعد ازان کہ ظاہر شود آنہا را کہ آنہا از اہل جہنم اند و نبود استغفار ابراہیم برائے پدر خود مگر از جہت وعدہ کہ پدر با وے کردہ بود کہ اسلام خواہم آورد پس ہرگاہ کہ ظاہر شد بروے کہ این دشمن خدا است از وے بیزاری کرد **فائدہ** حدیث کل نسب وصہر ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وصہری حدیث صحیح است ابن عساکر از ابن عمر روایت کردہ یعنی ہر قرابت نسبی و قرابت خسری و دامادی کہ باشد روز قیامت منقطع خواہد شد مگر قرابت نسبی و صہری من مراد پیغمبر آن نیست کہ قرابت ہا ہمہ مومنان و غیرہم منقطع خواہند گردید مگر آن پاک من بلکہ مراد آنست کہ ہمہ مسلمانان فرزندان من اند نسب، و صہر مومنان منقطع نخواہد شد نسب وصہر کافران منقطع خواہد شد دلیل برین تفسیر آنست کہ حق تعالیٰ در حق مومنان میفرماید وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ الخ یعنی کسانیکہ ایمان آوردہ اند و اولاد شان تابع ایشان اند در ایمان اولاد شان را در بہشت بمرتبۂ پدران ملحق خواہیم کرد و از عمل پدران کم نخواہیم کرد ہیچ و نیز حق تعالیٰ فرماید وَمَا اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا الخ یعنی اموال کافران و اولاد آنہا را بما نزدیک نخواہند کرد و در حق کافران فرمودہ لَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ یعنی نسب ہائے شان درمیان شان نخواہد ماند و فرمود وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ط منقطع خواہد شد درمیان اسباب و صلت ازین آیات دیگر و احادیث نبوی صلعم ثابت می شود کہ نسب در مومنان باقی خواہد ماند و یکے دیگرے را مفید خواہد شد ہم بسبب قرابت وہم بسبب دوستی وغیرہ و کافران را ہیچ فائدہ نخواہد کرد يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ یعنی روز قیامت بگریزد مرد از برادر خود و مادر و پدر و زن و فرزندان خود و دوستان آنروز با ہم دشمن خواہند شد مگر متقیان غرض ازین کلام آنست کہ در جمیع حقوق مذکورہ ہر کسی کہ در اسلام و تقویٰ افضل و اقویٰ باشد او برائے محبت وصلت اولیٰ و احق باشد واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب مذکورۂ بالا میں ہے **حدیث** ان آل ابی فلان لیسوا لی باولیاء انما ولی اللہ و صالح المومنین ولکن لھم رحم ابلھا ببلالھا متفق علیہ عن عمرو بن العاص یعنی آل ابی فلان

نیستند مرا اولیاء و دوستان دوست من خدا است و صالح مسلمانان لیکن آنہا را با من قرابت است صلہ رحم می کنم۔

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید مرید خاص حضرت سلطان العارفین سید احمد صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہما اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھتے ہیں کہ از جملہ بقایاے رسوم جاہلیت کہ درین امت مرحومہ کمال انتشار و غایت شہرت یافتہ و ارباب خاندان عالی مثل سادات و پیرزادہا دران گرفتار اند افتخار بمکارم آبا و مناقب اجداد است و اعتماد بر شفاعت ایشان۔ حتی کہ بسبب ہمین افتخار و اعتماد تواضع و انکسار را کہ شعار اہل اسلام است و تقوی و صلاح را کہ افضل مناقب اہل ایمان است نسیاً منسیاً ساختہ و بجاے آن تکبر و تبختر و جرأت بر اظہار بدعات و ارتکاب منکرات حاصل نمودہ کلام اللہ و کلام رسول را پس پشت خود انداختہ اند گویا کہ آیہ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۔ وَلَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا ۔ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ ۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۔ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۔ **حدیث** ان اللہ قد اذہب عنکم عبیۃ الجاہلیۃ وفخرہا بالآباء انما ہو مومن تقی او فاجر شقی الناس کلہم بنو آدم و آدم من تراب و امثال آنرا بگوش ہوش خود گاہے نشنیدہ و بمجرد اوہام و ظنون خود مسلمات و مشہورات باطلہ و امثال خود تمسک نمودہ در ورطۂ ہلاکت جان خود را انداختہ سبحان اللہ زہے سفاہت و خہے حماقت کہ اسباب نجات را کہ بالیقین و بالقطع موجب نجات و باعث رفع درجات اند ترک کردہ باسباب وہمیہ و ظنیہ متمسک شدند حال سفاہت مآل این جہال بدان می ماند کہ شخصے اموال خطیرۂ خود را کہ در قبضۂ خود میداشت و انتفاع بآن قطعی و یقینی می انگاشت در تحصیل حیل اکسیریہ و اعمال دست غیب کہ حصول آن محض موہوم است برباد دہد۔ القصہ اگر این علاقۂ نسبیہ باکابر از امور نافعہ معاد است پس پر ظاہر است کہ غفلت ازان و عدم اعتنا بآن ہیچ وجہ اخلال در نفع آن نمی کند چہ علائق نسبیہ از جنس افعال اختیاریہ نیست تا بسبب غفلت و عدم اعتنا برہم شود پس وقتیکہ شخصے غافل را از علائق نسبیہ خود در معاد نفعے حاصل خواہد شد البتہ او را بسبب حصول آن نعمت غیر مترقبہ

سرور وابتہاج دو بالا بدست خواہد آمد مثل حصول فرحت بدست آمدن مالی از میراث آبائی خود با وجودیکہ این وارث ازان غافل بود واگر این امر در معاد کار آمدنی نیست و این شخص تمام عمر خود را در امید حصول منفعتے ازان امر گذرانیدہ باشد پس البتہ نداماتے وخجالتے بسبب جہل مرکب خود خواہد کشید وبانواع آلام نفسانیہ وتعذیبات روحانیہ گرفتار خواہد گردید پس عدم اعتنا باین علائق نسبیہ وعدم اعتماد بر امثال این امور وہمیہ بر تقدیر احسن واصوب است والسلام علی من اتبع الہدی۔

فائدہ باید دانست کہ در جوہر اولاد کرما استعدادے مکنون بطریق میراث از آبائے کرام ایشان ودیعت می نہند لیکن آن محض استعداد در ہیچ یکے از امور معاشیہ ومعادیہ کار آمدنی نیست آرے اگر ہمان استعداد بمددے کار آید وبسبب تعلیم وتعلم وتشرع وتدین جلوہ گر شود البتہ مظہر امور عظیمہ ومصدر منافع جلیلہ خواہد شد واین استعدادات مکنونہ را بمثابہ استعدادات ازلیہ کہ نصیبہ ہر شخص در ازل الآزال استعدادے از استعدادات صالحہ یا فاسدہ گردیدہ باید فہمید اما بنائے مجازات بر محض آن استعدادات نیست لہذا ما دامیکہ آثار آن استعداد بر منصہ ظہور نرسد در کارخانہ مجازات ہیچ اعتداد بآن استعداد نہ آرے ہمین قدر یقینی است کہ بسبب مصادفت اسباب ہدایت وضلالت آثار صلاح وفساد فراخور استعداد ظہور می نماید پس ترتب ثمرات بالفعل بر آثار است اگرچہ ارتباطے خفی با استعدادات ہم میدارد لیکن ارتباط ثمرات با استعدادات پس خفی وکثیر التخلف است وبآثار نیز ظاہر وقلیل التخلف مثلاً منافع حرب بآلات آن ارتباط ظاہر میدارد وبجوہر حدید ارتباطے خفی لہذا شمشیر پولادی زنگ خوردہ آنکار نمی کند کہ شمشیر مصقل از آہن خام۔

شارح **یوسف زلیخا**ے جامی بمقامے می نویسد کہ مراد از عشق محبت الٰہی است ومحبت الٰہی حاصل نشود مگر با طاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومحبت رسول اللہ حاصل نشود مگر بہ محبت آل او علیہم السلام واز آل مراد من سلک علی طریقہ فہو آلی واین چنین مردان در ہر زمان تا بقیامت موجود خواہند شد۔

سعادۃ الکونین فی فضائل الحسنین مین ہے کہ شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ

در ترجمۂ مشکوٰۃ افادہ فرمودہ کہ لفظ اہل مضاف بہ بیت کردہ می شود بہ چند معنی - اہلبیت اہل قرابت را گویند یعنی کسانے کہ نزدیکان آنحضرت بودند و زکوٰۃ بر آنہا حرام است یعنی بنی ہاشم و گاہے بمعنی عیال آنحضرت باشد و آن شامل مر ازواج مطہرات راست و گاہے بمعنی اولاد باشد و آن مخصوص است بحضرت فاطمہ و حسین و حسن و بسبب کثرت کمالات حضرت علی را نیز شامل است و شیخ عالم مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس در کتاب خود گفتہ لفظ اہل چندین معنی دارد و اھل الرجل اقرباے وے و اھل الامر والی آن و اھلبیت ساکنان خانۂ وے و اھل بیت اہل مذہب کسی کہ بر طریقہ و مذہب وے باشد و اھل الرجل زوجۂ وے و اھل النبی زوجات و بنات او -

جامع المناقب مین ہے کہ لفظ اہلبیت کے معانی لغت مین صاحب خانہ اور گھر والون کے ہین اور اصطلاح شرع مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات و اولاد امجاد مراد ہین اور اسمین تھوڑی سی تفصیل ہے جیسا کہ مدارج النبوۃ مین شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے فرمایا ہے در تفسیر اہل بیت اقوال و اطلاقات است گاہے بمعنی کسیکہ حرام است بر ایشان صدقہ آید و آن آل علی و آل جعفر و آل عقیل و آل عباس اند رضی اللہ عنہم اجمعین و گاہے بمعنی شامل اولاد آنحضرت صلعم و ازواج مطہرہ افتد و گاہے مخصوص آید بفاطمہ و حسن و حسین و علی سلام اللہ علیہم اجمعین جہت زیادت فضل ایشان و تطبیق میان اقوال آنست کہ بیت سہ است بیت نسب و بیت سکنی و بیت ولادت پس اولاد عبد المطلب اہل بیت نسب و ازواج مطہرات اہلبیت سکنی و اولاد کرام اہلبیت ولادت و علی رض اگرچہ اولاد نیست مگر ملحق است بایشان بوساطت فاطمہ رضی اللہ عنہا - پس جو لوگ لفظ اہل بیت کا حصر درمیان فاطمہ و علی و حسنین رضی اللہ عنہم کے کرتے ہین انکا قول نصوص قرآنیہ اور جمہور علماء کے مخالف ہے کیونکہ آیۂ تطہیر کے مخاطب خاص ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور اس آیت کے قبل کی کئی آیتون مین اور نیز اسمین انھین کا ذکر ہے اور انھین سے کلام ہے اور خطاب ہے اور ساری آیۂ تطہیر یون واقع ہے یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ الخ پس خطاب خاص ازواج سے ہے مگر داخل تمام گھر والے ہین اور دوسری دلیل کلام الٰہی سے قصہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام ہے کہ جسوقت اُنکے گھر مین حضرات فرشتے خبر ہلاکی قوم لوط علیہ السلام اور بشارت تولد حضرت اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کی لیکر آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ نے بشارت فرزند پر بسبب بڑھاپے کے تعجب کیا تو فرشتون نے کہا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اُسوقت تک کوئی اولاد نہ تھی بلکہ اُسی کی یہ بشارت تھی جسپر بی بی صاحبہ نے تعجب کیا پس حصر اہلبیت کا اولاد ہی پر نہ رہا بلکہ تمام گھر والون کو شامل ہو گیا۔

شبہ ہوسکتا ہے کہ پھر کیا وجہ ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ عنہم کو ایک چادر مین لیکر فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس و تطھرھم تطھیرا اور اِسکے سوا اور روایات جنمین آپنے اِن حضرات کو اہل بیت فرمایا ہے اور اُسوقت کسی اور کو شامل نہین کیا ہے **جواب** یہ ہے کہ منشا اور نکتہ اسمین یہ ہے کہ آیہ تطہیر کے مخاطب ازواج مطہرات تھے پس بخیال اِس امر کے کہ ایسا نہو کہ لوگ اور اہل و عیال کو خارج از اہلبیت سمجھنے لگین اور اُنکی تعظیم و تکریم مین کمی کرین پس واسطے اظہار شرف و ادخال زمرۂ اہلبیت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن حضرات کو بایں طور یاد فرمایا اور لوگون کو سنا دیا اور دکھلا دیا کہ یہ لوگ خارج از اہلبیت نہین ہین۔

مولانا سید شاہ **محمد اکبر** ابوالعلائی نے اپنی کتاب **آل و اصحاب** مین اسی طرح اہلبیت کی تفسیر بڑی شرح و بسط سے لکھی ہے اور آخر مین اپنے فرزند سید محمد محسن صاحب کو نصائح کرتے مین کہ تم[1] اپنے نسب کے ذریعہ سے بزرگ ہونا پسند نکرنا اِسلئے کہ نسب حیوان کے لیے شرافت کا سبب ہے نہ کہ

(۱) علامہ محمد برکلی رومی لکھتے ہین النسب والحسب والکبر یھما ناشئ عن الجھل ایضًا لانہ تفاخر بکمال غیرہ ولذا قیل شعر لئن فخرت بآباء ذوی شرف ۔ لقد صدقت ولکن بئس ما ولدوا وقال النبی علیہ السلام فیما اخرجہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعًا من البطاء بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ انظر الی ابن ادم علیہ السلام قابیل وابن نوح علیہ السلام کنعان ھل نفعھما النسبھما ثم انظر الی نسبک الحقیقی فان اباك القریب نطفۃ قذرۃ وجدک البعید تراب ذلیل فکیف یلیق بک التکبر بالنسب ۱۲ عزیز گرامی

انسان کے لیئے کیونکہ حیوان کی طبیعت فطری ہے جیسے ان باپ اُسکے اصیل ہونگے ویساہی وہ بھی ہوگا اور انسان کی طبیعت کسبی ہے شرف الانسان بالعلم والادب لا بالاصل والنسب بلکہ تم اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دوسرونکی نظرون مین بزرگ ہونا اور آپ ہمیشہ اپنی نگاہون مین عاجز ومنکسر رہنا اور کبھی اس بات کو دل مین راہ نہ دینا کہ ہم سید ہین ۹ سید ہمان بود کہ ہویدا شود از وے خلق محمدی کرم مرتضیٰ علی × تمھارے جد امجدؒ اپنے نام کے ساتھ سید نہین لکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے اپنے نام کے ساتھ سید لکھنے سے شرم آتی ہے۔ دیکھو جنکی ذات پاک سے سادات کو یہ فخر ملا ہے اُنکو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا فاطمۃ لا تتکلی انت بنت رسول اللہ اعملی اعملی یعنی ای فاطمہؓ اس بات پر تکیہ نکر کہ تو رسول اللہ کی بیٹی ہے اعمال نیک کر۔ بزرگی کے یہ معنی نہین ہین کہ سب سے مکرم اور معظم ہو کر ایک بلند جگہ پر مسند بچھا کر بیٹھ جاوے یہ بادشاہون کی بزرگی ہے جن لوگون نے دنیا کے طریقہ سے سلطنت انجام دی ہے۔ اللہ والون کی بزرگی اسمین ہے کہ تمام خلق اللہ کے خادم رہین۔ نور چشم جب تم شعور مند ہونا تو اپنے جد امجد کے حالات دریافت کرنا اور اُنپر عامل ہونا تمھارے جد امجد سید القوم خادمہم کے مصداق تھے۔

جامع المناقب مین ہے کہ لفظ آل جو بمد الف وسکون لام ہے اُسکے لغت مین چند معنی ہین اولاد ذریت مطیع اہل خانہ اہل قرابت اہل دین اور گروہ اور اصطلاح شرع مین ان سب معنی کو دخل ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗ الخ یعنی کہا ایک شخص ایمان والے نے فرعون کے لوگون مین سے جو اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا اس مقام پر آل فرعون سے قرابتی ومطیع مراد ہے کیونکہ یہ رجل مومن یعنی خرقیل فرعون کے بھانجے تھے اور باطنًا ایماندار تھے اور لوگون کو ایمان کی رغبت دلاتے تھے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۵ یعنی بیشک برگزیدہ کیا اللہ تعالیٰ نے آدم اور نوح اور ابراہیم کے گھر اور عمران کے گھر کو سارے جہان پر یہان آل ابراہیم اور آل عمران سے گھر والے مراد ہین اور اہل خانہ۔ عمران حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام تھا

اور حضرت مریم علیہا السلام کے باپ کا بھی یہی نام ہے اور یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مشہور ہے دوسرے معانی پر ہے من سلك علی طریقی فهو آلی (۱) یعنی جو شخص میرے طریقہ پر چلا پس وہ میری آل ہے پس بحواے معانی مشہورہ یعنی اولاد و ذریت اولاد صلبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت فاطمہ و زینب و رقیہ و کلثوم و قاسم و عبداللہ و ابراہیم اور اولاد حضرت فاطمہ وغیرہ و اولاد اولاد ان حضرات کی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور جمیع سادات کرام جو آپکی نسل شریف سے ہین تا قیام قیامت داخل آل ہین بلا شک و شبہہ دلیل اسکی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدیؑ کو فرمایا ہے کہ میری اولاد سے ہین یعنی نسل سادات سے پیدا ہونگے اور اُنکے تمام حالات سے خبر دی ہے ظاہر ہے کہ آپکے اور اُنکے درمیان مین بعد المشرقین ہے **فائدہ جلیلہ** جو فضایل اور مناقب اہلبیت رسالت کے احادیث مرفوعہ صحیحہ مین آئے ہین قیامت تک کے شرفا و سادات اُس عموم مین داخل ہین لیکن اس شرط سے کہ طریقۂ توحید و اتباع سنت پر قائم رہین اور مبتدع ببدع مکفرہ و مضلہ نہون اور بموجب دیگر معنی لفظ آل کے خلفاے راشدین یعنی ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم آپکی آل اور فضائل آل مین داخل ہین کیونکہ قرابت قریبہ اور اطاعت و پیروی اور جان نثاری ان حضرات کی اظہر من الشمس ہے اور نیز جمیع امت محمدی جو متبع سنت اور پابند شریعت ہین اس فضیلت مین داخل ہین امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم هم الذین یؤل امرهم الیه کل من کان امرهم الیه اشد واکمل کانوا هم الآل یعنی آل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ لوگ ہین کہ رجوع کرے امر اُن لوگون کا آنحضرت صلعم کی طرف پس جن لوگونکے امور آنحضرت صلعم کی طرف بدرجۂ اشد واکمل رجوع کرینگے یعنی آپکے پیرو ہر امر مین ہونگے یقیناً وہی لوگ آپکی آل ہونگے وایضاً اختلف الناس فی الآل فقیل هم الاقارب وقیل امته یعنی اور بھی اختلاف کیا ہے بعض علمانے آل کے معنی مین کسی نے قرابت والے اور کسی نے امت کے لوگ مراد لیئے ہین۔

(۱) اس حدیث مین اگرچہ کلام ہے لیکن معناً صحیح ہے اور مؤید اسکا قول اللہ تعالیٰ کا ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکے کے مقدمہ مین کہ فرمایا لیس من اهلك انه عمل غیر صالح یعنی داخل آل واہل وہی ہے جو عمل صالح رکھتا ہو۔ ۱۲ منہ

آل اسم جمع است اصلش نزد سیبویہ األ کہ در اصل اہل بود بدلیل تصغیرش اہیل وھذا ھو المشہور
والمسلم عند البصریین ونزد کسائی سرآمد کوفیان اصلش اول بالتحریک بدلیل تصغیرش اویل
وھذا ھو الموثوق عند الکوفیین قال الکسائی سمعت اعرابیا فصیحا یقول آل واویل واھل واھیل
وکذا نقل عن الاصمعی ایضا واین قول باعتبار قیاس اولی است زیرا کہ خلاف قیاس برین مذہب
لازم نمی آید اما اہیل میتواند کہ تصغیر اہل باشد کما یدل علیہ قول الاعرابی المذکور بلکہ بعضے از محققین برین
معنی تصریح کردہ اند مثل فاضل چلپی کہ در منہیات حواشی مطول می گوید قد سمع اویل فی تصغیر آل
وھذا دلیل علی ان الفہ منقلبۃ عن واو واما اھیل فتصغیر اھل ولا داعی الی جعلہ تصغیر آل
لیکون الفہ بدل ھمزۃ مبدلۃ بل لا دلیل علیہ انتہی ومثل فاضل اسفرائنی کہ در اطول می گوید
فاھیل لیس تصغیرا الا للاھل لا للآل انتہی ومثل علامہ ازہری کہ در تہذیب اللغات می آرد قال
ابو العباس احمد بن یحیی اختلف الناس فی الآل فقال طائفۃ آل النبی من اتبعہ قرابۃ کانت او غیر قرابۃ وآلہ
ذو قرابۃ متبعا او غیر متبع وقالت طائفۃ الآل والاھل واحد واحتجوا بان الآل اذا صغر
قیل اھیل فکان الھمزۃ ھاء کقولھم ھرت الثوب وارتہ اذا جعلت لہ علما قال وروی الفراء
عن الکسائی فی تصغیر آل اویل قال ابو العباس فقد زالت تلک العلۃ وصار الآل والاھل
اصلین لمعنیین انتہی بالجملہ تصنیفات مذکورہ دلالت برین معنی دارند کہ اہیل تصغیر اہل است نہ آل کہ تصغیرش
اویل می آید ومؤید این معنی است فرقی کہ میان آل واہل بوجوہ عدیدہ ثابت شدہ اول آنکہ اضافت
آل مخصوص بذوی العقول است پس مضاف نشود بسوے اللہ وحق وزمان ومکان ومعانی وغیرہ
ولہذا آل اللہ وآل الحق وآل المصر وآل الزمان وآل العلم والاسلام وآل التجارۃ مستعمل نشود
بخلاف اہل فانہ اعم ھکذا فی حاشیۃ الفاضل الچلپی وابی القاسم علی شرح التلخیص وغایۃ الھدایۃ
علی شرح ھدایۃ الحکمۃ منقولا لیکن صاحب قاموس می آرد آل اللہ ورسولہ اولیاءہ کا دوم آنکہ
اضافتش درمیان ذوی العقول مخصوص بمذکر است ولہذا آل فاطمہ نمی گویند بخلاف اہل کذا فی منہیہ
حاشیۃ الفاضل الچلپی سوم آنکہ از میان ذکور باشراف وارباب عظمت است ولہذا آل حائک وحجام

نباید بخلاف اہل ہذا فی کثیر من الکتب چہارم آنکہ اضافتش بسوے ضمیر غیر متمکن وناد ر و لہذا در کلام مجید نیامده
و در احادیث بطور ندرت دیده شد بلکہ نزد کسائی ونحاس والوبکر زبیدی ممنوع لیکن تحقیق آنست کہ اضافتش
بسوے مضمر در کلام عرب ثابت است چنانکہ فاضل چلپی در منہیہ اش از مرادی شرح الفیہ نقل کرده
وحق بجانب اوست لما روی عن افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم آلی کل مؤمن تقی[1] الی یوم
القیامۃ رواه التمام فی فوائده کذا فی الشمنی وازین تحقیق ثابت شد کہ قول بعض شارحین اضافت
آل بسوے مضمر در حدیث نیامده غلط است اگر پرسند چون اضافت آل مخصوص باشراف وارباب عظمت است
باید کہ تصغیرش نیاید کہ تصغیر دلالت بر حقارت میکند جوابش آنکہ این دلالت علی الاطلاق مسلم نیست بل یحتمل
کہ این تصغیر براے عظمت باشد و برتقدیر تسلیم از حقارت آل حقارت مضاف الیہ آن کہ عظمتش مقصود است
لازم نمی آید ولو فرضنا لیس حقارت من وجہ منافی عظمت بوجہ دیگر نیست زیرا کہ عظمت مراتبہا دارد ہذا
مما یتعلق بہ لفظاً واما باعتبار معنی دران پنج مذہب است اول بمعنی اتباع وہو مذہب جابر بن
عبد اللہ وسفیان الثوری ومختار بعض اصحاب الشافعی والمرجح عند النووی والازہری دوم
بنو ہاشم وبنو المطلب وہو مذہب الشافعی سوم بنو ہاشم فقط وہو مذہب امامنا الاعظم
مختار بعض المالکیۃ چہارم ازواج وبنات ودامادِ آنحضرت صلعم واولاد شان ونزد بعضے خادم پنجم اہلبیت
بالجملہ معنی اول مصداق آل حسبی است وبواقی مصداق آل نسبی ولنعم ما قیل چنانکہ زکوة وصدقہ مال بر
آل نبی حرام است صدقہ علم کہ عبارت از تقلید در علوم است بر آل حسبی او کہ علماے راسخین اولاد روحانی
اویند حرام ۔ باید دانست کہ اصحاب داخل اند در آل بمعنی اول ۔

هر دا گر لاف از لب وجد میزند بے مشرب است	زانکہ ابجد در حقیقت بہر طفل مکتب است

منشی احمد علی صاحب بگوش جان شنیدنیست مطبوعہ مصطفائی کانپور سنہ ۱۲۶۶ھ مین
لکھتے ہین کہ شرافت جوہریست معنوی کہ گروہے بفضل النبوة والولایۃ وقومی بشرف العقل والحکمۃ از شر وہر دو
وجہلہ کفره اغنیا از کلی یافتہ بطبقات عظام واشراف کرام نامزد شدند ورفتہ رفتہ باکتساب فضائل ومعاد

(۱) در جواب کسے کہ از آنحضرت پرسید من آلک یا رسول اللہ ۱۲ منہ

وتحصیل فضائل ومعاش وایجاد قواعد اخلاق وحکمت واحداث قوانین سلطنت وریاست وغیر ذالک من امور التجارۃ والزراعۃ روفقے تمام وتمیزے تمام حاصل کردند .... وآنانکہ بتکلف خود را در زمرہ سادات بنی فاطمہ معروف کردہ اند تا اینکہ درین روزہا اکثرے از اراذل تبفاخر در سادات بنی فاطمہ داخل شدہ اند واز حال خود خبرے ندارند؎

پدر و مادر از نسب عاری ۔۔۔ پسر افتادہ در نسب داری

وے پدر از اراذل قروی ۔۔۔ پسر امروز سید و علوی

مادرش لولی و پدر لالا ۔۔۔ وے زند دم ز حیدر و زہرا

سازد از آل مصطفیٰ خود را ۔۔۔ دارد از نسل مرتضیٰ خود را

موضح القرآن مین ہے کہ بعضے دولتمند غریبون کو اور بعضے خوبصورت بدصورت کو معقول آدمی پستہ قد کو یا بہت موٹے کو اور عیب دار کو جیسے کانا بوچا یا عیب دار سیاہ رنگ کو مزاح کرتے تھے اور کھجاتے تھے اور بعضے یہودی اور نصاریٰ جو مسلمان ہوئے تھے اُنکو یہودی اور نصرانی کہکر پکارتے تھے اُنکو آداب مجلس سکھانے کو یہ آیت[1] اُتری کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو چاہیئے کہ مسلمان ٹھٹھے اور مزاح طعنہ مین نکرین ایک قوم کو شاید کہ ہون جنپر ٹھٹھا اور عیب کرتے ہین اچھے اُنسے جو ٹھٹھا اور کھجانا کرتے ہین اور نہ چاہیئے کہ عورتین مزاح سے کھجاوین عورتون کو شاید کہ وہ عورتین جنکو چھیڑتے ہین اچھی ہووین چھیڑنیوالیون سے اور اپنون کا عیب نہ پکڑو جو مسلمان سب ایک تن من ہین اور کھجانے اور چڑھانے کے نامون سے مت پکارو آپسمین جو بُرا ہے نام لینا بُرائی سے جیسے کہ اے یہودی یا اے نصرانی کہکر پکارنا بعد مومن مسلمان ہونے کے ایسی باتون سے توبہ کرو اور جو کوئی توبہ نہ کریگا ایسی باتون سے پھر وہی قوم ستم کرنے والی ہے اپنے اوپر آپ جو خداے تعالیٰ اور رسول کے غصہ مین گرفتار ہون

اب اس مقام پر چند احادیث لکھے جاتے ہین **حدیث** ابن عمرو ابوھریرۃ ان الکریم بن الکریم بن الکریم بن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراھیم بخاری مین عبد اللہ بن عمرؓ سے

(۱) یہ آیت پارہ بست وششم سورہ حجرات مین ہے یاایھا الذین امنوا لایسخر قوم من قوم الخ جسکا ترجمہ لکھا گیا ہے ۱۲ عزیز نگرامی

روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو خود کریم ہو اُسکا باپ بھی کریم ہو دادا بھی کریم ہو پردادا بھی کریم ہو سو حضرت یوسف ہین
حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت اسحاق کے پوتے حضرت ابراہیم کے پروتے **ف** یعنی سوائے حضرت یوسف
کے یہ خاندانی بزرگی کہ جسکی چار پشت سے پیغمبر ہوتے آئے ہون کسی کو حاصل نہین **حدیث** البراء
بن عازب انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب اللھم انزل نصرك قالہ یوم حنین۔ بخاری
اور مسلم مین براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مین پیغمبر ہون اسمین کچھ جھوٹ نہین
مین عبدالمطلب کا بیٹا ہون الٰہی اپنی مدد اُتار۔ یہ حضرت نے جنگ حنین کے دن فرمایا **ف** کسی شخص نے
براء بن عازب اِس حدیث کے راوی سے پوچھا کہ تم اصحاب لوگ جنگ حنین مین کیا بھاگ گئے تھے تب
انھون نے کہا کہ واللہ حضرت نے تو ہرگز پیٹھ نہین پھیری البتہ لشکر کے اگلون کے قدم اُکھڑگئے تھے اور
حضرت سفید خچر پر سوار تھے پھر جب کافرون نے حضرت کو نرغہ کر لیا تب حضرت سواری سے نیچے اُترے
اور کافرون پر حملہ کرکے یہ حدیث فرمائی حضرت نے اِس کلام مین باپ دادا کے نام سے فخر نہین کیا
بلکہ اپنی نبوت کی حقیقت ثابت کی اِسواسطے کہ کافرون نے اہل کتاب سے سنا تھا کہ عبدالمطلب کی
اولاد مین ایک پیغمبر ہوگا جو ملک گیری کریگا **حدیث** ابوھریرۃ ان داؤد النبی صلوات اللہ
وسلامہ کان لا یاکل الا من عمل یدہ۔ بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے
فرمایا کہ داؤد پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نہین کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے کام سے **ف** روایت ہے
کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا معمول تھا کہ رات کو گشت کرتے تھے اور اپنا حال لوگون سے پوچھتے
پھرتے تھے اگر کوئی نامناسب بات معلوم ہوتی اُسکو بدل ڈالتے ایک رات ایک بڈھی عورت سے
پوچھا کہ داؤد کیسا آدمی ہے اُسنے کہا کہ ملک کے محصول سے کھاتا ہے آدمی تو خوب ہے اگر اپنے
ہاتھ کی محنت سے کھایا کرے پھر اُسوقت سے حضرت داؤد علیہ السلام نے محنت شروع کی خدا نے اُنکے
واسطے لوہے کو نرم کردیا تھا اپنے ہاتھ سے اُسکی زرہ بناتے اور بیچکر کھاتے **حدیث** المقدام بن
معدیکرب ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدہ وان نبی اللہ داؤد کان یاکل
من عمل یدہ۔ بخاری مین مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کسی نے کوئی کھانا

کبھی اپنے ہاتھ کے کسب سے بہتر نہین کھایا اور البتہ خدا کا پیغمبر داود اپنے ہاتھ کے کسب سے کھاتا تھا **ف**
بقدر قوت کے کسب کرنا فرض ہے اور ہاتھ کا کسب زیادہ تر حلال اور طیب ہے۔ حضرت داود رات کو
گشت کے واسطے نکلے حضرت جبرئیل آدمی کی صورت ہو کر سامنے ہوئے حضرت داود نے پوچھا کہ داؤد کیسا
آدمی ہے اُنھون نے کہا کہ خوب آدمی ہے لیکن اُسمین یہ خصلت اچھی نہین ہے کہ ملک کے محصول سے
کھاتا ہے اور بہتر آدمی وہ ہے جو ہاتھ کے کسب سے کھاوے حضرت داود نے جناب الٰہی مین عرض کی کہ
الٰہی مجکو کوئی پیشہ سکھلادے خداوند نے اُنکو زرہ بنانا تعلیم کیا پھر حضرت داود اُسی کے کسب سے
اپنا خرچ کرتے تھے **حدیث** ابو ھریرۃ ایھا الناس ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا وان اللہ
امر المومنین بما امر بہ المرسلین قال یا ایھا الرسل کلوا من طیبات واعملوا صالحا انی بما تعملون
علیم وقال یا ایھا الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث
اغبر یمد یدیہ الی السماء یا رب یا رب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وغذی بالحرام
فانی یستجاب لذلک۔ مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے لوگو البتہ خدا
پاک ہے نہین قبول کرتا ہے مگر عمل پاک کو اور مال پاک کو مقرر خدا نے حکم کیا ایماندارون کو جسکو حکم
کیا پیغمبرون کو فرمایا قرآن پاک مین اے پیغمبرو کھاؤ پاک مال اور حلال رزق اور نیک عمل کرو مین البتہ
تمھارے عمل کا جاننے والا ہون اور خدا نے قرآن مین فرمایا ہے اے ایماندارو کھاؤ حلال مال
اور پاک چیزون کو جو مین نے تمکو دین پھر حضرت نے ذکر کیا اُس مرد کا جسنے بڑا لمبا چوڑا سفر کیا بکھرے
بال خاک آلودہ پھیلاتا ہے اپنے دونون ہاتھ آسمان کی طرف اور یون کہتا ہے اے رب میرے اے
رب میرے اے رب میرے اور حالانکہ کھانا اُسکا حرام اور پینا اُسکا حرام بدن اُسکا پالا گیا حرام غذا
سے پھر کہان سے ایسے شخص کی دعا قبول ہو **ف** پاک مال وہ ہے جسمین کسی کا دعوی اور جھگڑا
نہو اور شرع مین درست ہو چوری کا مال اور غصب کا مال پاک نہین اسواسطے کہ مالک کا دعوی اُسمین
موجود ہے اور خرچی کا مال اور رشوت کا اور بیاج کا اگرچہ اُسمین بظاہر کوئی دعوی نہین لیکن
اس طرح مال لینا شرع مین درست نہین تو ناپاک ہوا معلوم ہوا کہ حرام مال سے خیرات کرنا بیفائدہ ہے

بات ہے کہ خدا اُسکو قبول نہین کرتا ہے اسواسطے کہ وہ پاک ہے ناپاک کو کس طرح قبول کرے اور حلال طلب کرنے مین پیغمبرون اور مسلمانون کو خدا کا ایک سا حکم ہے اسمین رد ہے اُن لوگون کا جو کہتے ہین کہ او صاحب ہم اور پیغمبر لوگ برابر نہین جو اُنکی طرح طلب حلال مین جانفشانی اور محنت کرین پھر حضرت نے فرمایا کہ ہر چند مضطر اور مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے لیکن جب اُسکا کھانا پینا اور گوشت پوست حرام مال کا ہوا تو دعا قبول ہونے کی کونسی صورت ہے خواہ سفر حج کا ہو خواہ جہاد کا اِس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ مسلمان کے حق مین ساری عبادتون سے حلال روزی تلاش کرنا مقدم ہے بدون اِسکے نہ عبادت مین کچھ مزہ ہے نہ دعا قبول ہونے کی کچھ امید ہے اور یہ جو بعضے ناواقف کہتے ہین کہ حلال مال دنیا مین کسکو ملتا ہے اُسکی تلاش بیفائدہ ہے سو غلط بات ہے اسواسطے کہ محنت ضروری کرنا کھیتی کرنا سوداگری شرع کے موافق کرنا نوکری کرنا بشرطیکہ اُسمین کوئی خلاف شرع کام نکرنا پڑے یا کوئی شخص خدا کی راہ مین بے خواہش اِسکو کچھ دیوے یہ سب درست ہے جو مال اِن طرحون سے حاصل ہو وہ حلال اور پاک ہے غرضکہ جس ایماندار کو قیامت مین خدا کو منھ دکھانے کا یقین ہے اُسکے نزدیک حلال روزی طلب کرنا مقدم ہے اور حرامخور خدا فراموش سے گفتگو نہین

حدیث ابوھریرۃ الناس تبع لقریش فی ھذا الشان مسلمھم تبع لمسلمھم وکافرھم تبع لکافرھم الناس معادن خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا تجدون من خیر الناس اشد الناس کراھیۃ لھذا الشان حتی یقع فیہ۔ بخاری اور مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ عرب کے لوگ اِس سرداری مین قریش کے تابعدار ہین مسلمان اُنکا قریش کے مسلمان کے تابع ہوتا ہے اور کافر اُنکا قریش کے کافر کا تابع ہے آدمیون کا حال کانون کا سا ہے۔ جو اُن لوگون مین کفر کی حالت مین افضل تھے وہی لوگ اسلام مین بھی افضل ہین جس وقت کہ دین مین ہوشیار ہو جاوین اور احکام شرعی کو خوب سمجھین آدمیون مین بہتر اُسکو پاؤگے جو بہت نفرت رکھتا ہوگا اِس اسلام سے یا اِس خلافت سے جب تک کہ اُسمین نہ آجاوے **ف** یعنی قریش مین ہمیشہ سرداری قائم رہی کفر مین بھی اور اسلام مین بھی پھر قریش کے افضل ہونے کا قاعدہ کلیہ فرمایا مثال دیکر جیسے

کا نین مختلف ہین کہ بعضی کان سونے کی اور بعضی لوہے کی ویسے ہی آدمی بھی مختلف ہین کہ بعضے خاندان
عمدہ ہین شجاعت ریاست غیرت ہمت اُنمین پیدائشی ہوتی ہے جیسے کہ قریش کا خاندان اور بعضے خاندان
ایسے نہین ہوتے جیسے اور عرب پھر فرمایا کہ جو کفر مین بہتر خاندان تھا وہی اسلام مین بھی بہتر ہے
بشرطیکہ علم و عمل کو حاصل کیا ہو اسواسطے کہ شرافت ذاتی اور دینداری ملکر نور علی نور ہو گئی معلوم
ہوا کہ شرافت ذاتی بدون دینداری کے خدا کے نزدیک کچھ حقیقت نہین اور یہ جو فرمایا کہ بہتر وہی ہے
جو نہایت نفرت رکھتا ہو اسکے دو مطلب ہین ایک یہ کہ جو حالت کفر مین اسلام سے بہت نفرت
رکھتا ہو اسلام کے بعد وہی افضل ہے جیسے عمر فاروق اور خالد اور عکرمہ رضی اللہ عنہم اسواسطے
کہ جو کفر مین بہت مضبوط ہوتا ہے وہ اسلام مین بھی خوب مضبوط ہوتا ہے مضبوط لوگ جدھر آتے ہین
خوب ہی آتے ہین دوسرا مطلب یہ کہ جو خلافت اور امامت سے قبل سردار ہونے کے نفرت رکھتا ہے
وہی افضل ہے اسواسطے کہ اُسکو سرداری کی طمع نہین اور جبکہ اُسکو سردار بنایا تو خوب جانفشانی کرتا ہے

حدیث ابوبکرۃ آرایت ان کان اسلم و غفار و مزینۃ و جھینۃ خیرًا من بنی تمیم و بنی عامر و اسد
و غطفان اخابوا و خسروا قال نعم قال فوالذی نفسی بیدہ انھم لاخیر منھم قالہ للاقرع بن حابس حین قال انما
بایعک سراق الحجیج من اسلم و غفار و مزینۃ و جھینۃ۔ بخاری اور مسلم مین ابوبکرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا بھلا
بتلاؤ تو اگر قوم اسلم و قوم غفار و قوم مزینہ اور قوم جہینہ بہتر ہون بنی تمیم کی قوم سے اور بنی عامر اور اسد اور غطفان کی قوم
سے تو کیا اُنکو نقصان و ٹوٹا پڑے اقرع نے کہا کہ ہان حضرت نے فرمایا تو قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے
قابو مین میری جان ہے کہ وے یعنی قوم اسلم وغیرہ بہتر ہین اُن قومون سے یعنی بنی تمیم
وغیرہ سے ۔ یہ حضرت نے اقرع بن حابس سے فرمایا جبکہ اُسنے حضرت سے یون کہا تھا کہ تجھسے
تو حاجیون کے چوٹٹون نے بیعت کی ہے یعنی اسلم و غفار و مزینہ و جہینہ **ف** اسلم و غفار و مزینہ اور جہینہ
کی قوم مکہ کی راہ مین رہتی تھی عرب مین کم ذات تھی اور کفر کی حالت مین حاجیون کو لوٹ لیتی تھی اور بنی تمیم اور
بنی عامر اور اسد اور غطفان کی قوم عمدہ لوگ تھے سو اول اسلم وغیرہ مسلمان ہوئے تو اقرع بن حابس
کہ بنی تمیم کا سردار تھا مسلمان ہونے کے وقت حضرت پر اپنے مسلمان ہونے کا احسان جتانے لگا اور قوم

اسلم کی حقارت شروع کی تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی یعنی خدا کے نزدیک وہی بہتر ہے جو دین پر چلے اگرچہ ذات کا کمینہ ہو سرداری اور شرافت ذاتی بدون دینداری کے کچھ حقیقت نہین **حدیث** ابوھریرۃ اثنتان فی الناس ھما بھم کفر الطعن فی النسب والنیاحۃ علی المیت ۔ مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ دو خوئین لوگون مین ایسی ہین جو اُنکے حق مین کفر ہے ایک تو نسب مین عیب لگانا دوسرے مردہ پر نوحہ کرنا **ف** یعنی یہ کفر رسمین ہین اور اگر اُنکو حلال جانکر کرے تو صاف کفر ہے **حدیث** ابومالک ن الاشعری اربع فی امتی من امر الجاھلیۃ لا یترکونھن الفخر بالاحساب والطعن بالانساب والاستسقاء بالنجوم والنیاحۃ ۔ مسلم مین ابو مالک رض سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ چار خصلتین میری امت مین زمانہ کفر کی رسمین ہین جنکو نچھوڑینگے ایک تو بڑائی ماننا اپنے خاندانون پر دوسرے عیب لگانا لوگون کے نسب مین تیسرے مینھ کو چاہنا ستارون سے یعنی نکھت کی تاثیر سے مینھ کو سمجھنا چوتھے نوحہ کرنا **ف** فی الحقیقت یہ کفر کی رسمین اس اُمت مین جاری ہین تمام عوام اعتقاد نجوم اور نوحہ گری مین گرفتار ہین اور خاندان پر فخر کرنا اور غیرون کے نسب مین طعنہ کرنا اکثر خواص مین بھی موجود ہے الدینا ہ مین رکھے **حدیث** ابوھریرۃ من ابطا بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ ۔ مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جسکے ساتھ اُسکے عمل نے دیر لگائی اُسکے ساتھ اُسکا نسب شتابی کچھ نکر سکیگا **ف** یعنی بدون نیک عمل کے ذات کچھ کام نہ آویگی ؎ بندگی باید پیمبر زادگی منظور نیست × **حدیث** سعد بن ابی وقاص من ادعی الی غیر ابیہ وھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام ۔ بخاری اور مسلم مین سعد بن وقاص رض سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو اپنے باپ کو چھوڑکر اور سے ناتا رشتہ لگاوے اور وہ جانتا بھی ہو کہ وہ اُسکا باپ نہین ہے تو اُسپر بہشت حرام ہے **ف** یعنی جو جان بوجھکر اپنا باپ چھوڑ دوسرے کو باپ بتلاوے تو وہ شخص بہشت سے بے نصیب ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بعض لوگ آپکو سید بتلاتے مین بہت برا کرتے ہین کہ بہشت چھوڑ دوزخ کی تیاری کرتے ہین **حدیث** ابوذر لیس من رجل ن ادعی لغیر ابیہ وھو یعلمہ الا کفر ومن ادعی مالیس لہ فلیس منا ولیتبوأ

مقعدہ من النار ومن دعا رجلاً بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الاحار علیہ کذا قال مسلم و قال البخاری لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک ۔ بخاری اور مسلم مین ابو ذر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی ایسا مرد نہین کہ جو اپنا باپ چھوڑ کر غیر کو باپ بناوے جان بوجھکر مگر کہ وہ کافر ہوگیا اگر اسکو حلال جانے اور نہین تو اُسنے کفران نعمت کیا اور جو شخص دعوی ملکیت کا کرے جو اُسکا نہین وہ ہماری راہ پر نہین اور چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ کو ٹھہراوے اور جو پکارے کسی مرد کو کافر کہکے یا اُسکو خدا کا دشمن کہے اور حالانکہ وہ ایسا شخص نہین ہے تو کہنے والے پر پلٹ پڑیگا مسلم نے اسی طرح روایت کی اور بخاری نے یون روایت کی ہے کہ نہ عیب لگا ویگا ایک مرد دوسرے مرد کو گناہ کا یا کفر مگر کہنے والے پر پلٹ پڑیگا اگر وہ شخص گنہگار یا کافر نہوگا **ف** معلوم ہوا کہ اپنا نسب چھپاکر دوسرا نسب ظاہر کرنا اور بیگانی چیز کو اپنی کہنا اور مسلمان کو کافر یا نیک کو فاسق کہنا ایسا گناہ کبیرہ ہے جسمین کفر کا خوف ہے اور اگر کوئی صریح کفر کی بات دیکھکر کسی کو کافر کہے تو درست ہے لیکن پھر بھی احتیاط ضرور ہے کہ مبادا اپنے اوپر نہ اُلٹ پڑے **حدیث** عائشۃ یا فاطمۃ بنت محمد یا صفیۃ بنت عبد المطلب یا بنی عبد المطلب لا املک لکم من اللہ شیئاً سلونی من مالی ما شئتم ۔ مسلم مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ محمد کی بیٹی اے صفیہ عبد المطلب کی بیٹی اے عبد المطلب کی اولاد مین مالک نہین تمہاری بہتری کا خدا سے کسی چیز کا میرے مال سے مانگ لو جو تمہارا جی چاہے **ف** جب یہ آیت اُتری کہ اے پیغمبر اپنے برادری والون کو عذاب آلہی سے ڈراوے تب حضرت نے اپنی بیٹی اور پھوپھی اور دادا کی اولاد سے یہ حدیث فرمائی یعنی دنیا مین اپنے مال دینے مین مجکو اختیار ہے آخرت کا مین مالک و مختار نہین بدون ایمان اور عمل نیک کے میری قرابت پر نہ بھولیو **حدیث** ابوھریرۃ قریش والانصار وجھینۃ ومزینۃ واسلم واشجع وغفار موالی لیس لھم مولی دون اللہ ورسولہ بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ قریش اور انصار اور جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار میرے دوست اور مددگار ہین اُنکا کوئی مددگار نہین سوائے خدا اور رسول کے

ف یہ قوم حضرت کا ایمان لائی اور حضرت پر جان نثار رہی اسواسطے حضرت نے انکی فضیلت بیان کی
انوار الایمان مین تفسیر فتح العزیز سے نقل کیا گیا ہے کہ پیشہ حلال اور بابرکت یہ ہین معماری
نقشت پزی۔ چونہ پزی۔ خیاطی۔ پارچہ بافی۔ حلوائی۔ عطر فروشی۔ آرد سائی۔ روغنگری۔ زرگری
آہنگری۔ کارچوبی۔ تجارت۔ کشتکاری۔ رنگریزی وغیرہ اور تعویذ کی اُجرت لینا جائز پیشہ ہے اور
امامت اور اذان وخدمت مسجد اور تلاوت قرآن کی اُجرت شکم پروری کے لیے مکروہ پیشہ ہے اور
قصابی۔ شتاخ کشی۔ خاک روبی۔ غلہ فروشی۔ غسالی۔ مُردہ شوئی۔ خنیاگری۔ دکاکتہ۔ دلالی۔ ناقص پیشے ہین
مولٰنا شاہ اہل اللہ دہلوی بذیل نصائح لکھتے ہین می باید کہ در جمیع اوضاع واطوار بفرقہ شرفا
وصلحا در خور باشند واز صحبت واوضاع اجلاف گریزان باشند۔

مولوی محمد قدرت حلیم صاحب لکھتے ہین کہ حضور شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین عرض کیا گیا
کہ کون ہین وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہم لوگ حکم کئے گئے ہین اُنکے ساتھ محبت کرنے کو اور اُنکے
ساتھ نیکی کرنے کو پس آپنے فرمایا اہل الصفا والوفا من اٰمن بی واخلص یعنی وہ لوگ ہین جو دل
کے صاف ہین اور وعدہ کے وفا کرنے والے جو مجھپر ایمان لائے اور خلوص کیا پھر عرض کیا گیا کیا
نشانیان اُنکی پس آپنے فرمایا ایثار محبتی علی کل محبوب واشتغال الباطن بذکری بعد ذکر اللہ یعنی
نشانیان اُنکی اختیار کرنا میری محبت کو اوپر ہر محبوب کے اور دل لگائے رہنا ساتھ میرے ذکر کے بعد
ذکر اللہ تعالی کے دوسری روایت مین یون ہے علامتھم ادمان ذکری والاکثار من الصلوٰۃ علی
یعنی علامت اُنکی ہمیشہ کرنا ذکر میرا اور کثرت کرنا درود سے مجھپر۔

وہ شعرا جنکو نہ دین سے غرض ہے اور نہ خدا کا خوف ہے وہ خیالی معشوق کی چاہ مین برسون
دشت جنون کی ایسی خاک اڑادیتے ہین کہ قیس وفرہاد کو گرد کردیتے ہین۔ جب رشک کا تلاطم ہوتا ہے
توساری خدائی کو اپنا رقیب سمجھتے ہین۔ زاہدون پر پھبتیان کہتے اور واعظون کا خاکہ اڑاتے ہین۔
خدا سے شوخیان کرتے ہین اور نبیون سے گستاخیان۔ اعجاز مسیحی کو کھیل جانتے ہین اور حسن یوسفی کو تماشا
جسکے مداح بنتے ہین اسے ایسا بانس پر چڑھاتے ہین کہ ممدوح کو خود اپنی تعریف مین کچھ مزہ نہین آتا ہے۔

ملا سعد اللہ مسیحا[1] پانی پتی مصنف مثنوی رام و سیتا فرماتے ہین ؎ دل از عشق محمد ریش دارم ۔ رقابت باخدا اے خویش دارم ۔ اِس شعر کا مضمون خلاف شرع شریف کے ہے چنانچہ سید نور الحسن صاحب ابن سید صدیق حسن خان صاحب مرحوم لکھتے ہین مضمون این شعر خلاف شرع شریف است بلکہ قریب بکفر حق تعالی شعرا را توفیق احتراز ازیں چنین سخن تراشی بخشد ۔

اگر کہا جاوے کہ یہ شعر حالت ذوق و مستی مین کہا ہے تب بھی قابل سند نہین ہے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لاتطرونی کما اطرت النصاری المسیح ابن مریم یعنی نہ بڑھکر تعریف کرو تم میری جیسا نصاری نے مسیح ابن مریم کی بڑھ کر تعریف کی اور خدا بنادیا ۔

کلام مجید سے ظاہر ہے کہ بہت بڑا شریف وہ ہے جو بہت بڑا متقی ہو تب کو شرافت مین مطلقاً کوئی دخل نہین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تفاخر بالانساب حرام ہے نسب پر فخر کرنے والے دوزخ کے کوئلے اور اللہ کے نزدیک گوہ کے کیڑے سے زیادہ ترذلیل ہین اور علی ہذا القیاس بزرگان دین نے مضامین ارقام فرمائے ہین پس شیخ جمال الدین عرفی شیرازی کے مندرجہ ذیل قول کی کچھ سند و اصل نہین ہے بلکہ محض شاعرانہ تعلی ہے ۔

اقبال کرم می گزد ارباب ہمم را	ہمت نخورد نیشتر لا و نعم را
اما نبود وصف اضافی ہنر ذات	این مثنوی ہمت بود ارباب ہمم را
این برق نجابت کہ جہد از گہر من	مدح است ولے گوہر ذات اب و ام را
وصف گل و ریحان بہوا باز نگردد	ہر چند ہوا عطر دہد وقت شمم را
المنۃ للہ کہ نیازم بہ نسب نیست	اینک بشہادت طلبم لوح و قلم را

سید نور الحسن صاحب لکھتے ہین کہ شیخ محب علی محب بلگرامی مؤلف جریدۂ مفیدہ درین کتاب مقاصد ارجمند آوردہ و رباعیات دلپسند ایراد کردہ صاحب صدق و صفا و والی دار الامارۂ ذکاوت

(۱) مثنوی مسیحا کی ذکاوت اور بلاغت و فصاحت کی تصدیق کرتی ہے مسیحا مرحوم سیتا کی تعریف مین لکھتے ہین ؎ تنش را پیراہن عریان ندیدہ ٭ چو جان اندر تن و تن جان ندیدہ ۱۲ عزیز نگرامی

این رباعیات از کتاب اوست رباعی

از نسب نیست نسبت مردم	هر کسے را بنفس خود شرف است
شرف در بجوہر خویش است	نہ ز پاکی گوہر صدف است

بعدہ گفتہ بعضے از اولیاے کمل چون آبو حامد اسود زنگی و آبو الخیر حبشی و کرخی پدر شیخ معروف دنوبی پدر ذوالنون مصری و آبو نصر سراج و آبو الحسن نساج و عبد الملک اسکاف و آبو محمد خفاف و آبو عبید اللہ جلاد و آبو حفص حداد و آبو العباس قصاب و حمدون قصار و آبو علی دقاق و آبو جعفر سماک باوجود عدم شرافت نسب بمرتبہ عالیہ ولایت فائز گشتند رباعی

خواہی کہ شوی خلاصۂ نوع بشر	باید کہ فراموش کنی نام پدر
در فضل و ہنر کوش بمیدان ادب	از اہل کمال معرفت گوے ببر

ولہ

انسان کہ بصورت ہمہ چون یکدگر اند	باید کہ بعین عبر در ہمہ نگرند
نام پدر و مادر صوری بنیرند	کین قوم بیک مادر و از یک پدر اند

ولہ

اے طبع کجت سرشتہ با کبر و منی	دانستہ تمام خلق را دون دنی
ہر جا کہ رسی لاف اصالت چہ زنی	چون اصل تو از گل است یا آب منی

ولہ

اے طبع تو خو کردہ باآئین خلاف	تا چند زنی از نسب عالی لاف
در نفس تو گر فضیلتے ہست بگو	باقی ہمہ از قبیل حشو است گزاف

ولہ

اے کردہ سلوک در بیابان طلب	زنہار مکن مفاخرت بہر نسب
چیزے کہ بآن فخر توانی کردن	عقل است حیا و عفت و علم و ادب

ہندوستان کا شمالی و مغربی حصہ جو کشمیر کے نام سے موسوم ہے اور جسے لوگ کشمیر جنت نظیر کہتے ہین وہ بھی نامی گرامی اہل حرفہ اشخاص سے خالی نہین رہا ہے بڑے بڑے افضل و اکمل اُس خطہ مین بھی ہوئے ہین مثلاً ملا حسین خباز کشمیری۔ ملا باقر صباغ کشمیری۔ خواجہ محمد بزاز کشمیری۔ ملا عبدالرشید زرگر کشمیری۔ شیخ فیض اللہ زرگر کشمیری۔ شیخ عبداللطیف تنباکو فروش کشمیری وغیرہم۔

نامی گرامی شعرا جنکا کلام لغوی سند ابیش کرتے ہین اور جنکے حالات سے مورخین صفحات تاریخ کو مزین و مزیب کرنا اپنا فخر سمجھتے ہین اُنمین سے اکثر اہل حرفہ ہی ہین مثلاً **امتیاز** زعفرانی اصفہانی۔ **بساطی** بوریا باف سمرقندی۔ ملا صادق **حلوائی** سمرقندی۔ حکیم افضل الدین **خاقانی**(۱) بجار شروانی المتوفی سنہ ۵۸۲ھ۔ محمد درویش **دہکی** جامہ باف قزوینی۔ محمد رضا **رضا** جامہ باف اصفہانی۔ **روغنی** روغنگر استرآبادی۔ **سعیدا** حکاک گیلانی۔ **سعیدا**(۲) نقشبند یزدی الاصفہانی۔ **شریف** خداد تبریزی المتوفی سنہ ۹۵۶ھ۔ محمد علی **شکیب** سکاک شیرازی المتوفی سنہ ۱۱۲۵ھ۔ محمد کاظم **ظاہر** زرگر اردبیلی۔ **ظہیر** خباز۔ **عمر خیام** نیشاپوری شاگرد امام غزالی المتوفی سنہ ۵۱۶ھ۔ **عصری** زرگر تبریزی الاصفہانی المتوفی سنہ ۹۹۹ھ۔ **غیاثا** حلوائی شیرازی۔ **فردوسی** طوسی المتوفی سنہ ۴۱۱ھ۔ **فروعی** عطار قزوینی۔ سید محمد **فکری**(۳) جامہ باف مشہدی المتوفی سنہ ۹۷۳ھ۔ **قتال** علاف مشہدی۔ **کاکائی** بقال قزوینی المتوفی سنہ ۹۰۰ھ۔ **مجد الدین**(۴) ہمگر (جولاہہ و رفوگر) معاصر شیخ سعدی شیرازی۔ **مطیع** تاجر تبریزی۔ **نصیبی** حلوائی جیلانی التبریزی المتوفی سنہ ۹۴۴ھ۔ **نجیب** بزاز کاشانی۔ **ناقع** طباخ قمی۔ **ہجری** شمشیر گر قمی۔ ملا باقر **باقر** خردہ فروش کاشانی۔ **رشیدی** زرگر۔ شیخ فرید الدین **عطار** المتوفی سنہ ۶۱۰ھ۔ **غیاث** نقشبند۔ **مذاقی** کرباس فروش اصفہانی المتوفی سنہ ۹۸۶ھ

---

(۱) ابوالعلاء گنجوی دختر خود را بحبالۂ نکاح خاقانی دادہ بود ۱۲ عزیز نگرامی

(۲) مرزا صائب اُسے زبان ادب سے یاد کرتے ہین چنانچہ فرماتے ہین ؎ این خوش غزل زفیض سعیدائے نقشبند صائب زبحر دل بتامل رسیدہ است ۱۲ عزیز نگرامی

(۳) اپنے وطن مشہد مقدس سے ہندوستان مین چلا آیا تھا ۱۲ عزیز نگرامی

(۴) اتابک بادشاہ کے حضور سے بخطاب ملک الشعرا معزز و مشرف تھا ۱۲ عزیز نگرامی

منعم[1] حکاک شیرازی ۔ سید نجدی طباع یزدی ۔ نعیما خیاط قزوینی ۔ نوروز علی بیگ زرگر تبریزی ۔ ملا علی نقی قسمت معمار قمی ۔ صیقلی صیقل گر یزدی ۔ طالعی صحاف اکبر آبادی ۔ امیر بیگ قصاب ۔ سلطان محمد معمار ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

تنویر القلوب میں احوال انسان صفحات ۱۶ میں نہایت ہی شرح وبسط سے کیا گیا ہے بخوف طوالت نقل نہیں کیا جاسکتا ہے ایک مقام پر ہے کہ خلقت انسان از منی نجس ناپاک است کہ از خروج منی غسل وشستن واجب می گردد ۔ وغذائے نخستین انسان خون حیض ناپاک نسوان است اصل خلقت صوری انسان موجب شرافت شان نیست بلکہ بخلقت معنوی انسان از دیگران محترم ومحتشم اند وانسانیکہ بواسطہ ہمان شرافت داخل رجال اللہ میشوند واز ملائک ومخلوقات شتی معزز وفائق اند ولما فی روح البیان فان شرف الانسان وکرامتہ بالمعرفۃ والطاعۃ والا فہو وسائر الحیوانات سواء ولما فی تاویلات النجمیۃ من کمالیۃ الانسان انہ اذا بلغ مبلغ الرجال البالغین من الانبیاء والاولیاء الخ ؎ مظہر کیست کلی وجامع × سر ذات وصفات از ولامع × ۔

مولوی محمد افہام اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ شرافت علمیہ وہ شرافت ہے جسپر خداوند عالم خود فخر کرتا ہے اور یہ بات اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیٍٔ عِلْمًا وغیرہ من الآیات سے واضح ہے ۔ شرف آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر اسی علم سے ظاہر فرمایا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا الآیہ قرآن پاک میں اکثر انبیاء علیہم السلام کے حال میں یہی بزرگی مذکور ہے ہمارے رسول سید المرسلین پر عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ کا احسان جتایا ۔ یہ وہ فضیلت ہے کہ صفت مخلوق صفت خالق سے بقولے شرکت فی الاسم اور بقولے شرکت فی المشابہت رکھتی ہے فرق مشخصات کمالیہ قدم وتعینات ناقصہ حدوث کا ہے ۔

آنریبل حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب لکھتے ہیں کہ سنہ ۸ ھ فتح مکہ کے بعد خطبہ میں بھی مخصوصًا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بعد قتل ولاء ۔ افتخار بالانساب والاجداد سے منع فرمایا ۔

تکیہ برجائے بزرگان نتوان زد بگزاف	مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی

(۱) منعم حکاک شیرازی فرماتے ہیں ؎ آنرا کہ زور بازوے کسب ہنر بود ۔ بر دست پر آبلہ صدف پر گہر بود ۱۲ عزیز نگرامی

تفسیر حسینی میں ہے کہ روز فتح مکہ جمعے از طلقا بوقتیکہ بلال رضہ بر بام بیت الحرام زادہا اللہ تعالیٰ تعظیماً وشرفاً باذان مشغول بود در غیبت وے افتادند ویکے از سخنان الشان آن بود کہ آیا محمد ﷺ کسی دیگر نیافتہ کہ بانگ گوید بجز ابن کلاغ سیاہ و در نسب او قدح کردند آیت آمد یَا اَیُّھَا النَّاسُ اے مردمان اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ بدرستیکہ آفریدہ ایم ماشمارا مِنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی از مردے وزنے کہ از آدم و حوا اند چون ہمہ از یک پدر و مادر باشد پس بہ نسبتی فخر کردن و در نسبے طعنہ زدن ہیچ وجہے ندارد ؎

الناس من جھۃ التمثال اکفاء		ابوھم آدم والام حواء	

ولعم من قال ؎

نیست آدمیانے کہ تفاخر ورزند		از رہ دانش و انصاف چہ دور افتادند	
نرسد فخر کسے را ز نسب بر دگرے		چونکہ در اصل ز یک آدم و حوا زادند	

وانکہ بہ قبائل و عشائر می نازد باید کہ بداند شعوب و بطون برائے تعارف است نہ برائے تفاخر چنانچہ می فرماید وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وگردانیدیم شمارا شعبہا یعنی جماعتہائے عظیم منسوب باصل واحد وَّقَبَآئِلَ وقبیلہائے منتسب بشعوب لِتَعَارَفُوْا تا بشناسید یکدیگر را و ممتاز گردید بعضے از بعضے یعنی دو کس کہ بنام متحد باشند بقبیلہ متمیز شوید چنانچہ زید قریشی و زید تمیمی و نباید دانست کہ شعوب مشتمل بر قبائل است چنانچہ مثلاً خزیمہ شعبے است مشتمل بر چند قبیلہ کہ یکے از انہا کنانہ است و قبیلہ بر عمائر اشتمال دارد چنانچہ قریش عمائر است از کنانہ و بعد از عمائر بطون است چون لوی کہ بطنے است از قریش و پس از افخاذ است چون ہاشم کہ فخذے است از لوی پس عشائر است چون عباس از ہاشم و بعد از ان فصیل باشد و آن اہلبیت است چون بنی العباس و گفتہ اند کہ شعوب از قحطان باشد و قبائل از عدنان و قولے آنست کہ شعب از عجم است و قبیلہ از عرب و بر تقدیر اِنَّ اَکْرَمَکُمْ بدرستیکہ بزرگترین شما عِنْدَ اللّٰہِ نزدیک خدائے اَتْقٰکُمْ پرہیزگار ترین شما است چہ بتقوی نفوس را مرتبہ کمال حاصل گردد و ہر کہ در تقوی بیشتر قدم او در مرتبہ فضل بیشتر ؎

الشرف بالعلم والادب لا بالاصل والنسب ؎

باادب باش تا بزرگ شوی		کہ بزرگی نتیجۂ ادب است	

إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ مادر ستیکہ خدا داناست باصل ونسب شما خبیر، آگاہ از علم و ادب ۔

شیخ ابو بکر واعظ سندھی لکھتے ہین جاننا چاہیے کہ حرفہ و پیشہ وصنعت سنت انبیا و سیر اولیا ہے چنانچہ ابو البشر آدم علیہ السلام کھیتی کرتے تھے زراعت پیشہ تھے حضرت شیث علیہ السلام کپڑا بنتے تھے جولاہہ گری کرتے تھے حضرت ادریس علیہ السلام کپڑا سیتے تھے درزی گری کرتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیل بناتے تھے حضرت نوح علیہ السلام نجاری کرتے تھے بڑھئی گری کرتے تھے حضرت زکریا علیہ السلام دروذگری کرتے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کلاہ گر تھے ٹوپیان بناتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریان چراتے تھے چرواہہ گری کرتے تھے ہمارے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایام طفولیت مین ہمراہ اپنے برادر رضاعی کے بکریان چراتے تھے ایام شباب مین زراعت کرتے تھے سودا بازار سے خریدتے تھے تجارت کرتے تھے اور اپنا کرتہ سی لیتے تھے کلاہ بنالیتے تھے چنانچہ ایکبار عکاشہ نامے ایک صحابی ٹوپی کے لیئے کپڑا بازار سے لائے خیاطہ ملنے کی شکایت کرنے لگے آنحضرت نے کپڑا لیکر اُسنے ٹوپی اپنے دست مبارک سے سی کر اُنکو عنایت کی اور اُنھون نے تبرکاً اُسے اپنے سر پر رکھا اور بعد وفات کفن مین دی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عَلَيْكُم بِالْحِرْفَةِ فَاِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حِرْفَةٌ یعنی لازم کرو اپنے اوپر حرفہ اور پیشہ اور ہنر و کاریگری سیکھنے کو اسلیئے کہ ہر ایک نبی کے لیئے ایک ایک پیشہ تھا اور وہ اُسکے ذریعہ سے روزی حلال کی حاصل کرتے تھے اور فرمایا ہے اَلْحِرْفَةُ سُنَّةُ الْاَنْبِيَاءِ فَمَنْ تَرَكَ الْحِرْفَةَ فَقَدْ تَرَكَ سُنَّتَهُ یعنی پیشہ کرنا سنت انبیا کا ہے پس جسنے اُسکو ترک کیا اُسنے سنت انبیا کو ترک کر دیا۔ اور فرمایا کہ پیشہ ور مثل غازیون اور مجاہدون کے ہین۔ ایک مرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ خیاطی پیشہ کرتا ہون درزی ہون آپنے ارشاد کیا تیرا پیشہ عمدہ و بہتر ہے اگر تو چوری اور خیانت کپڑے مین نہین کرتا ہے تو تیرے لیے ہر ایک سوئی کے ٹانکے کے بدلے ثواب ہے ایک تیر لگانے کا راہ خدا مین دشمن خدا کو۔ اور اگر بوقت سلائی کے زبان سے مصروف یاد الٰہی مین بھی رہے تو تیرے لیے عبادت یکسالہ کا اجر بعوض ہر ایک ٹانکے سوئی کے ہے۔ ایک اور شخص حاضر ہوا اور التماس کیا کہ یا رسول اللہ میرا پیشہ

پارچہ بافی ہے مین جولاہہ گری کرتا ہون فرمایا اگر راستبازی سے کرتا ہے تو ہر تار و پود کے بدلے تجکو ثواب مجاہد فی سبیل اللہ ہے اور اگر یاد اور ذکر خدا مین بھی مصروف رہتا ہے تو تیرا رتبہ شیث علیہ السلام کا سا ہے۔ اسی طرح ایک شخص نے عرض کیا کہ میرا پیشہ بزازی ہے فرمایا کہ اگر اسمین دروغ وکذب و فریب نہین ہے ثواب حضرت صالح علیہ السلام کا تجکو حاصل ہے۔ دوسرے نے آکر گذارش کی کہ میرا پیشہ زراعت ہے ارشاد کیا کہ اگر اسمین امانت ہے تو تیرے لیے جنت ہے۔ تیسرے نے عرض کیا کہ میرا پیشہ تجارت ہے فرمایا اگر مال کی زکوۃ دیتا ہے اوقات نماز کو نگاہ رکھتا ہے سفر و حضر مین ثواب حج وعمرہ کا پاتا ہے۔

سید ابن حسن خان صاحب بلگرامی لکھتے ہین **شرافت نسبی** یہ چیز حیوانات مین بہت موثر ہے خصوصًا گھوڑے مین یا کبوتر مین یا مرغ مین یا کتے مین لیکن آدمی مین زیادہ موثر نہین ہے اور اگر ہے تو قریب مین کچھ موثر ہے زیادہ پشتون کے فاصلہ پر کچھ موثر نہین ہوسکتی جیسے رستم دستان کی نسل مین بعضے آتش پرست دیکھے جاتے ہین کہ ضعیف و ناتوان ہین اور رخش کی نسل کہ البتہ اپنی صالت پر ہوسکتی ہے اور سبب اختلاف تاثیر کا انسان و حیوان مین یہ ہے کہ نفوس حیوانی معطل ہوتے ہین اور قوت مصورہ ہر فرد کی متحد چنانچہ ہم دیکھتے ہین کہ ہرے کبوتر کا بچہ ہمیشہ ہرا ہوتا ہے بخلاف حضرت انسان کے انکی قوت متخیلہ کارفرما سے اختلاف ہے حاصل یہ کہ جب تطابق کا اعتماد نہوا اور باوجود فاصلہ چند پشت کے امید تطابق بھی نرہی تو پھر شیخی محض کم کمری ہے اور غرور انتساب کا بے اصل ہے۔

برکت اللہ خان صاحب آروی لکھتے ہین **غرور نسب** این غرور یست کہ در دل مردمان باشد۔ چون آتش در سنگ و بر بلا افتد وقت خصومت و جنگ اے عزیزا گر نسب بکار دنیا و آخرت تو می آید ہر غرورے کہ بران می توانی بکن و گرنہ آنرا ایش کش و نام بزرگان خود را بر زبان خلق میفگن۔

سید عسکری صاحب طبیب لکھنوی لکھتے ہین **نسب** ہر آدمی کا حضرت آدم و حوا سے ملتا ہے پھر اسمین غرور کیسا **نقل** جناب رسالت مآب صلوات اللہ علیہ و آلہ نے جب مکہ فتح کیا بلال رض کو حکم دیا کہ بام کعبہ پر چڑھ کر اذان دے اسوقت ہشام نام ایک قریش کے رئیس نے برا مانا کہ ایسا کام

ایسے عمدہ مقام پر ایک غلام کو نہین لائق تھا اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی یٰآاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ الآیہ **نقل** زہر الریاض مین وارد ہے کہ ایک سال مکہ مین امساک باران ہوا لوگ عرفات مین نماز استسقا کو گئے وہان ایک حبشی غلام نظر پڑا اسیہ فام لاغر اندام اُسنے بعد ادائے نماز سجدۂ تحیت مین بڑا خضوع کیا اور مناجات کی بار خدایا یہ بندہ سر سجدہ سے نہ اُٹھائیگا جب تک پانی نہ برسیگا اُسوقت دریائے رحمت جوش مین آیا ایک لکہ ابر کا پیدا ہوکر منبسط ہوا اور پانی برسنے لگا۔ غرض کہ جب حریت اور رقیت اس مقام مین غیر معتبر ہے پھر اور طرح کے اعتبارات کو کیا دخل ہے

ہے جسکا چال چلن نیک نامور ہے وہی	خبر ہے جسکو شرافت سے باخبر ہے وہی
یہ قول ہو نہین سکتا کبھی تمنّا جھوٹھہ	جو بد چلن ہے زمانہ مین بدگہر ہے وہی

مولوی **نذیر احمد** صاحب دہلوی نے کتاب بنات النعش مین ہنر وغیرہ پر بحث کرکے نصیحت کی بہت باتین نکالی ہین چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہین کہ جن لوگون سے ذاتین چلین وہ بڑی نمود کے لوگ تھے اور اپنے گروہ مین سردار تھے اگر فخر کرین تو وہ لوگ۔ اور یون تو ذات پر فخر برابر ہوتا آیا ہے کوئی زمانہ ایسا نہین گذرا کہ اُسمین لوگ شیخی خورے نرہے ہون جب لیاقت والے لوگ مر گئے جنکا نام تھا اُنکی اولاد مین کوئی نام نمود والا ہوا نہین اب یہ فخر کرین تو کس بات پر۔ بیچارے مُردون ہی کی ہڈیون کو پڑے چچوڑ رہے ہین۔

خواجہ سید **فخر الدین حسین** صاحب دہلوی لکھتے ہین کہ جو لوگ عالی خاندان ہین سمجھتے ہین کہ سب سے ہم افضل ہین اور لوگ ہمسے شرافت مین کم ہین اور بعضے سمجھدار اگرچہ اس غرور نسب کو ظاہر نہین کرتے لیکن اُنکا غرور بحالت خشم مین اکثر کھل جاتا ہے کہ مغضوب علیہ کی نسبت ایسے کلمات جو دلالت کرین اُسکی حقارت پر اور اُسکی تعلی پر زبان پر لاتے ہین مثلاً صاحب علو نسب اپنے مقابلہ والے سے کہتا ہے کہ تیری یہ مجال ہے کہ تو ہمسے ہمسری کرے شاید تو اپنے تئین بھول گیا وقس علی ہذا مگر کبھی یہ غرور موجب خفت عظیم کا ہوجاتا ہے۔

انوار التنزیل المعروف بہ **تفسیر بیضاوی** شریف جلد دوم مین ہے یٰآاَیُّھَا النَّاسُ

إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ من ادم وحوا اوخلقنا كل واحد منكم من اب وام فالكل سواء
في ذلك فلا وجه للتفاخر بالنسب ويجوز ان يكون تقريرا للاخوة المانعة عن الاغتياب وَجَعَلْنَاكُمْ
شُعُوبًا وَقَبَائِلَ الشعب الجمع العظيم المنتسبون الى اصل واحد وهو يجمع القبائل والقبيلة
تجمع العمائر والعمارة تجمع البطون والبطن تجمع الافخاذ والفخذ تجمع الفصائل فخزيمة شعب
وكنانة قبيلة وقريش عمارة وقصي بطن وهاشم فخذ وعباس فصيلة وقيل الشعوب بطون
العجم والقبائل بطون العرب لِتَعَارَفُوا ليعرف بعضكم بعضا لا للتفاخر بالاباء والقبائل
وقرئ لتعارفوا بالادغام ولتتعارفوا ولتعرفوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ فان التقوى
بها تكمل النفوس ويتفاضل الاشخاص فمن اراد شرفا فليلتمس منها كما قال عليه السلام
من سره ان يكون اكرم الناس فليتق الله وقال يا ايها الناس انما الناس رجلان مؤمن
تقي كريم على الله وفاجر شقي هين على الله إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بكم خَبِيرٌ ببواطنكم۔

چند مغروری تو بہ اصل و نسب	از تکبر دور باش اے بے ادب

متعلقات **ظفر جلیل** شرح حصن حصین میں ہے سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم
ای الناس اکرم قال اکرمهم عند الله اتقیهم قالوا لیس عن هذا نسألك قال فاکرم
الناس یوسف نبی الله ابن نبی الله ابن نبی الله ابن خلیل الله قالوا لیس عن هذا نسألك قال فعن معادن
العرب تسألونی قالوا نعم قال فخیارکم فی الجاهلیة خیارکم فی الاسلام اذا فقهوا یعنی پوچھے گئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کون لوگون مین بہت بزرگ ہے فرمایا بہت بزرگ اُنکا نزدیک اللہ کے
بہت پرہیزگار اُنکا ہے عرض کیا اصحاب نے نہین اس سے پوچھتے ہین آپ سے فرمایا بہت بزرگ لوگون
کا ہے یوسف نبی اللہ کہ بیٹا ہے نبی خدا کا۔ عرض کیا اُنھون نے نہین اس سے پوچھتے ہین ہم آپ سے
فرمایا پس قبائل عرب سے پوچھتے ہو مجھ سے عرض کیا اُنھون نے ہان فرمایا پس اچھے تمھارے کفر کی
حالت مین اچھے تمھارے ہین اسلام مین جب سمجھدار دین کے ہون **ف** یعنی جو کفر کی حالت مین
پسندیدہ اور بزرگ تھے یعنی شجاعت وسخاوت وغیرہا اچھی خصلتین رکھتے تھے وہی سب مسلمان ہوگئے

اور علم دین سیکھا اچھے ہوئے۔

مولوی سید غلام مولیٰ عطا صاحب فرماتے ہین سخت عیب ہے کہ خاص وعام پیشہ وحرفہ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین خصوصاً علماے ذیشان تو کوئی پیشہ کرنا پسند ہی نہین فرماتے بلکہ اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہین حالانکہ قرآن وحدیث وعادات سلف اسپر مبنی ہین کہ ہم جائز طور پر اپنی روزی اور وہ علوم وفنون بھی جو ذریعہ کسب معاش ہین حاصل کرین لیکن دینی مہمات اور امورات بھی اُسکے ذیل مین تقدیماً انصرام پاتے رہین ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار جناب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ترجمہ تمپر کوئی گناہ نہین ہے اسمین کہ سفر حج مین روزی و رزق تلاش کرو اپنے پروردگار سے حرفت وتجارت کے ذریعہ سے پس جب عرفات سے واپس آؤ تو یاد کرو خدا کو مزدلفہ مین اور فرمایا فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ ترجمہ جب ادا کر چکو نماز جمعہ تو زمین پر حرفت و تجارت کے لیے پھیل جاؤ اور اپنی روزی تلاش کرو اور کثرت کے ساتھ خداے پاک کو یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ

از ذکر خدا مباش یکدم غافل	کز ذکر بود خیر دو عالم حاصل

اور فرمایا رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ترجمہ مرد وہ ہین کہ انکو تجارت اور خرید وفروخت ذکر آلہی اور قیام نماز اور اداے زکوۃ سے مانع نہین ہے اور فرمایا وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ترجمہ اور دوسرے ایسے لوگ ہونگے کہ سفر کرینگے زمین مین اور تلاش کرینگے اپنی روزی حرفۃً وتجارۃً خدا سے اور فرمایا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ترجمہ اور ہمنے دن کو تمھارے لیے روزی پیدا کرنے کا وقت بنایا ہے کہ محنت مزدوری تجارت حرفہ وغیرہ کرکے راہ خدا مین ثابت قدم رہو نہ یہ کہ قرآن وحدیث کے ذریعہ سے کمائی کرو۔ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہو کر ایک جوان حیست وتوانا صبح ہی صبح روزی کی تلاش مین نکلا اصحابہ کہنے لگے کیا اچھا ہوتا اگر یہ جوان اپنی قوت و توانائی کو راہ خدا مین صرف کرتا یہ سنکر آپنے

فرمایا ایسا نہو کیونکہ اگر وہ اپنے لیے روزی مین سعی کرتا ہے کہ مانگنے سے بچے اور لوگون کا محتاج نہو تو وہ خدا کی راہ مین ہے اور اگر اپنے ضعیف والدین یا عیال کے لیے کوشش کرتا ہے کہ اُنکو مستغنی کرے تو وہ بھی خدا کی راہ ہے (رسالہ صدائے الم مرزا سلطان احمد صاحب قادیانی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ طلب کسب حلال بعد از فرائض اسلامی فرض ہے (رواہ البیہقی فی شعب الایمان اشعة اللمعات صفحہ ۱۱ جلد اول) حدیث رافع بن خدیج مین ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا کسب زیادہ تر پاک ہے فرمایا اپنے ہاتھ کی کمائی (یعنی حرفہ) اور تجارت شرعی (رواہ احمد ایضاً صفحہ ۱ جلد اول) مقدام بن معد یکرب شیر فروشی مثل گھوسیون کے کرتے تھے کسی کے اعتراض پر آپنے فرمایا کہ یہ جائز ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے جسمین درم و دینار کے مال حرام سے بچنے کے لیے سخت ضرورت پڑیگی (رواہ احمد ایضاً صفحہ ۱۱ و ۱۲ جلد اول) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ خدا پیشہ ور مسلمان کو دوست رکھتا ہے (صدائے الم) زید بن سلمہ زمین مین پودھا لگا رہے تھے حضرت عمر نے فرمایا ایسا ہی چاہیئے اے زید اگر تو لوگون سے بے غرض رہیگا تو تیرا دین محفوظ رہیگا اور تیری عزت اُنمین زیادہ ہوگی (ایضا) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین موت کے آنے کی جگہ اُس سے بہتر نہین سمجھتا کہ اپنے عیال کے لیے بازار مین لین دین کر رہا ہو (ایضاً) امام احمد حنبل رحمہ اللہ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اُس شخص کے حق مین کیا کہتے ہین جو اپنے گھر یا مسجد مین بیٹھ کر کہے کہ مین کچھ نہ کرونگا جب تک رزق آپ سے میرے پاس نہ آوے آپنے فرمایا کہ ایسا شخص علم دین سے جاہل ہے (ایضاً) بعض صحابی مثل ابو ہریرہ اور ابن مسعود وغیرہما کے پشتارہ ہیزم اور گیہون کی گٹھری اپنی پشت پر لاتے تھے۔ ابو ہریرہ امیر ایک شہر کے تھے جب انبارہ لکڑیون کا اپنے سر پر رکھ کر چلتے تو فرماتے طرق والامیر کم (آداب الصالحین) حضرت امام اعظم اور ابو بکر شافعی وغیرہ بزاز تھے ابن الجوزی نار وٹینہ گری سفیان ثوری سقائی اور اویس قرنی وغیرہ شبانی کرتے تھے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار سے غلہ خرید کر اپنے سر پر لاتے اگر کوئی مانگتا ہرگز نہ دیتے (آداب الصالحین) علمائے سلف مین طمع حرص حقد حسد خست بخل عیب گوئی وغیرہ ہرگز نہ تھی۔ ائمہ اربعہ

صاحب مسند بزار - ابی یعلی موصلی - صاحب صحیح اسمعیلی - ابن حبان - بیہقی - طبرانی - دیلمی - خطیب بغدادی[1]
ابو بکر شافعی - ابن الجزری - حمیدی - ابن قانع - ابوعثمان - صابونی - دینوری - ابو القاسم رازی -
دمیاطی - ابو داؤد - ترمذی - نسائی - ابن ماجہ - کرمانی - صاحب فتح الباری - عبداللہ بن مبارک[2] وغیرہ
کسب معاش سے غافل نہ تھے اور پھر تحصیل علوم کے لیئے بخارا - سمرقند - شام - بغداد - نیم خراسان
مصر - روم - عرب - اندلس - کوفہ - بصرہ - اہواز - حجاز - آفریقہ وغیرہ ملکون اور شہرون کا دور دراز
سفر اختیار کیا اور اپنی تمام زندگی کو اشاعت اسلام مین وقف کیا تھا - پیشہ اور تجارت سے جو ملتا اُسکو
اپنے خانگی اور دینی ضروریات مین صرف کرتے تھے - طمع دنیا سے خالی تھے - حدادی - حلاجی
صباغی - دباغی - پارچہ فروشی - بیوپار - شبانی - وغیرہ مین شہرۂ آفاق تھے اور انصرام
دینی مہمات مین طاق - عبدالرحمن بن القاسم اغنیا و امرا کے عطیات کو ہرگز قبول نہ کرتے تھے - عبداللہ بن مبارک
حب جاہ سے سخت نفرت رکھتے تھے چنانچہ عباد بن محمد نے جب اُنکو عہدۂ قضا کے لیے مجبور کیا تو فرار ہو گئے
اِن دونون بزرگون نے ہر سال کو تین حصون مین اپنی زندگی کے کامون کے لیے مجبور کیا تھا - ابراہیم نشیمی
نے بوقت فراغ تالیف سنن ایک ہزار درم فقرا کو تصدق اور ایک ہزار دینار دعوت محدثین و علما و

(۱) ابو بکر خطیب بغدادی نے شہر بغداد کی تاریخ دس جلدون مین لکھی ہے جسمین بادشاہون امرا فضلا اور تمام نامور علما کے
تفصیلی حالات - شہر کے تغیرات - اُسکی ترقیان اور اُسکے تنزل - وہان کی مشہور عمارتون محلون مسجدون غرضکہ تمام باتون کا تذکرہ ہے
اسی طرح حافظ ابو القاسم علی بن حسن عسکری نے شہر دمشق کی تاریخ اسی جلدون مین لکھی ہے مگر افسوس کہ شہر غزنی جہان کسی زمانہ میں
بارہ ہزار مدرسے تھے اور شہر دہلی جو مسلمان خاندان کے سلاطین کا دار السلطنت رہا ہے اُنکی کوئی تاریخ نہین ہان آنریبل
سر سید احمد خان نے صرف ایک منفرد کوشش کی اور اپنی کتاب آثار الصنادید مین دہلی کی کُل عمارتون کا حال لکھا ہے اُنکی
عبارت بتا رہی ہے کہ سید صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اُسے تحقیق و تفتیش سے کم تعلق ہے بلکہ ممدوح نے اپنے خیالات
کو عام مذاق کی سطح پر قائم کیا ہے اور عام لوگون کی بتائی باتون کو یکجا کر دیا ہے ۔ عزیز نگرامی -
(۲) مثلاً قدوری منسوب بہ بیع قدور کہ بالضم جمع قدر بالکسر است بمعنی دیگ سفالین ۔ لب الالباب اور شرف اللغات
مین ہے کہ قدوری منسوب طرف پیشہ کمہارون کے ۔ عزیز نگرامی -

طلبا مین صرف فرمائے۔ صاحب شرح السنۃ لذت دنیاے دنی سے ایسے متنفر تھے کہ شام کے وقت خشک روٹی کے ایک ٹکڑے پر قناعت کرتے تھے پھر لوگون کے اصرار پر وہی ایک ٹکڑا روغن زیت سے کھانے لگے۔ طبرانی نے تیس برس تک تحصیل علم حدیث مین خواب وآرام کو ترک کردیا تھا۔ اور بضرورت شدید بوریا کے ٹکڑے پر لیٹ رہتے تھے۔ ابن شقیق بلخی نے نہایت سردی اور برف باری کے موسم مین بعد از نماز عشا مسجد سے نکلتے ہوئے عبداللہ بن مبارک سے ایک حدیث کا ذکر کیا آپ وہین کھڑے ہو گئے اور جواب مین ارشاد کرتے کرتے صبح ہو گئی۔ ابن نجید نے جو کچھ مال ترکہ پدری سے پایا تھا سب راہ خدا مین صرف کیا اور دو ہزار درم ضروریات دینی مین خفیہ طور پر اپنے شیخ عثمان کے حوالہ کیا۔ خطیب بغدادی نے اپنا کتب خانہ اور کل مال واسباب حسبۃً للہ عطا فرمایا۔ بس کیا وجہ ہے کہ ہم اخذ مسائل مین تو ان حضرات مقدسین کی سند پیش کرین اور کسب معاش اور طرز زندگی مین انکی تقلید سے باہر ہون۔ کامل مسلمان بننے کے لیے معاش معاد کے ذریعہ سے ہر وقت کام لینا چاہیے۔ دینی مہمات کو معاش مین یاد رکھین اور دنیوی معاملات مین معاد کو بھول نجاوین۔

اخبار **کارنامہ** لکھنؤ مطبوعہ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۲ مین ہے جب ہم غور کرتے ہین کہ ہندوستان کے مسلمانون کی حالت زار کیون ہو گئی تو خیال مین آتا ہے کہ مسلمانون نے ملک عرب سے آکے ہندوستان مین بود وباش جو اختیار کی تو ہندوؤن کی خلا ملا سے اپنی قدیم روش کو ترک کرکے انکے مراسم کے مطیع ہو گئے یعنی مثل ہندوؤن کے پیشہ کو نظر حقارت سے دیکھنے اور اجتناب کرنے لگے۔ دوسرے انکی سلطنت ہندوستان مین قائم ہونے سے قوم شریف کے آدمی صاحب سیف وقلم ہے اور ہندوستان مین پیشہ ور آدمی حقیر وناچیز سمجھے جاتے تھے حالانکہ نوکری غلامی وتجارت ودکانداری بادشاہی ہے اور اکل حلال وہ ہے جو محنت ودستکاری وتجارت پیشہ سے ہاتھ آئے دیکھو انبیا علیہم السلام ورہنماے اسلام دستکاری وپیشہ سے ارزقہ بہم پہونچاتے تھے گاڑھی مشقت سے پیدا کرکے کھاتے کھلاتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام کپڑا سیتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام بزازی کرتے تھے حضرت زکریا علیہ السلام نجاری کرتے تھے اسی طرح حضرت خاتم الانبیا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تجارت کی ہے

اور ابو طالب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطر و غلہ فروخت کرتے تھے حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول و حضرت عثمان خلیفہ ثالث و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین بزازی کرتے تھے حضرت سعد بن ابی وقاص و حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما جو عشرہ مبشرہ سے ہین تیر بنا کے بیچتے تھے۔ حضرت عامر بن کریز و حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما گوشت کی دکان رکھتے تھے۔ حضرت عاص بن ہشام و ولید بن مغیرہ رضی اللہ عنہما لوہار کا کام کرتے تھے۔ عوام والد حضرت زبیرؓ درزی کا کام کرتے تھے۔ ابوسفیان بن عرب سالن پکا کے بیچتے تھے۔ عتبہ بن ابی وقاص کا پیشہ نجاری تھا۔ امیہ بن خلف پتھر کی ہانڈی فروخت کرتے تھے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ ریشمی کپڑا بنواتے اور فروخت کرتے تھے۔ اسی طرح اکثر قریش و انصار اشراف مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ ہر قسم کی دستکاری و پیشہ سے اوقات بسر فرماتے تھے۔ مگر ہندوستان کے مسلمان پیشہ کو عیب اسوجہ سے سمجھنے لگے کہ ہندوستان مین جو پیشہ کرتا تھا اسی نام سے پکارا جاتا تھا حالانکہ پیشہ ذات (جات) نہین ہوسکتا۔ اب کہ مسلمانون سے زمانہ مخالف ہوا ہے نوکری کا پیشہ معدوم ہوگیا ہے بس انکو چاہیے کہ اپنے اجداد کے طریقہ کی طرف رجوع کرین تاکہ اپنی قوت بازو سے اکل حلال پیدا کرسکین اور آفرینندۂ عالم سے برکت طلب کرین کہ تکلیف سے نجات پائین۔ فارغ البال ہو جائین۔ دیکھین جو قوم اُنپر حکمران ہے اُسکے خاندان کا طریقہ کیا ہے اور کیونکر ہر ایک روزی پیدا کرتا ہے بقول قائل ؎

ہر کہ نان از عمل خویش خورد	منت حاتم طائی نبرد

اُنکو چاہیے جو پیشہ اختیار کرین اُس پیشہ ورکی روش و طریقہ سے مجتنب رہین اخلاق محمدی و اطوار نیک و عادات حُسن و تحصیل علم و عمل کی پابندی کو واجب سمجھین اور اپنی شرافت قوم کا خیال رکھین۔

تاریخ ائمہ اطہار صفحہ ۰۰ مین ہے کہ داؤد طائی ایک روز حضرت امام ابوعبداللہ جعفر بن محمد صادق علیہما السلام کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ اے فرزند رسول اللہ کے نصیحت کروکہ میرا دل سیاہ ہوگیا ہے حضور نے فرمایا اے اباسلیمان تو اپنے زمانہ کا زاہد ہے تجھکو میرے پند کی کیا حاجت ہے پھر اُنھون نے عرض کیا اے رسول خدا کے فرزند اللہ تعالیٰ نے آپکو تمام خلق سے

افضل کیا ہے آپکو نصیحت کرنا واجب ہے امام علیہ السلام نے فرمایا اے ابا سلیمان مین اس سے ڈرتا ہون کہ قیامت مین میرے جد مجھ سے باز پرس کرین اور جھگڑا کرین کہ حق میری تابعداری کا کیون نہ ادا کیا یہ کام نسب کے صحیح ہونے سے قوی نہین ہے یہ کام معاملہ کے ساتھ شایستہ حضرت حق ہے اور معاملہ کے ساتھ خوب ہے حضرت حق مین یعنی آخرت کا کام اللہ کے ساتھ معاملہ درست کرنے سے درست ہوتا ہے نہ نسب صحیح ہونے سے۔ داؤد یہ سنکر بہت روئے اور کہا کہ اے اللہ وہ شخص کہ جسکی معجون طینت آب نبوت سے ہے اور ترکیب طبیعت اُسکی اصول برہان اور حجت سے ہے جد اُسکے رسول خدا اور مان اُنکی بتول زہرا اور باپ اُنکے علی مرتضی ہین اس حیرانی مین ہین داؤد کون ہے اور اُسکی کیا حقیقت ہے کہ اپنے معاملہ کے ساتھ مغرور رہو۔

علامہ ابی الحسن علی ابن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی الملقب بعز الدین المعروف با بن الاثیر الجزری صاحب **تاریخ الکامل** نے شرح کتاب نبوت مین جامع الاصول سے نقل کیا ہے کہ مجدد مذہب[(1)] امامیہ دوسری صدی کی ابتدا پر علی ابن موسی رضا علیہما الصلوٰۃ والسلام تھے اور امام کے ارشادات سے ہے لمحسننا کفلان من الثواب ولمسیئنا ضعفان من العذاب من کان منا ولم یطع اللہ عزوجل فلیس منا وانت اذا اطعت اللہ تعالی فانت منا اھلبیت وابن نوح علیہ السلام اخرجہ اللہ تعالی من اھلہ بمعصیتہ ولیس بین اللہ عزوجل وبین احد قرابۃ ولا ینال احد ولایۃ اللہ الا بطاعتہ سبحانہ ولقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبنی عبد المطلب ایتونی باعمالکم

(۱) صاحب تحفہ اثنا عشریہ گوید کہ ابن الاثیر الجزری صاحب جامع الاصول کہ حضرت امام علی بن موسی الرضا را مجدد مذہب امامیہ در قرن ثالث گفتہ است پس مرادش آنست کہ امامیہ مذہب مدون خود را با و میرسانند و دران وقت اخذ مذہب خود از ایشان دانستہ چنانچہ گویند کہ نافع وزہری در قرن تابعین وعبد اللہ بن عمر در قرن صحابہ بانی مذہب مالکیہ بودہ اند یا گویند کہ علقمہ در تابعین وعبد اللہ بن مسعود در صحابہ بانی مبانی مذہب حنفی بودہ اند و این ہم کہ ابن الاثیر نوشتہ بر زعم امامیہ ومعتقد ایشان نوشتہ چنانچہ مجددان ہر مذہب را بنابر اعتقاد و زعم اصحاب آن مذہب نوشتہ است کما لا یخفی علی الواقع چنین بود ۱۲ عسری بز نگرامی۔

لا باحسابکم وانسابکم یا اهلبیت وجب حقنا برسول الله صلی الله علیه وسلم فمن اخذ برسول الله حقا ولم یعط الناس من نفسه مثله فلاحق له وقال رجل والله انت خیر الناس فقال ما هذا لا تحلف خیر منی کان اتقی الله عزوجل واطوع له سبحانه والله ما نسخت هذه الآیة ان اکرمکم عند الله اتقکم وقال رجل ما علی وجه الارض اشرف منک اٰباء فقال التقوی اشرفهم **حاصل کلام** یہ ہے کہ خدا کی درگاہ میں حسب ونسب کام نہیں آتا ہے تقوی اور پرہیزگاری اور اطاعت اور جانبازی چاہیئے بزرگی اور شرف تقوی سے ہے اور فرمایا کہ شرف ہمارے آباو اجداد کا تقوی سے تھا اور جو کچھ پایا ہے تقوی اور اعمال سے اُنھوں نے پایا ہے فقط نسب کیا کام آتا ہے۔

مولانا محمد **مبین** لکھنوی نے ارشادات امام علیہ السلام لکھنے کے بعد یہ اشعار رقم فرمائے ہیں۔

یا نبی گفت ایزد متعال	کہ امانت رسان بلطف مقال
ان تحبوا الاله فاتبعون	نیست کار از متابعت بیرون
مائۂ قرب حق متابعت است	پیشروان را سبق متابعت است
ہر کہ در اتباع من شدہ گم	سر زد آخر ز جیب یحببکم
ہر کہ جان در متابعت درباخت	حکم یحببکم اللہش بنواخت
مصطفی کز مقام مجد وعلی	شد مکرم بنام محبوبی
ز آفرینش محب ومطلوب اوست	لم یزل لا یزال محبوب اوست
ہر کہ با او مشارکت خواہد	جان براہِ متابعت کاہد
خویشتن را بروکند مانند	تا شود ہمچو او سعادتمند
جذب حق پیش راہ او گیرد	وز سرش تا قدم فرو گیرد
گر نسب یافت آنچہ جدم یافت	از نسب کس بقرب حق نشتافت
گر نسب ساختے سرافرازش	بولہب نیز بودے دمسازش
من ہم این از نسب نیافتہ ام	بلکہ در پیروی شتافتہ ام

	بره الفتش فسر و شده ام هستیم در وجود او برسید		تا بجدے کہ جملہ او شدہ ام حق بجبہ بی خودم بہ گزید	

تاریخ **وسیلۃ النجات** صفحہ ۳۱۳ مین ربیع الابرار زمخشری سے نقل کرنے کے بعد جیسا کہ آیندہ معلوم ہو گا لکھا گیا ہے بس دخترے کہ حوالہ امام حسین رضؓ نمود شہربانو نام داشت وازان امام زین العابدین رضؓ متولد شد و فرید العصر و وحید الدہر گردید چون عرب کمال الیشان را مشاہدہ کردند در گرفتن سریہ رغبت نمودند و کراہتے کہ داشتند از دل مردمان محو شد۔(۱)

تاریخ **سعادت الکونین فی فضائل الحسنین** صفحہ ۱۷ مین ہے کہ زید بعد محمد باقر علیہ السلام افضل برادران است از جہت علم وفضل و ورع و شجاعت درمیان وے رضی اللہ عنہ وہشام بابت خلافت گفتگو آمد وہشام اورا ولد الجاریہ گفت وے گفت کہ اسمٰعیل بن ابراہیم کہ نبی خدا است از بطن کنیز بود وخدا اورا نبی گردانید پس باید کہ نبوت بہتر است یا خلافت و وے جد رسول خدا است

تاریخ **وسیلۃ النجات** صفحہ ۳۱۵/۳۱۶ مین تفسیر سورۂ یوسف غزالی سے امام سجاد زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شدت بکا بخوف وخشیت رب العزۃ کے بارہ مین نقل کیا گیا ہے کہ ابو سعید اصمعی(۲) روایت

(۱) فی الحقیقت جس کثرت سے لوگون کے دل سے کراہیت دور ہوئی اور لونڈیون کی جانب رغبت ہوئی اسکی تفصیل بتانے کے لیے ایک بہت بڑے دفتر کے علاوہ وقت بھی درکار ہے ہان صرف اسقدر کافی ہے کہ خلفاے امویہ مین سے دو ایک اور خلفاے عباسیہ مین سے ایک دو نہین بلکہ دو چار چھوڑ کر قریب قریب کل خلفا کی مائین ام ولد ہی ہین اور زید شہید و عمر۔ عبد اللہ وحسن وحسین اکبر۔ حسین اصغر و عبد الرحمن وسلیمان۔ محمد اصغر۔ علی اکبر۔ علی اصغر پسران حضرت امام علی زین العابدین علیہم السلام والصلوٰۃ کی مائین بھی ام ولد ہی ہین ۱۳ عسنر نگرامی۔

(۲) اصمعی کی روایت سے سیدنا امام سجاد علیہ السلام کا یہی واقعہ علامہ شیخ شہاب الدین احمد الابشہی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المستطرف فی کل فن مستظرف مین اور ملا محمد رفیع واعظ قزوینی نے کتاب ابواب الجنان مین لکھا ہے اور ہر ایک نے ترتیب وار اپنی اپنی کتاب کے صفحات ۱۲۰/۱۲۴ اور ۱۵۵/۱۶۲ مین شرح وبسط سے عمدہ دلائل اور لائق مباحث معقول ومنقول کے ساتھ عدم اعتبار شرافت نسب کی رد وقدح کی ہے۔ چنانچہ احمد الابشہی لکھتے ہین فمن شواہد المفاخرۃ قولہ تعالیٰ افمن کان مومنا

می کند کہ شبے از شبہا طواف می کردم و شب ماہ بود کہ ناگاہ آوازاندوہناکے شنیدم بجانب آن دویدم دیدم کہ جوان خوشرو و خوشخو کہ آثار خیر و صلاح بر جبین مبینش لائح و بر سرش دو گیسوے مشکبار بوے خوش ازان فائح بغایت بیقراری و نہایت گریہ و زاری دست بہ پردۂ کعبہ زدہ می گوید اے سید من اے مولاے من چشمہا بخواب رفتند و ستارہا پوشیدہ شدند و تو بادشاہ مالک و قائم ہستی و بستند درہاے خود را بادشاہان و نشاندند برآن ربانان و نگاہبانان را ملاقی شد ہر محب بہ محبوب خود در تو کشادہ است براے سائلان و محتاجان پس سوال میکنم از تو و افتادم بدر تو گنہگار فقیر محتاج مسکین نبہ کار ایستادہ است بدر تو آمدہ است امید وار رحمت تو یا رحیم برمن نظر لطف فرما یا کریم یا ارحم الراحمین....... ہمچنین مناجات می کرد تا بیہوشی بر آن حضرت غالب شد و بر روے افتاد پس نزدیک وے آمدم دیدم کہ امام زین العابدین است سر مبارکش در کنار گرفتم و بر احوال وے مرا بسیار گریہ آمد و قطرۂ از اشک بر روے مبارکش افتاد پس بہوش آمد و چشم را وا فرمود و گفت کیست کہ مرا باز داشت از یاد مولاے من۔ عرض کردم کہ اصمعی ام اے سید من اے مولاے من این چہ گریۂ و زاری و نالۂ و بیقراریست شما از اہلبیت نبوت و معدن رسالت ہستید و در حق شما حق تعالی آیۂ تطہیر فرستاد پس آنحضرت برخاست و گفت کہ اے اصمعی ہیہات ہیہات حق تعالی پیدا کرد جنت را براے مطیعان و عابدان اگرچہ غلام حبشی باشد و پیدا کرد دوزخ را براے گنہگاران و عاصیان اگرچہ آزاد قریشی و بادشاہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸ کمن کان فاسقا لا یستوون نزلت فی علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و عقبۃ بن ابی معیط وکانا تفاخرا و قولہ تعالی افمن یلقی فی النار خیر امن یاتی آمنا یوم القیامۃ نزلت فی ابی جہل و عمار بن یاسر والنسب الی سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشرف الانساب وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم ولا فخر وقد نفی اللہ تعالی الفخر بالانساب بقولہ تعالی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم فالفخر فی الاسلام بالتقوی وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نبیکم واحد وان اباکم واحد وانہ لا فضل لعربی علی العجمی ولا لاحمر علی اسود الا بالتقوی الا ہل بلغت ......۔ اور واعظ قزوینی ایک مقام پر لکھتے ہیں ؏ چو نضلہ الیست کہ میزاید از غذاے لطیف کسیکہ فخر کند بر نسب زہے ہنری ۱۲ عزیز نگرامی۔

هاشمی باشد آیا نشنیده آیۂ قرآن شریف که وقت دمیدن صور هیچ نسب باقی نمی ماند و کسے کسے را نمی پرسید و کسیکه گران خواهد آمد میزان اعمال صالحه او همون رستگاری خواهد یافت اصمعی می گوید باز مشغول مناجات گشت و من آنحضرت را بران حالت گذاشتم و ثواب بنیا وردم -

تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس تالیف امام العالم العلامۃ الشیخ حسین بن محمد ابن الحسن الدیار بکری جلد دوم صفحہ ۲۸۶/۲۸۸ مین بذیل ذکر الائمۃ اثنا عشر مرقوم ہے - الرابع علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب امه ام ولد اسمها غزالة کذا فی الصفوة وقال فی شواهد النبوة اسم امه شهربانو بنت یزدجرد من اولاد نوشیروان العادل وفی حیاة الحیوان قال ابن خلکان کانت اسمه سلامة بنت یزدجرد آخر ملوك الفرس وذکر الزمخشری فی ربیع الابرار ان یزدجرد کان له ثلاث بنات سبیین فی زمن عمر بن الخطاب فحصلت واحدة منهن لعبدالله بن عمر فاولدها سالما والاخری لمحمد بن ابی بکر فاولدها قاسما والاخری للحسین بن علی فاولدها علیا زین العابدین فکلهم بنو خالة الخامس محمد الباقر بن علی بن الحسین امه ام عبدالله فاطمة بنت الحسن ابن علی السادس جعفر بن محمد بن علی امه ام فروة بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وام ام فروة اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق السابع موسی بن جعفر بن محمد امه ام ولد اسمها حمیدة البربریة الثامن علی بن موسی بن جعفر امه ام ولد لها اسماء منها اروی (۱) ونجمة وسمانة وام البنین واستقر اسمها علی تکتم وقیل کانت امه جاریة لحمیدة ام موسی الکاظم التاسع محمد بن علی بن موسی امه ام ولد اسمها (۲) خیزران وقیل ریحانه وقیل کانت من اهل ماریة القبطیة العاشر علی بن محمد بن علی امه ام ولد اسمها (۳) سمانه وقیل امه ام الفضل بنت المامون الحادی عشر حسن بن علی بن محمد امه ام ولد اسمها (۴) سوسن وقیل غیر ذلك الثانی عشر محمد بن الحسن بن علی امه ام ولد اسمها (۵) صیقل وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر ذلك - رضوان الله تعالی علیهم اجمعین

---

(۱) ایک مورخ کا قول ہے کہ اروی نام اور ام البنین کنیت ہے اور طاہرہ - شمانہ - حرزان حرسیہ - سکینۃ النوبیہ بھی مورخین نے تمام بتائے ہین ۱۲ عشریہ نگرامی

(باقی حاشیہ بصفحہ آیندہ)

معلوم نہین کہ ہندوستان کے لوگون نے کبھی اِس مسئلہ پر بھی غور کیا ہے یا نہین اور اُس سے نتایج نکالے ہین یا نہین۔ وہ یہ ہے جمیع فلاسفر او محققین کی ریاضی دلیل ہے کہ انسانی ولادت بہ نسبت ممات کے فیصدی دس نفر کے تزائد پشت بپشت کے مشاہدہ کی بدیہی برہان سے محقق ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ اوسط درجہ افراد مین سو برس مین ڈھائی پشتین گذر جاتی ہین ان سب اصولون کو مدنظر رکھ کر جب موجودہ افراد انسانی ایک ارب پچاس کروڑ آبادی کا جذر (عمل نزول) نکالا جاوے تو عدد اول حضرت نوحؑ پر جاکر ٹھہریگا۔ اِسی قاعدہ کے مطابق عمل نزول اور عمل تعاکس یا تحلیل بھی کرنے سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ اُن ہندوؤن کے نسل کی تعداد کسقدر ہوئی ہوگی جو وقتاً فوقتاً دائرۂ اسلام مین داخل ہوتے گئے۔ علاوہ ازین یہ بھی معلوم ہے کہ محمد قاسم برادر زادۂ حجاج ابن یوسف ثقفی حاکم بصرہ نے قلعہ راوڑ سے تیس ہزار ہندو قید کیے تھے جنمین سے چھ ہزار خلیفہ ولید ابن عبدالملک کے پاس بغداد بھیجے گئے واضح رہے کہ راجہ داہر حاکم گجرات کی لڑکیان بھی بلحاظ اُنکے رتبہ اور خوبصورتی کے بغداد بھیجی گئین تھی۔ سلطان محمود غزنوی نے تھانیسر سے دو لاکھ اور متھرا سے ترپن ہزار سلطان ابراہیم نے ایک لاکھ شہاب الدین محمد غوری نے قلعہ کالنجر سے پچاس ہزار چنگیز خان مغل نے دس ہزار ہندو مقید کیے اور لونڈی غلام بنانے کو لے گئے اور کم سے کم دو روپیہ قیمت پر بیچے گئے غرض کہ بیشمار ہندوؤن کا بحالت غلامی اقالیم مغربی مین جانا ثابت ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۰ (۲) سکینہ۔ ثوبیہ۔ حزلیہ۔ سکینہ مریسیہ۔ ثوبیہ۔ حزران۔ ذرہ۔ سبیکہ۔ بھی مورخین نے نام بتائے ہین ۱۲ عزیز نگرامی

(۳) شمانہ۔ شمانہ مغربیہ۔ ثمامہ مغربیہ۔ شیقراء بھی مورخین نے نام بتائے ہین ۱۲ عزیز نگرامی۔

(۴) سلسبیل۔ خریت بھی مورخین نے نام بتائے ہین ۱۲ عزیز نگرامی۔

(۵) حکیمہ۔ صیقل۔ نرگس۔ خمط۔ بھی مورخین نے نام بتائے ہین ۱۲ عزیز نگرامی۔

خاندان نبوت

انگلستان کے نامور اور مستند مورخ مسٹر گبن نے خاندان نبوت کی نسبت لکھا ہے کہ ایران کے شاہی خون سے ملا کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان معزز و شریف بنا یا گیا۔ اگرچہ ہمکو یہ بیان دیکھ کے یقین ہوگیا کہ باوجود ایک بہت بڑی اور عمدہ تاریخ لکھدینے کے مسٹر گبن عرب کے طبائع کا بالکل اندازہ نہین کرسکے لیکن سرزمین عرب کے حالات گبن نے جس تفصیل سے لکھے ہین اُنکے لحاظ سے یہ قیاس کرنا بھی مشکل ہے۔ کیونکر کہدیا جاوے کہ اتنا بڑا مصنف اُسی ملک کی تاریخ سے اس درجہ ناواقف تھا جسکے حالات بیان کرنے مین اُسنے بہت کچھ تنقیح و تحقیق سے کام لیا ہے۔ دراصل ایسا خیال ناواقفیت یا لاعلمی کی وجہ سے نہین قائم کیا گیا بلکہ اسکی بنا تعصب پر ہے۔ متعصبانہ خیالات کو تحقیق کے لباس مین ظاہر کرنا ایک فن ہے جسمین عیسائی مورخون اور خاصۃً انگریزون کو دنیا بھر کی قومون سے زیادہ کمال حاصل ہے۔

بیشک جو لوگ جاہلیت عرب کے حالات سے ناواقف ہین ہم اُنکو مسٹر گبن کے اس قیاسی فیصلہ کا یقین آجائیگا بلکہ کیا عجب اکثرون کے نزدیک یہ امر بھی مسٹر گبن کی نکتہ رسی اور دقیقہ سنجی کا ایک اعلی نمونہ خیال کیا جاتا ہو اسلیے کہ بادی النظر مین اہل عرب بالکل وحشی اور جاہل تھے اور صحرائی لٹیرون سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے نہین وہ ذاتی شرافت کہان جسکو اپنی مفتوح شائستہ اور نامور قومون کے سامنے پیش کرکے وہ سرخروئی حاصل کرتے۔ لہذا کوئی تعجب نہین بلکہ بالکل قرین قیاس ہے اگر یہ کہا جاوے کہ اُنھون نے اس تدبیر سے خاندان نبوت مین شرافت پیدا کرنے کی کوشش کی۔

ہم چاہتے ہین کہ اس بحث کو تفصیل کے ساتھ لکھین تاکہ لوگون کو عام طور پر معلوم ہو جاوے کہ یہ کوئی تاریخی تحقیق نہین بلکہ اسلام پر ایک نہایت ہی متعصبانہ حملہ ہے بیشک ہم اُس طلسم کو توڑ دینگے جسے مسٹر گبن نے قائم کیا ہے۔ مسٹر گبن کے بعد عموماً یہ خیال انگریزی مورخون کے نزدیک طے شدہ مسئلہ ہوگیا ہے۔ ہم پہلے وہ واقعہ بیان کرتے ہین جسکی

مسٹر گبن کو ایسا کہنے کا موقع ملا۔

حضرت فاروق الاعظم رضی اللہ عنہ کے عہد مین جب ایران[1] فتح ہوا اور فارس کا مال غنیمت اور وہان کے لونڈی وغلام دار الخلافت مدینہ مین آئے تو اُنمین پچھلے شہنشاہ ایران یزدجرد کی تین[2] بیٹیان بھی تھین تمام لونڈیان جب بیت المال کی طرف سے فروخت ہوچکین توان تینون شاہزادیون کی نوبت آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو بالکل نیک نفس اور انصاف پسند خلیفہ تھے اور جنکی نظر مین دنیوی مدارج ومراتب کی ایک ذرہ برابر وقعت نہ تھی۔ اُنھون نے بلا تکلف حکم دیدیا کہ وہ شاہزادیان بھی فروخت کرڈالی جاوین۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ کارروائی دیکھ رہے تھے اُنھون نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روکا اور کہا کہ شاہزادیون کے ساتھ وہی برتاو نہ کرنا چاہیئے جو عام قیدیون کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حیرت سے پوچھا پھر کیا کیا جاوے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اِنکی قیمت کا اندازہ کرلیجئے اور جب یہ معلوم ہوجاوے کہ اِس سے زیادہ قیمت نہین ہوسکتی تو وہ قیمت سب کو بتا دیجاوے جو دینے پر آمادہ ہو عزت کے ساتھ اُنکا ہاتھ پکڑ لیجائے۔

غالبًا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ منشاء ہوگا کہ اِنکے بکنے کا حال خود اِنکو نہ معلوم ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِس کارروائی کو جائز رکھا اور جب اُن لڑکیون کی قیمت پوری ہوگئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خود وہ قیمت ادا کرکے اُنکو لے لیا اور اُسی صحبت مین آپنے وہ تینون لڑکیان قریش کے تین نوجوانون پر تقسیم کردین ایک جسکا نام

---

(۱) تقسیم مال غنیمت وغیرہ کا واقعہ اِسی طرح حبیب السیر مین مرآۃ الجنان اور فصل الخطاب سے منقول ہے اور مؤلفین کتب متاخر الذکر نے اپنی اپنی کتاب مین ربیع الابرار مؤلفہ جار اللہ العلامۃ ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد بن عمر الزمخشری سے نقل کیا ہے ۱۲ عزیز نگرامی

(۲) روضۃ الصفا جلد سوم صفحہ ۹ مین ہے کہ دو لڑکیان آئی تھین اور دوسری کا نام گیہان بانو تھا جو کہ محمد ابن ابی بکر کو دیگئی تھی ۱۲ عزیز نگرامی۔

سلافہ(۱) ہے اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت امام حسینؑ کو دی ایک محمد بن ابی بکر کو اور ایک عبداللہ بن عمر کو اگر سچ پوچھیے تو یہ تینون قریشی نوجوان بھی شاہزادگی کی حیثیت رکھتے تھے گو امام حسینؑ کو یہ حیثیت اسکے بہت دنون بعد حاصل ہوئی - ان تینون شاہزادیون کے بطن سے تین لڑکے پیدا ہوئے جنمین سے ہر ایک بجائے خود ایک بہت بڑا عالم بہت بڑا فقیہ اور بہت بڑا محدث اور انتہا سے زیادہ پرہیزگار تھا - وہ تینون لڑکے کون ہین اول قاسم بن محمد بن ابی بکر دوم سالم بن عبداللہ بن عمر سوم علی بن حسین بن علی بن ابی طالب الملقب بہ زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین - اول دونون قاسم و سالم رضی اللہ عنہما کو بھی وہ وقعت حاصل ہوئی ہے جو شاید اس عہد مین کسی کو کم نصیب ہوئی ہوگی تابعین مین انکا نام سب سے اول لیا جاتا ہے -

یہ وہ واقعہ ہے جسنے مستشرقین کو ایسا خیال کرنے کا موقع دیا ہے اسلیے کہ سادات کا زیادہ گروہ جناب حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ ہی کی نسل مین ہے جو باپ کی طرف سے جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پوتے اور ماں کی طرف سے آخری تاجدار ایران یزدجرد کے نواسے تھے لیکن تعجب ہے کہ مستشرقین کو یہ یاد نہ آیا کہ سیدون کا ایک معتدبہ حصہ جناب سبط اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد مین ہے اگرچہ امامیہ کے عقاید کے مطابق امامت صرف امام حسین علیہ السلام کی نسل مین رہی لیکن بہ حیثیت سیادت وہ لوگ بھی امام حسن علیہ السلام کی اولاد کو اسی قدر قابل تعظیم اور اتنا ہی شریف تسلیم کرتے ہین جسقدر کہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد کو - اور اہل سنت کے نزدیک تو ہر بات مین برابر ہین بلکہ انکے عقاید مین داخل ہے کہ امام مہدی آخر الزمان جناب

(۱) ان شاہزادیون مین سے صرف ایک کا نام مورخین بتلاتے ہین جو جناب امام حسین علیہ السلام کو دی گئین لیکن انکے نام مین بھی اختلاف ہے مورخین کا قوی گروہ تو سلافہ کہتا ہے بعض کہتے ہین کہ انکا نام غزالہ تھا بعض خولہ بعض شہربان بعض شاہ زنان اور بعض شہربانو بتاتے ہین جو عوام مین زیادہ مشہور ہے - قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی نام تو شہربانو یا شاہ زنان یا شہربان ہی تھا مگر عرب مین آنے کے بعد یہ تین نام سلافہ اور غزالہ اور خولہ رکھدیے گئے ورنہ کوئی وجہ نہین ہے کہ ایران کی شاہزادیون کے عربی نام ہون اور بعض کتب مین بجائے سلافہ کے سلامہ لکھا گیا ہے ۱۲ عزیز گرامی

امام حسن ہی کی نسل سے ہونگے۔ بہرحال جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے دونون صاحبزادون کی اولاد مین باعتبار شرافت نسبی اسلام کے کسی فریق کے نزدیک کوئی امتیاز نہین۔ اول تو مسلمانون کے اعتقاد مین شرافت نسبی (۱) کوئی چیز ہی نہین۔ اسلام ایک عام اخوت مین دنیا کی تمام قومون کو لے رہا تھا کیونکر ممکن تھا کہ وہ اِس قسم کے تفرقے نوع انسان مین باقی رکھتا۔ اسلام تو صرف دین کو ایک شرافت سمجھتا ہے جسکے اندر ہر شخص شامل ہوسکتا ہے۔ اسلام نے شرافت کو کبھی ہندؤن کے مذہب کی طرح آبائی ورثون کے ساتھ وابستہ نہین رکھا اُسکے نزدیک تو شرافت وہ چیز ہے جسکو ہر شخص حاصل کرسکتا ہے اور اسی ضرورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف فرما دیا "اِنَّ نبیکم واحد وان اباکم واحد وانه لا فضل لعربي علی عجمي ولا لاحمر علی الاسود الا بالتقوی الاهل بلغت" خوب جان لو کہ تمہارا نبی ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے نہ عرب والے کو کسی غیر ملک والے پر کچھ فضیلت ہے اور نہ سرخ چمڑے والے کو سیاہ چمڑے والے پر ہان اگر فضیلت ہے تو پرہیزگاری کے اعتبار سے آگاہ ہوجاؤ کہ مین نے اپنا فرض تبلیغ ادا کردیا۔

(۱) منشی تاج الدین صاحب چمنستان شرح گلستان مطبوعہ صفدری بمبئی ۱۲۹۹ھ صفحہ ۲۸۶ مین بذیل شرح ؎ چو کنعان را طبیعت الخ کے لکھتے ہین کہ کنعان حالانکہ پیغمبر زادہ بود مگر بہ سبب عدم جوہر ذاتی ہیچ رتبہ نرسید اظہار نسب ممکن کہ آن امر اعتباری ہست چیز از عالی نسب بد گہر نیز زاید چنانچہ پسر نوحؑ واز بد گہر والا حسب پیدا می شود چنانچہ ابراہیمؑ از آزر پیدا شدہ وگل از خار بر آمدہ لہذا نسب را اعتبار نیست باید کہ اظہار حسب کنی انتہی اور شیخ سعدی قدس سرہ نے گلستان باب ہفتم مین ایک اعرابی کا قول یا بنيّ انك مسئول يوم القيامة ماذا اکتسبت ولا يقال بمن انتسبت لکھنے کے بعد لکھا ہے ؎ جامۂ کعبہ را کہ می بوسند او نہ از کرم پیلہ نامی شد × باعزیزے نشست روزے چند × لاجرم ہمچو او گرامی شد × اور صاحب ابواب الجنان نے حکیم سقراط کا کیا اچھا جواب نقل کیا ہے جبکہ اُسکے نسب مین کسی نے قدح وطعن کی تھی وہ یہ ہے کہ من فخر اولادِ خودم و تو ننگ اجدادِ خود۔ اور علاوہ ازین کتاب المستطرف جلد اول باب چہارم وبست وہشتم اور جلد دوم باب چہل وپنجم ملاحظہ طلب ہے عسزیز گرامی

یہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ دوسری قومون کے اعتبار سے مسلمانون مین نسبی شرافت کے خیالات پیدا ہو گئے اور علما کی سستی سے روز بروز اتنی قوت پکڑتے گئے کہ اب ہر مسلمان کے رگ وریشہ مین سرایت کر گئے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عترت (اولاد) کے بارہ مین جس سے جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سمجھی جاتی ہے۔ مسلمانون کو بعض نصیحتین کی ہین مگر اس عقدہ کو خود آنحضرت صلعم کا یہ قول قطعی طور پر حل کر دیتا ہے "من سلك علی طريقي فهوالی" جو میری راہ پر چلے وہی میری اولاد ہے غرضکہ اہل اسلام مین بلحاظ دین کے شرافت نسبی کی کچھ وقعت نہین اور اس بنا پر یہ خیال کرنا کہ اہل اسلام نے ایران کے شاہی خون سے کوئی فخر حاصل کیا بڑی غلطی ہے۔

تاہم ہمکو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ مسلمانون مین ہمیشہ کسی نہ کسی حد تک اپنے نسب پر فخر کرنے کا خیال رہا۔ جاہلیت مین اہل عرب کو اپنے نسبون پر جسقدر دعوی تھا۔ شاید دنیا کی کسی قوم کو نہوا ہوگا۔ یہ دعوی عرب والون کے نیچر مین داخل ہو گیا تھا اسلام نے اسکو بہت کچھ مٹایا۔ تاہم عرب مین کسی نہ کسی قدر اُسکا مادہ باقی تھا۔ عرب اگرچہ جاہل اور وحشی تھے مگر اُنکو یقین تھا کہ آبائی شرافت مین دنیا کی کوئی قوم اُنکا مقابلہ نہین کرسکتی۔ وہ ریگستانون مین کملیان تان کر رہتے تھے مگر اس ذلت مین بھی کسریٰ اور قیصر کو اپنے آگے ذلیل خیال کرتے تھے خصوصًا قریش جو سارے عرب مین اپنے آپکو افضل واشرف جانتے تھے۔ یہ ہم مانتے ہین کہ اسلام نے اُنکے اُن جاہلیت کے دعوون مین بہت کچھ کمی کر دی تھی لیکن اُنکی نسبت یہ کہدینا کہ وہ کسریٰ کی بیٹی کو اپنے لیے موجب ازدیاد شرافت سمجھے شاید کسی سمجھ دار آدمی کا کام نہوگا۔

نوشیروان عادل نے زید بن عدی کے کہنے سے جب شمالی ومغربی اضلاع عرب کے سردار نعمان بن منذر کو لکھا کہ اپنی بیٹی یا اپنے قبیلہ کی کوئی لڑکی پیشکش کرے تو نعمان کو نہایت ناگوار ہوا۔ اور نوشیروان کو معلوم ہو گیا کہ عرب کے لوگ اپنے آپ کو شاہان ایران سے بھی زیادہ شریف سمجھتے ہین۔ نعمان کو اس انکار کا انجام معلوم تھا اُسنے حکومت سے کنارہ کشی کی اور اپنے اہل وعیال کو قبیلہ بنی شیبان کے سردار کی حفاظت مین چھوڑ کے دربار نوشیروان مین حاضر ہوا۔ نوشیروان نے اُسکو قید کر دیا اور اُسی کی

قید میں مرگیا۔ نوشیروان نے نعمان کے مرنے کے بعد اُسکے اہل و عیال کو بنی شیبان سے طلب کیا وہ بھلا کب دینے والے تھے۔ اور جب ایرانی فوج مقابلہ کو آموجود ہوئی تو گو جانتے تھے کہ کسریٰ کا مقابلہ کسی طرح نہیں ہوسکتا مگر مارنے اور مرجانے پر تیار ہوگئے مقام ذیقار میں لڑائی ہوئی اور بنی شیبان نے فی الحقیقت بڑی جوانمردی کے نمونے دکھلائے۔ اِس سے پہلے عربوں کو ایرانیوں کے مقابلہ مین کبھی کم جرأت ہوئی تھی۔ یہ اِسی لڑائی کا تذکرہ ہے کہ ایک شیبانیہ لڑکی نے میدان مین آکے ایک ایسا پُرجوش شعر پڑھا کہ یکایک سات سو آدمیون نے اپنے قباؤن کی آستینین نوچ کے پھینکدین اِسلیے کہ تلوار چلانے مین اُلجھتی تھین۔ عرب نے ذیقار مین ایرانیون کو شکست دی اور ایرانی ایسے بھاگے کہ پھر اُدھر کا رخ نہ کیا۔

کیا کسی کے قیاس مین آسکتا ہے کہ یہی عرب جو اپنی بے مائگی اور دشت نوردی کے عہد مین شرافت کا اتنا بڑا دعوی رکھتے تھے کہ قبیلہ کے قبیلہ کٹ گئے اور شہنشاہ ایران کو ایک عرب نژاد لڑکی نہ دی گئی وہی عرب اب ترقی کرکے اور ساری دنیا مین فتح و نصرت کا ڈنکا بجا کے اپنے تئین اتنا ذلیل خیال کرنے لگے کہ نبوت کے خاندان کو یزدجرد کی بیٹی کے ذریعہ سے معزز بنائین عرب تو بعد اسلام بھی اتنے سخت تھے کہ غیرون کو ہمیشہ اپنے آگے ذلیل خیال کرتے تھے۔ غیر تو غیر خاص قریشی نسل کے جو لوگ عرب سے باہر جا کر رہ پڑے تھے اگرچہ اُن مین کوئی خرابی نہین پیدا ہوئی تھی مگر وہ اُنسے سمدھیانہ پیدا کرتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔ عبدالملک بن مروان جو بنی امیہ مین سب سے زیادہ زبردست خلیفہ تھا اُسنے عقیل بن علقمہ سے جو صحراے عرب مین اپنے قدیم مذاق کی سادی زندگی بسر کیا کرتا درخواست کی کہ اپنی کوئی بیٹی میرے کسی لڑکے کے عقد مین دو۔ یہ پیغام دار الخلافت دمشق سے شاہی اہتمام کے ساتھ بھیجا گیا۔ عقیل نے پہلے تو انکار کر دیا مگر خلیفہ کے زیادہ اصرار پر کہنے لگا۔ اچھا پھر مجبوری ہی ہے تو مین راضی ہون مگر دیکھو کسی غیر عربیہ کے لڑکے سے مجھے مصیبت مین نہ پھنسا دینا۔ یہ خیالات آخر عہد تک باقی تھے وہ سمجھتے تھے کہ جس طرح شیر جنگل ہی مین زیادہ شریف اور شجاع نظر آتا ہے اُسی طرح ہم اپنے صحراؤن ہی مین زیادہ شریف رہ سکتے ہین۔

یزید کی ماں میسون ایک بادیہ نشین عرب کی بیٹی تھی جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہزار کوشش کی مگر اُسے خلافت کے عیش و عشرت میں کسی طرح کا مزہ نہ آیا۔ یزید حمل میں تھا۔ دمشق میں اُسکے پیدا ہونے کی دعائیں مانگی جارہی تھیں کہ میسون نے اپنے ریگستان کی تیاریاں کردیں۔ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک نہ چلی میسون اپنے صحرائی جھونپڑے میں چلی گئی اور یزید وہیں پیدا ہوا۔

ہم تو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اولاد جو ان شاہزادیوں سے ہوئی عرب کی سوسائٹی میں کبھی باوقعت نہ سمجھی جاتی مگر بات یہ تھی کہ اہل عرب اپنی بیٹیوں کے دینے میں جاہے کتنے ہی احتیاط کرتے ہوں مگر سلسلہ نسب ہمیشہ باپ کی طرف سے لیا کرتے تھے۔ ماں کی شرافت کا خیال کم کیا جاتا تھا۔ اور یہی وجہ ہوئی کہ جناب امام حسین بن علی اور عبداللہ بن عمر اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم کی اولاد کبھی کم وقعتی کی نظر سے نہیں دیکھی گئی۔ لیکن یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ عرب کے لوگوں میں ماں کی شرافت کا خیال بالکل تھا ہی نہیں کسی حد تک ضرور تھا بعض شرفا اسکا بہت خیال کرتے تھے۔ امام زین العابدین اور سالم اور قاسم رضی اللہ عنہم جو ہمیشہ سب کے نزدیک وقعت کی نگاہوں سے دیکھے گئے اسکی یہ وجہ تھی کہ ان لوگوں نے کمالات دینی میں ایسی اعلیٰ ترقی کی تھی کہ انکے خاندانی نقصان پر کسی کی نظر پڑتی ہی نہ تھی۔ ماؤں کا عیب انکے زہد و تقویٰ کے دامن میں چھپ کے فنا ہو گیا تھا۔

ابن خلکان نے امام نحو مبرد سے ایک قریشی شخص کا واقعہ خود اُسکی زبانی نقل کیا ہے کہ اُسنے کہا میں سعید بن مسیب کے پاس اکثر جایا کرتا تھا ایک دن اُنھوں نے مجھ سے پوچھا کہ تمھارا ننھال کہاں ہے میں نے کہا ماں میری تو لونڈی تھی۔ یہ جملہ میری زبان سے نکلتے ہی مجھے معلوم ہوا کہ جیسے اُنکی نظر میں میری بے وقعتی ہو گئی۔ میں بیٹھا ہی تھا کہ سالم بن عبداللہ بن عمر آگئے جب تھوڑی دیر بیٹھ کے وہ چلے گئے تو میں نے سعید سے پوچھا جناب یہ کون بزرگ تھے اُنھوں نے حیرت ناک ہو کے کہا واہ وا ایسے شخص کو اور تم نہ جانو یہ تمھاری قوم قریش میں سے ہیں اور عبداللہ بن عمر بن الخطاب کے بیٹے سالم ہیں۔ میں نے پوچھا انکی ماں کون تھیں اُنھوں نے کہا لونڈی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد قاسم بن محمد بن ابی بکر آئے اور جب وہ چلے گئے تو میں نے اُنکی نسبت بھی وہی سوال کیا اُنھوں نے وہی کہا کہ بھلا ایسے شخص کو

اور تم نہ جانو یہ بھی تمھاری قوم کے نامور شخص قاسم بن محمد بن ابی بکر ہین مین نے کہا اور انکی مان کون تھین کہا لونڈی تھین - اتنے مین اتفاقاً علی بن حسین بن علی بن ابی طالب آگئے اور جب اُٹھ گئے تو مین نے اُنکی نسبت بھی تجاہل عارفانہ کرکے دریافت کیا کہ یہ کون تھے - کہا واہ وا انکو نہ جاننا قیامت ہے یہ تو وہ ہین کہ ممکن نہین کوئی مسلمان ہو اور انکو نہ جانتا ہو یہ علی بن حسین ہین - مین نے پھر کہا اور انکی مان کون تھین کہنے لگے وہ بھی لونڈی تھین - اب مین نے اُسنسے کہا اپنے آپ کو کنیز زادہ بنا کے مین آپکی نظر مین ذلیل ہوگیا تھا لیکن اب عرض کرتا ہون کہ اس خاندانی معاملہ مین میرا فخر نہین ہے کہ مین ایسے ایسے لوگون کا پیرو ہون - میری یہ تقریر سنتے ہی سعید کے بشرے سے معلوم ہونے لگا کہ گویا وہ مجھے بہت ہی باوقعت خیال کرتے ہین "-

بعض تاریخی بیانون سے توصراحتہً معلوم ہوتا ہے کہ اہل مدینہ بیشتر لونڈیون کی اولاد کو اپنی سوسائٹی مین نہین ملاتے تھے مگر جب قاسم بن محمد اور سالم بن عبد اللہ اور علی بن حسین رضی اللہ عنہم نے نشو ونما پاکے مدارج علمی و دینی مین ترقی کی تو وہ خیال جاتا رہا اور عموماً لونڈیون کی اولاد خاندان مین شریک سمجھی جانے لگی - اصلیت تو یہ ہے کہ اہل عرب نے اُن لوگون کو بغیر اُنکی دینداری کا امتحان لیے اپنی برادری مین لیا اور مسٹر گبن فرماتے ہین کہ نہین اہل عرب نے اُنکی رگون مین ایران کے شاہی خاندان کا خون دوڑا کے خاندان نبوت کی عزت بڑھائی - اگر تحقیق تاریخی چھوڑ کے مذہبی اصول سے ہم بحث کرین تو کہینگے کہ جو مسلمان ایسا اعتقاد رکھے وہ کافر سمجھا جائیگا نہ کہ مسلمانون نے ایسی کارروائی خود اپنی کوشش سے کی ہو -

سب سے زیادہ مسٹر گبن کے خیالات کی بیوقعتی اس واقعہ سے ہوتی ہے جسکو ابن خلکان نے ابن قتیبہ سے نقل کیا ہے کہ جناب امام حسین ع کی شہادت کے چند روز بعد امام زین العابدین ؓ نے اپنی والدہ کا عقد جناب امام حسین ؑ کے غلام زبید[1] سے کر دیا اور اُسی زمانہ مین اپنی ایک لونڈی کو آزاد کرکے

(۱) ابو جعفر محمد بن جریر طبری کی تاریخ کبیر کے صفحہ ۲۴۸۲ مین ہے " علی بن حسین بن علی بن ابیطالب - آپکی والدہ غزالہ تھین جو ام ولد تھین بعد امام حسین کے زبید اُنکے غلام نے اُنکو اپنے عقد نکاح مین لیا تب عبد اللہ بن زبید پیدا ہوئے "

اپنے نکاح مین لیا - یہ خبر سنکے عبد الملک بن مروان نے آپکے پاس ایک خط بھیجا جسمین ان دونون باتون پر آپ کو شرم دلائی تھی - امام زین العابدین نے اُسکے جواب مین جو تحریر بھیجی اُسمین پہلے تو یہ آیت لکھی تھی "قَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" جسکا مقصود یہ ہے کہ مسلمانون کو رسول اللہ صلعم کی پیروی کرنا چاہیے اور اُسکے بعد لکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حیی بن اخطب کو آزاد کرکے اپنے نکاح مین لیا تھا اور زید بن حارثہ کو آزاد کرکے اپنے پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش کو اُنکے نکاح مین دیا تھا -

اس سے زیادہ اس بات کا کیا ثبوت ہوگا کہ اسلام مین نسبی شرافت کوئی چیز ہی نہین ہے اور اگر جناب شہر بانو سے کوئی شرافت ہی حاصل کی گئی تھی تو پھر اُنکے ذریعہ سے ایک آزاد شدہ غلام کیون خاندان نبوت کا رقیب بنایا گیا -

مسٹر گبن کا یہ خیال ہمنے بعض جہلاے شیعہ مین بھی پایا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اُنکو ایران کے ساتھ خاص ہمدردی ہے - بیشک ہم مذہبی ایسے تعلقات پیدا کردیتی ہے اور ایسے تعلقات کو ہم نہایت ہی قابل قدر سمجھتے ہین لیکن اُسی حد تک کہ دین کی توہین نہونے پائے - ہمارے اعتقاد مین تو عربی شریعت پر ایمان لانے والون مین سے تو ہر شخص کو ایسے خیال سے پرہیز کرنا چاہیے اسلیے کہ اسمین صاف صاف خاندان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹ جو علی بن حسین رض کے بھائی (اخیافی) ہین" - اور معارف ابن قتیبہ کے صفحہ ۱۱ مین ہے "و علی بن حسین اصغر - امام حسینؑ کی نسل آپ ہی سے چلی - بعض کہتے ہین کہ آپکی والدہ سندیہ تھین جنکا نام بعض سلافہ بعض غزالہ بتاتے ہین - بعد امام حسینؑ کے اُنکو امام حسینؑ کے غلام زبید نے اپنے عقد مین لیا اور عبد اللہ بن زبید پیدا ہوئے جو علی بن حسینؑ کے اخیافی بھائی ہین" - اغانی جو باعتبار اسناد اسی پایہ کی کتاب ہے اسمین بھی یہی واقعہ مندرج ہے - ابن خلکان نے شاید غلطی سے جناب شہر بانو رضی اللہ عنہا کے دوسرے شوہر کا نام زید لکھدیا ہے اگرچہ یہ بتایا ہے کہ وہ امام حسینؑ کے غلام تھے مگر اب ہمکو بعد تحقیق معلوم ہوگیا کہ اُن بزرگ کا نام زید نہین زبید تھا - مولانا محمد اسحاق ساکن نیر گانون ضلع بارہ بنکی مرحوم و مغفور نے بھی اپنی کتاب القضاب الکامل فی احتساب الاراذل کے حصہ اول صفحہ ۱۴۴ مین جناب شہر بانو کے دوسرے شوہر کا نام زبید لکھا ہے ۱۲ عسنر یز نگرامی -

نبوت کی توہین ہے۔ یہ سمجھنا کہ عرب کے لوگ اپنے فتوحات کے وقت لونڈیون مین باعتبار عالی نسبی یا امارت یا شاہزادگی کے کوئی تفریق کرتے تھے بہت بڑی غلطی ہے عرب کے لوگون مین اول تو اُن دنون صرف دین کا نام شرافت تھا اور اگر قدیم شرافت کا کچھ خیال تھا بھی تو اپنے قبائل مین۔ اور دیگر ممالک کی عورتون مین سے تو وہ سب کو ایک ہی نظر سے دیکھتے تھے عام اس سے کہ وہ وزیرزادی ہون یا شاہزادی امیرزادی ہون یا فقیرزادی۔ اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ ہرقل قیصر روم کی بیٹی[1] فتح دمشق کے بعد جب مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہوئی تو ایک شامی نومسلم کے سپرد کر دی گئی جس سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اُسکی معشوقہ اُسکو دیجاویگی اور جب معلوم ہوا کہ اُسکی معشوقہ نے خودکشی کر لی تو ہرقل کی بیٹی کا ہاتھ اُسکے ہاتھ مین دیدیا گیا مگر اُس شامی سے اسکی جرأت نہوئی اور آخر ہرقل کے حسب طلب وہ لڑکی عزت کے ساتھ انطاکیہ بھیجدی گئی جہان خود ہرقل موجود تھا۔ سچ پوچھیے تو اُس فتحمندی کے زمانہ مین صدہا شاہزادیان عرب مین آگئین۔ جہان اُنمین سے بعض دیگر قریشیون کے گھر مین تھین بعض عرب کے غلامون کے پاس تھین وہان ایک جناب امام حسین رضہ کے گھر مین بھی تھی۔ لیکن وہ جو غلامون کے پاس تھین اُنکا تو کچھ خیال بھی نہین کیا جاتا مگر ہان ایک جو پیغمبر کے نواسے کے پاس تھی اُسکی بدولت خاندان نبوت معزز بنایا جاتا ہے۔ خود شہربانو کی دو بہنین دو قریشی جوانون کے پاس تھین جنکا ذکر ہو چکا۔ طرابلس واقع آفریقہ کے گریگوری کی بیٹی فلیپا عبداللہ بن زبیر کے گھر مین تھی جو ایسی حسین ایسی تعلیم یافتہ ایسی بہادر اور میدان جنگ مین سپہگری کے جوہر دکھانیوالی تھی کہ خود مسٹر گبن کو اُسکے حال پر بڑی رقت ہوئی ہے۔

ہم ایک اور مسیحیہ اور یوروپین شاہزادی کا حال اس موقع پر بیان کرتے ہین جسنے خود اپنے شوق سے ایک عربی غلام کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ یہ خاص اسپین کی شاہزادی تھی اور مسلمانون مین قوطیہ کہلاتی تھی وجہ یہ کہ وہان نسل گاتھ کو مسلمان قوط کہتے تھے اور اُسی خاندان کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے اُسے قوطیہ کہا کرتے تھے۔ یہ شاہزادی دزریق سے پہلے حکمران ڈیٹرا غیطشہ کی

(۱) زمان روم کی تاج سر ہرقل قیصر روم کی دختر تو ما کی ہمبستر یونس نامے نومسلم کو دیڈالی گئی تھی ۔ ۱۲ عزیز نگرامی

ہوتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ طارق نے جب اسپین کو فتح کیا تو بعض اضلاع پر شاہ ڈنراک کے بیٹے حکمران کیے گئے جنھون نے اپنی اِس بھتیجی پر ظلم کیا۔ بلند ہمت شاہزادی نے داد خواہی کی غرض سے دمشق کا سفر کیا اور ہشام بن عبد الملک کے دربار مین حاضر ہوئی۔ یہان آ کے اُسنے عمر بن عبد العزیز اموی کے غلام عیسی بن مزاحم سے عقد کر لیا۔ ہشام نے اِس شاہزادی کو ایک پروانہ لکھدیا جو حنظلہ شعبی کلبی والی اندلس کے نام تھا اور جسمین اُسکی رعایت اور خاطرداری کی بہت کچھ تاکید کی تھی شاہزادی اپنے شوہر اور اُس پروانہ کو لیکر اسپین (۱) مین پہونچی اور خاص قرطبہ مین مقیم ہوئی۔ عیسی بن مزاحم کے اِس شاہزادی کے بطن سے وہان اولاد ہوئی اور ایک نسل شروع ہوئی جو اندلس کے آخری اسلامی دور تک باقی تھی اور اُن سب کے نام و نشان کے ساتھ اِسی شاہزادی کی وجہ سے ہمیشہ قوطی کا لفظ لکھا جاتا رہا۔ ابو بکر بن محمد قرطبی معروف با بن قوطیہ جو اندلس مین ایک بڑے امام وقت گذرے ہین اور جنکا چوتھی صدی ہجری کے آخر مین انتقال ہوا۔ اِسی شاہزادی کی نسل سے تھے اور اِسی وجہ سے ابن قوطیہ اُنکا لقب تھا۔ ابن قوطیہ نے خاصتہً علم لغت مین جو کمال حاصل کیا وہ بہت کم کسی کو نصیب ہوا ہے اُنکی کتاب المقصور والممدود کی نسبت علامہ ابن خلکان کہتے ہین کہ اُسکو تصنیف کرکے وہ تمام گذشتہ اہل لغت سے بڑھ گئے اور بعد آنے والے ایسی کتاب لکھنے سے عاجز ہین اُنکے تبحر کا سب سے بڑا سارٹیفکٹ یہ ہے کہ ناصر الدین اللہ کا بیٹا خلیفہ حکم جو علم و فضل مین سلاطین عالم پر فوقیت لے گیا ہے۔ جسکا کتب خانہ مشہور ہے اور جسکی نظر سے تین لاکھ تصنیفین گذری تھین اور جسنے اُن سب کا مطالعہ اِس توجہ سے کیا تھا کہ اُنمین سے بہت کم تھین جنپر اُسنے اپنے ہاتھ سے کچھ نہ کچھ تحشیہ نہ کی ہو۔ اُسنے ابو علی قالی سے جب پوچھا کہ باعتبار لغت سب سے زیادہ متبحر ہمارے شہر مین تمنے کسکو پایا تو ابو علی نے فوراً ابن قوطیہ کا نام لیا۔

اگرچہ یہ خاندان ابو بکر کے وقت سے بہت معزز ہو گیا لیکن یہ فضیلت تو علم سے حاصل ہوئی

(۱) اسلامی عہد سلطنت مین اسپین یعنی اندلس اور اُسکے شہرون کی رونق اور شان و شوکت کا کچھ کچھ مفصل حال ہماری کتاب کتب خانۂ اسکندریہ مین مندرج ہے ۱۲ عزیز نگرامی۔

ہمکو یہ نہین بتایا گیا کہ ہمارے اِس غلام کو یوروپ نے ایک مسیحیہ اور نسل گاتھ کی شاہزادی دےکے کون سی شرافت دیدی - ہمارے مسیحی دوست اُسی شرافت سے نہ بحث کرین جو وہ پارسیون سے لیکے ہمین دیتے ہین - وہ یہ بتائین کہ خود اپنی فیاضی(۱) سے اُنھون نے ہمکو کون سی شرافت بخشی -

اسلامی رقیت

حضرت ابن سیرین اگرچہ بہت بڑے مشاہیر علما مین سے تھے اور عقل نہین قبول کرتی کہ اُس عہد کی اسلامی خلافتین جو اہل فضل وتقوی کی انتہا سے زیادہ قدردان تھین ابن سیرین کی قدر نہ کرتی ہون لیکن صرف اُنکی اتقا و پرہیزگاری کا یہ نتیجہ تھا کہ بیچارے دیگر ورع علماے اسلام کی طرح ذلیل پیشہ بزازی کرتے تھے کپڑے بیچتے تھے اور اُنھین کے ذریعہ سے جو کچھ آمدنی ہوتی تھی اُسی پر اپنی زندگی بسر کرتے تھے - قدیم علما اور مشائخ کی عام سوانح عمریان دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس عہد مین مقتدائی کوئی پیشہ نہین تھا جس طرح آجکل علما اور پیرزادے ہاتھ پانون توڑ کر بیکار بیٹھ رہتے ہین استفتا دستخط کرنے اور نماز وروزہ کی پابندی کرنے کی مزدوری معتقدون اور مریدون سے وصول کیا کرتے ہین اور گویا مقتدائی ایک پیشہ بنگیا ہے - یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ ابن سیرین اور امام اعظم رحمتہ اللہ علیہما کے ایسے مقتدایان دہر جو اپنے ہی زمانہ کے نہین ہر اسلامی دور کے سرتاج ہین کپڑا بیچکر اپنی زندگی بسر کرتے تھے شرمندہ ہونا چاہیئے اُن لوگون کو جو آجکل غریب جولاہون کو ذلت کی نگاہ سے دیکھا کرتے ہین -

حضرت صدیق الاکبر رضی اللہ عنہ کے عہد معدلت مہد مین مثنی ابن حارثہ شیبانی نے ایران پر فوج کشی کی سلاطین عجم کی قسمت سے ناکامی اور تباہی کے آثار نمایان ہوئے اور اہل عرب کے گھوڑے عراق عرب کے میدانون مین اپنی جولانیان دکھلانے لگے - چند روز کے بعد جب ایرانیون نے زیادہ قوت کے ساتھ مقابلہ

(۱) تاریخ اسپین مین ہے کہ راورق شاہ اسپین کی بی بی جو گاتھ نسل سے تھی اور جسکا نام آئلہ ہے اُسکا عقد موسی بن نصیر گورنر بربر (المغرب) کے بیٹے عبدالعزیز سے ہوا تھا اور بجاے آئلہ کے اُسکا نام ام عاصم (قیمتی طوق والی لیڈی) رکھا گیا تھا - ع۔ز۔ عزیز تنگرامی -

کرنا چاہا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مثنی کی کمک پر روانہ کیا۔ اگرچہ حضرت خالد اسی وقت مسیلمہ کذاب کی فوجون کو منتشر کر کے آئے تھے اور ہنوز دم لینے کی مہلت نہ ملی تھی کہ بحکم جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اُنھین ایران کی طرف روانہ ہونا پڑا۔ انبار اور حیرہ کی فتح کے بعد جب عین التمر فتح کیا گیا تو بہت سے لوگ مسلمانون کے ہاتھ گرفتار ہوئے جنمین سیرین بھی تھے۔ یہ تمام اسیر عساکر اسلامیہ مین تقسیم ہوئے تو سیرین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ملے۔ جب حضرت انس کو معلوم ہوا کہ میرا غلام سیرین بہت بڑا ہنرمند شخص ہے اور اپنی ذاتی لیاقت سے بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے تو اُنھون نے اُسے اس مضمون کا ایک اقرار نامہ لکھدیا کہ اگر تم اپنے پیشہ سے حاصل کر کے پورے بیس ہزار درہم مجھے ادا کر دو گے تو آزاد ہو جاؤ گے۔ سیرین نے بڑی مشقتون سے مختلف اقساط مین زر معلومہ کو ادا کر دیا اور آزاد ہو گئے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ سیرین ابن سیرین کی مان کا نام ہے اگر یہ صحیح ہو تو غالباً یہ سیرین لفظ شیرین کا معرب ہے جو کہ اکثر ایرانیہ عورتون کا نام ہوتا ہے۔

ابن خلکان اس پچھلی روایت کے مخالفت مین بیان کرتے ہین کہ محمد بن سیرین کی ماں کا نام صفیہ تھا جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھین۔ جس رات سیرین کا عقد صفیہ کے ساتھ ہوا ہے اُس رات محفل نکاح مین سترہ غازیان بدر شریک تھے جن مین سے ایک کی بھی موجودگی اُس ایمانی دور مین نہایت موجب برکت اور اہل محفل کے لیے باعث فخر و مباہات خیال کیجاتی تھی۔ اُنھین غازیان بدر مین سے جو صفیہ اور سیرین کی محفل عقد مین شریک تھے ایک حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ تھے جنکی عظمت اور جلالت کو ہر مسلمان جانتا ہے۔ حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ نے نکاح کے بعد دونون دولھا اور دُلھن کے لیے درگاہ رب العزت مین بہت کچھ دعائین مانگی تھین علاوہ برین جب صفیہ عروس بنائی گئی تو اُس زنانی صحبت مین تین اُمہات المومنین ازواج حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے بابرکت ہاتھون سے صفیہ کی آراستگی کی اور اُسے خوشبو وغیرہ لگا کے معطر کیا اور خیر و برکت کی دعائین دین۔

یہان سے اندازہ کرنا چاہیے کہ مسلمانون مین غلامی اگر تھی تو کیسی چیز تھی اور غلامون کے ساتھ

کیسا برتاؤ کیا جاتا تھا - اُس زمانہ مین دولتمندون اور مالدارون کی شرکت کوئی باوقعت چیز نہین خیال کیجاتی تھی غازیان بدر کا اسلام مین ایسا رتبہ تھا کہ جب تک اُنمین سے ایک شخص بھی زندہ رہا تمام دنیای اسلام کے لوگ اُسکو اپنا افتخار سمجھتے رہے - اُنمین سے کوئی شخص جہان جاتا تھا آنکھون پر بٹھلایا جاتا تھا اور اُسکے قدم لیے جاتے تھے - عورتون مین امہات المومنین کی ایسی عظمت تھی کہ تمام اسلام کی عورتون کا وہ ہمیشہ مرجع رہین - پھر ایسے باوقعت لوگ لونڈیون اور غلامون کے ساتھ ایسا برتاؤ کرین تو سمجھنا چاہیئے کہ تمام مسلمان اُنکی کس درجہ قدر کرتے ہونگے - ایک لونڈی کو اُس رسول برحق کی تین بی بیان اپنے مبارک ہاتھون سے زیور عروسی سے آراستہ کرین! سبحان اللہ - وہ لونڈی ہماری آزاد بی بیون سے کڑور درجہ بہتر ہے جسکو ایسے بابرکت ہاتھ آراستہ کرین - غلامون کے ساتھ ایسے برتاو کی ایک مثال بھی شاید نہ یونان پیش کر سکیگا نہ روم اور نہ یوروپ کوئی ایسا نمونہ دکھا سکتا ہے بلکہ ہم تو یہ کہتے ہین کہ دین عیسوی کی تاریخ بھی ایسے فروتنی کے نظائر سے خالی ہے پھر کتنے بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس غلامی پر آج اعتراض کیا جاتا ہے اور مسلمان ملزم ٹھہرائے جاتے ہین - الغرض اُنھین بابرکت اور اُنھین مقبول دعاؤن کا نتیجہ تھا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت مین ابن سیرین کا ایسا عمدہ محدث معتبر فقیہ عابد زاہد اور پرہیزگار پیدا ہوا جسکا نام تاریخ کے صفحون پر ہمیشہ فخر کے ساتھ لکھا رہیگا اور جسکے نام کو اسلامی سوسائیٹیان قیامت تک ادب سے زبان پر لاوینگی -

ابن سیرین جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے سال یعنی ہجرت سے پچیس برس بعد اُسی خوش نصیب صفیہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے - بچپن کا زمانہ صحابہ کی صحبت مین گذرا اور صحابیہ عورتون کی مبارک گودون اور پاک دامنون مین پرورش پائی - آپکی ورع واتقا کا پہلے ہی سے شہرہ ہوگیا تھا اور علماے زمانہ اسی وجہ سے اُنکی نہایت قدر و منزلت کرتے تھے - حدیثین اُنھین ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور عمران بن حصین اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم کے ایسے جلیل القدر اور سربر آوردہ صحابیون سے حاصل ہوئین اور انھین بزرگون کی شاگردی پر اُنھین ناز رہا - قتادہ بن دعامہ اور خالد حذاء ابوایوب سختیانی کے ایسے نامور محدثین ابن سیرین کے شاگرد رشید ہین -

مسلمانون کے برگزیدہ گروہ مین کوئی ایسا متنفس نہوگا جو ابوعبدالرحمن عبداللہ بن مبارک
مروزی کے نام لینے سے اُنکے فضل و مراتب اور اُنکی عظمت و شان سے واقف نہوجاوے ۔
بستان المحدثین مین قبل اسکے کہ ابن مبارک کی سوانح عمری لکھی جاوے بطور تمہید یہ لکھا ہے کہ
ہرچند ابن مبارک اپنے مرتبہ اور شان کے لحاظ سے اعلیٰ طبقہ مین ہین اور آپکی مختصر تعریف سوائے
اسکے نہین ہوسکتی ہے کہ یہ کہا جاوے کہ مثل امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے ہین ۔
اُنکے پدر بزرگوار ایک غلام تھے اور اُنکا مالک ایک ہمدانی تاجر تھا ۔ تاریخ عامری مین لکھا ہے کہ عبداللہ
کے پدر بزرگوار مبارک نہایت متقی اور پرہیزگار اور زاہد تھے اُنکے مالک نے مبارک کو داروغہ باغ
کردیا تھا ۔ ایک روز تاجر نے کہا کہ ایک انار ترش باغ سے توڑ لاؤ ۔ یہ گئے اور انار لے آئے
کاٹا تو وہ شیرین تھا ۔ ترکی تاجر نے کہا کہ مین نے تو ترش انار مانگا تھا تم شیرین لے آئے ۔ مبارک نے
کہا مین جانون کون شیرین ہے کون ترش جو شخص چکھے وہ کہے کہ فلان درخت مین کھٹا انار ہوتا ہے اور فلان
مین شیرین ۔ ترکی تاجر نے کہا کہ کیا تمنے ابتک کوئی انار نہین کھایا ؟ کہا آپنے مجھے داروغۂ باغ کیا تھا
اس بات کی مجکو اجازت نہ تھی کہ مین اُسکا انار بھی کھاؤن مجکو آپکے حکم کی تعمیل اسی قدر کرنا تھی کہ اُس
باغ کی نگہبانی کرتا ۔ ترکی تاجر اس احتیاط اور دیانتداری سے نہایت خوش ہوا اور اُنکو اپنی صحبت مین
رکھا اور باغ دوسرے کے سپرد کیا ۔

ابن خلکان اس قصہ کو بعض مورخین کے حوالہ سے ابراہیم ادہم کی طرف منسوب کرتے ہین ایسا ہی کچھ
طرطوشی نے سراج الملوک مین لکھا ہے لیکن بستان المحدثین مین مبارک ہی کی نسبت لکھا ہے ۔ وہ اس
حکایت کو بھی نقل کرتے ہین اور یہی حکایت مبارک ہی کی نسبت روضۃ المنطور مین بھی ہے کہ مبارک کے
مالک نے ایک دن اپنی لڑکی کی شادی کے بارہ مین جو کہ حد بلوغ کو پہونچ گئی تھی اُنسے مشورہ لیا ۔ مبارک
نے کہا کہ جاہلیت کے زمانہ مین عرب حسب و نسب کو زیادہ ترجیح دیتے تھے اور کفو غیر کفو کا لحاظ کیا کرتے تھے
یعنی جاہلیت کے عرب تو اپنی بیٹی حسب و نسب کے واسطے دیتے تھے ۔ اور یہود مال کے واسطے اور نصاری
جمال کے واسطے ۔ اور اسلام مین اعتبار دین کا ہے ان چارون مین جو پسند خاطر ہو وہ اختیار فرمائیے ۔

اُنکے مالک کو اِنکی عقل بہت پسند آئی - گھر مین جاکر لڑکی کی ماں سے یہ مشورہ بیان کیا اور کہا کہ مین چاہتا ہون لڑکی مبارک کو دون کیونکہ مبارک زہد وتقویٰ مین سر آمد روزگار ہے اگرچہ غلام ہے لیکن اُسکے افعال شریف ہین - لڑکی کی ماں بھی راضی ہوگئی اور لڑکی اُنکو دیدی اُس سے ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک مروزی سنہ ۱۱۳ھ یا سنہ ۱۱۸ھ یا سنہ ۱۱۹ھ مین پیدا ہوئے -

ابوعبدالرحمن عبداللہ بن مبارک مروزی دنیائے اسلام مین کس پایہ کے شخص ہین؟ ابتداءً حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اُنھون نے تفقہ کیا - جب امام ممدوح کا وصال ہوگیا تو مدینہ مین آئے اور امام مالک علیہ الرحمہ سے تحصیل علم فقہ فرمائی - یہی وجہ ہے کہ آپ کا اجتہاد دونون پہلو رکھتا ہے اور آپکے فتاویٰ ایک ہیئت مجموعی رکھتے ہین چنانچہ حنفیہ اپنے مجتہدین مین شمار کرتے ہین اور مالکیہ طبقات علمائے مالکیہ مین شمار کرتے ہین اور محدثین اپنے گروہ مین داخل کرتے ہین - آپکی عمر سفر مین گذری - کبھی حج مین کبھی جہاد کبھی تجارت اور تمام ممالک اسلامیہ مین پھرے - امام مالک اور سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ اور ہشام بن عروہ اور عاصم احول سلیمان تیمی اور حمید طویل اور خالد حذاء اور دیگر علمائے کبار تابعین اور تبع تابعین سے اخذ حدیث فرمایا اور بڑے اکابر محدثین آپ سے فیضیاب ہوئے مثلاً عبدالرحمن بن اسدی اور یحییٰ بن معین اور ابوبکر وعمر پسران ابی شیبہ اور امام احمد اور حسن بن عرفہ وغیرہ آپ ہی کے شاگرد ہین - ابن مبارک خود فرماتے ہین کہ مین نے چار ہزار اکابر علما وفقہا سے اخذ علم کیا لیکن مین کسی سے روایت نہین کرتا ہان صرف ہزار شیوخ محدثین سے

تعجب ہے کہ سفیان ثوری اجلہ شیوخ اساتذہ مین ہین لیکن عبداللہ بن مبارک سے خود اخذ حدیث کیا اور سفیان ثوری باوجود اِس فضل وکمال اور علم کے جس سے بڑے بڑے کاملین کو حیرت ہوتی ہے ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ مجکو اِس امر کی آرزو رہی کہ بہت کچھ کوشش کی کہ تین شب وروز تمام سال مین ابن مبارک کی طرح بسر کرون مگر نہو سکا -

حسن بن شقیق فرماتے ہین کہ ایک روز جاڑے کے دنون مین نماز عشا پڑھ کر ابن مبارک کے ہمراہ مسجد سے چلا اور ارادہ تھا کہ گھر جاؤن - جب مسجد کے دروازہ پر ہم پہونچے تو ایک حدیث کا ذکر آگیا - ابن مبارک نے اُسکے جواب مین تقریر کرنی شروع کی اور اُسی جگہ مین کھڑا ہوگیا اُس دلچسپ تقریر مین ہمکو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ رات کیونکر گذر گئی اُسوقت ہم چونکے جب موذن نے صبح کی اذان دی مزیادہ زیادہ ہے -

امام الائمۃ المجتہدین، سراج الائمہ حضرت ابو حنیفہ نعمان[1] کوفی رحمۃ اللہ علیہ۔ بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدجرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیروان بادشاہ فارس۔ ابنای احرار فارس سے ہیں تاریخ ابن خلکان وغیرہ میں خطیب بغدادی وغیرہ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ کے پوتے اسمٰعیل نے کہا کہ میں اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان فارس کے ابناے احرار سے ہوں اور قسم خدا کی ہم پر کبھی رق واقع نہیں ہوئی میرے دادا ابو حنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور پردادا میرے یعنی ثابت صغر سنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں لائے گئے اور حضرت علی نے اُنکے اور اُنکی اولاد کے حق میں برکت کی دعا کی اور ہم امید کرتے ہیں کہ تحقیق خدا سے تعالیٰ نے حضرت علی کی دعا ہمارے حق میں قبول کی اور نعمان بن مرزبان جو ثابت کا باپ ہے اُسنے نوروز کے روز حضرت علی کو تحفہ کے طور پر فالودہ بھیجا تھا جسپر حضرت نے فرمایا تھا کہ اسی طرح ہر روز ہمکو فالودہ دیا کر۔

شامی میں ابن حجر کی کتاب خیرات الحسان فی مناقب النعمان سے منقول ہے کہ اکثر علما اس بات پر متفق ہیں کہ ابو حنیفہ کا دادا اہل فارس سے تھا۔ اور وہ جو ابن خلکان نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ کے بیٹے ہیں اور زوطی ابن تیم اللہ بن ثعلبہ کا غلام تھا جسنے اُسکو آزاد کر دیا تھا اس سے امام پر رقیت واقع نہیں ہوتی کیونکہ یہ قول بلا سند ہے۔ اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیا جاے کہ اس قول کی کچھ اصل ہوگی تو اُسکی تطبیق اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ اسمٰعیل بن حماد بن ابو حنیفہ کا قول باعتبار جد صحیح کے ہے اور دوسرا قول باعتبار جد فاسد کے ہے اور رقیت والدہ کی طرف سے کوئی عیب نہیں ورنہ معاذ اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی رقیت لازم آئیگی کیونکہ انکی والدہ حضرت ہاجر حضرت سارہ علیہا السلام کی کنیزک تھیں۔ ولادت آپکی کوفہ ۸۰ھ اور بقول اصح غرہ ذیحجہ ۶۱ھ میں ہوئی مفتاح السعادت میں منقول ہے کہ حضرت ثابت آپ کے والد ماجد فوت ہوے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے

---

(۱) تہذیب الکمال وغیرہ میں نعمان بن ثابت بن زوطا بن ماہ لکھا ہے اور کہا گیا ہے کہ زوطا اہل کابل یا بابل سے ابن تیم اللہ کی مملوک تھی جسنے اُسنے آزاد کر دیا تھا و قیل ثابت بن طاؤس بن ہرمز ملک بنی شیبان ۱۲ عزیز نگرامی

نکاح کیا اور آپ اُسوقت صغیر سن تھے۔ پس آپنے امام جعفر صادق رض کی گود مین پرورش پائی اور یہ آپکے لیے منقبت عظیمہ ہے۔ آپ بعد تحصیل علم ضروری کے ہوش سنبھالتے ہی خرید و فروخت مین مشغول ہوئے لیکن چونکہ امام شعبی کوفی نے آپ مین تیقظہ اور ہونہاری دیکھی تو آپ کو کمال تحصیل علم کی رہبری کی۔ اسپر آپ خرید و فروخت کا کام چھوڑکر تحصیل علم مین مشغول ہوئے یہانتک کہ علم کلام مین ستائز المبہ زمانہ ہوگئے پھر آپکے جی مین آیا کہ اصحاب و تابعین ایسے نہین ہوئے بلکہ اُنھون نے ایسے علوم سے ممانعت کی ہے اور بجز شریعت وفقہ کے اور کسی علم مین اُنھون نے خوض نہین کیا۔ اِسپر آپ حدیث وفقہ مین مشغول ہوئے چنانچہ چار ہزار مشائخ تابعین اور کبار تبع تابعین سے فقہ اور حدیث کو اخذ کیا۔ ہمارے امام الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب پر اُنکے معاصرین اور اور علمای کرام نے شہادت دی ہے۔ زیادہ زیادہ ہے اگرکسی کو زیادہ فضائل اور مناقب اور تاریخی حالات دیکھنا منظور ہو تو حدائق الحنفیہ ملاحظہ کرین۔

امام الاعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے تاریخی حالات مین مورخین کا بہت اختلاف ہے بعض مورخ آپکی تاریخ ولادت ۸۰ھ اور بعض ۷۰ھ بتاتے ہین اور تاریخ خمیس جلد دوم مین ہے نعمان بن ثابت بن زوطا بن ماہ الکوفی مولی بنی تیم اللہ بن ثعلبہ اور النوادر المنیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مین الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ للمولٰنا شیخ عبدالقادر سے منقول ہے اباحنیفۃ النعمان بن ثابت بن کاؤس بن ہرمز بن مرزبان بن بہرام بن جھرکز بن ماجشر بن حسیک بن ادر بود بن ہرواس بن بہرام ..... اور ایسے ہی حافظ ابی اسحاق ابراہیم الصرفینی نے بھی لکھاہے اور ابوسطیع نے اُنکو نسل عرب سے شمار کیاہے کہ نعمان بن ثابت بن زوطی بن یحیٰی بن زید بن اسد بن راشد الانصاری۔ اور آپ کے والد ثابت کے حالات زندگی بالکل نامعلوم ہین۔ غرض کہ جس کسی کو اس سے زیادہ وقفیت منظور ہو کتاب اول الذکر یعنی حدائق الحنفیہ اور غرائب البیان فی مناقب النعمان اور سیرۃ النعمان وغیرہ ملاحظہ کرے۔

فتاوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چہ می فرمایند علماے دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ شرع محمدی مین اور شاستر ہنود مین لونڈیان دو ہی قسم کی قرار پائی ہین ایک وہ جو زر خرید ہو دوسری وہ جو جدال و قتال کرکے معرکۂ جہاد مین ہاتھ آئے سو بی بی ہاجرہ زوجہ ثانیہ حضرت ابراہیم کی ان دونون صورتون سے بری ہین کہ ہماری تحقیقات سے یہ بات ثابت ہے خلاصۃ الانبیا مین یون لکھا ہے کہ سنان بن علون ایک بادشاہ تھا بمقام مصر مین - اُسنے جبکہ شہرۂ حسن بی بی سارہ زوجہ اولی حضرت ابراہیم کا سنا تو بی بی صاحبہ موصوفہ کو پیش خود طلب کیا اور دست دراز کیا پس ہاتھ اُس ناپاک کا خشک ہوگیا تب وہ خائف ہوا اور بندگی اُس جناب طاہرہ سے دعا کا ہوا آپنے دعا کی ہاتھ اُسکا اچھا ہوگیا تب اُسنے شکریہ مین بی بی ہاجرہ کو دیا اور کہا ھذا اجرتك یعنی یہ تیری اُجرت ہے لہذا بسبب تمادے ایام کے یہ لفظ مخفف ہوکر ہاجرہ رہگئی اور تبیان کہ قدیم تفسیر ہے اور اب کتب خانۂ نواب مدراس کے یہان موجود ہے اسمین بیٹی لکھا ہے مگر تورات مین لفظ جاریہ لکھا ہے تو اب اگر لفظ جاریہ پر خیال کیا جاوے تو لغت مین اُسکے چند معنی قرار پائے ہین ہکذا جاریہ بمعنی کشتی و آفتاب و دختر و کنیزک غیاث اللغات اور قاموس مین ہے تو اب خیال کرنا چاہیئے کہ جب ایک لفظ کے چند معنی قرار پائے تو پھر جو معنی جہان چسپان ہون بولنا چاہیئے اور مقام مذکورۂ بالا مین بہرصورت بیٹی کے بھی معنی موزون ہوسکتے ہین - کیا وجہ کہ جب اتنا بڑا معجزہ اتنے بڑے بادشاہ نے براے العین مشاہدہ کیا تو اُسکے عوض مین لونڈی دیا ہو کبھی عقل سلیم قبول نہ کریگی لہذا امیدوار ہون کہ ثبوت دختر ہونے یا لونڈی ہونے کا ازروے کتب معتبرہ و روایات معتبرہ اہل اسلام سے تحریر کیجئے - بینوا و توجروا -

الجواب

وہ درحقیقت کنیزک نہ تھین چنانچہ تفسیر کشاف و معالم و مدارک وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے اور کسی تفسیر سے

لونڈی ہونا ثبوت نہین جو کہے وہ کاذب ہے واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔ حررہ سیف الدین جعفری ریواڑی۔

ہو المصوب

عبارات مفسرین اور مورخین سے اشارۃً وصراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہاجر کنیزک تھین کیونکہ جمہور مفسرین قصہ بادشاہ مصر مین یہ عبارت لکھتے ہین فوھبھا ھاجر اور علامہ مجیر الدین حنبلی مورخ انس جلیل فی تاریخ القدس والخلیل مین لکھتے ہین لما سار ابراھیم الی مصر و معھا سارۃ زوجتہ وھبھا فرعون مصر ھاجر فلما قدم الی الشام واقام بین الرملۃ وایلیا وکانت سارۃ لا تحبل وھبت ھاجر لابراھیم فواقعھا فحملت وولدت اسمٰعیل انتھی پس لفظ فوھبھا اشارہ کالصراحۃ ہے اس طرف کہ ہاجر کنیزک تھین نہ اولاد اُس بادشاہ کی۔ پھر جب سارہ کی ملک مین آئین اُنھون نے حضرت ابراہیم کو ہبہ کر دیا کیونکہ ہر کس و ناکس پر ظاہر ہے کہ ہبہ عرف اور شرع مین عبارت ہے اپنی ایک شے مملوک دوسرے کو دید ینے سے پس اگر ہاجر بیٹی ہوتین تو ہبہ کا اطلاق جائز نہوتا اور مورخ حسین دیار بکری تاریخ خمیس(۱) مین لکھتے ہین قال ابن لھیعۃ ھاجر من ارض العرب من قریۃ کانت ام القری من ارض مصر کذا فی سیرۃ ابن ھشام ویقال ان ھاجر کانت قبل الرق بنت ملک من ملوک القبط فاخذھا ایاھا وخلی سبیلھا وقال ھذہ لک وکان لا یولد لابراھیم من سارۃ فوھبت سارۃ ھاجر لہ انتھی یہ عبارت صریح ہے اس باب مین کہ ہاجر کنیزک تھین بادشاہ مصر کی بیٹی نہ تھین۔ بلکہ قبل کنیزک ہونے کے وہ ایک بادشاہان قبط سے بیٹی تھین اور زیادہ تر صریح اس سے یہ عبارت ہے کہ اُسی تاریخ خمیس مین ہے دوسرے مقام مین فی معالم التنزیل ولد لابراھیم ثمانیۃ بنین اسمٰعیل وامہ ھاجر القبطیۃ ام ولد انتھی اور ہر کس پر روشن ہے کہ ام ولد اُس لونڈی کو کہتے ہین کہ مولی اُس سے صحبت کرے اور اُسکے بطن سے جو لڑکا پیدا ہو اُسکو اپنی طرف منسوب کرے۔ اور جلال الدین سیوطی حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ مین لکھتے ہین

(۱) دیکھو جلد اول صفحہ چھیاسی مطبوعہ مصر ۱۲ عزیز نگرامی۔

قال ابن عبد الحکم حدثنا عمر بن صالح اخبرنا مروان القصاص قال صاھر الی القبط من الانبیاء ثلاثۃ ابراھیم تسری ھاجر ویوسف تزوج بنت صاحب عین شمس ونبینا صلی اللہ علیہ وسلم تسری ماریۃ انتہی پس لفظ تسری صاف دال ہے کہ وہ کنیزک تھین۔ اگر کسی کو شک ہووے کہ لونڈی بہ نسبت حرہ کے رذیل اور بیقدر ہوتی ہے پس حضرت اسمعیل نبی جلیل القدر اور نبی آخر الزمان کے اجداد مین ہین چونکہ لونڈی کے بطن سے پیدا ہوئے اُنکی ذات مین نقص آگیا پس اُسکو یون دفع کرے کہ اللہ(۱) جل شانہ کے نزدیک قدر اور عزت بحسب تقوی کے ہے نہ حسب رقیت اور حریت کے قرآن مجید مین ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور حضرت ہاجر اگرچہ کنیزک تھین مگر بہ نسبت سارہ کے نہایت متقی اور پرہیزگار تھین کما لا یخفی علی من طالع کتب التفسیر والحدیث پس کسی طرح کا نقصان ذات اسمعیل مین نہین آیا بلکہ کمال عارض ہوا اسی واسطے فقہا لکھتے ہین کہ جو شخص حضرت اسمعیل کو حقارت کی نیت سے کہے کہ وہ لونڈی کی اولاد سے ہین وہ کافر ہے لان تذلیل الانبیاء کفر اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے کہ ہاجر والدہ اسمعیل رذیل تھین پس اِس سے ذات اسمعیل مین ہرگز نقصان نہین آتا غور کرنا چاہیے کہ اصل تمام بنی آدم کی حتی کہ جملہ انبیا کی ایک قطرہ منی سے ہے کہ وہ نجس اور خراب ہے پھر اُس سے نقصان ذات آدمی مین نہین ہوتا ہے اور بقول جمہور مفسرین کے باپ حضرت ابراہیم کے یعنی آذر(۲) کافر تھے لیکن اُس سے ذات ابراہیمی مین نقصان

(۱) فی الحقیقت رقیت اور حریت کے لحاظ سے اللہ جل شانہ کے نزدیک قدر و عزت نہین ہے بلکہ تقوی کے لحاظ سے ورنہ ائمہ اثنا عشر مین امام ہفتم سے امام دوازدہم رضی اللہ تعالی عنہم تک کل ائمہ کی ذات مین نقص لازم آئیگا کیونکہ اُن سب کی والدہ شریفہ ام ولد یعنی کنیزک ہی ہین۔ ۱۲ عزیز نگرامی

(۲) بعض مفسرین و محدثین متفق ہین کہ حضرت ابراہیم ع کے والد کا نام آذر ہے اور بقول نسابہ اور جمہور مورخین حضرت ابراہیم ع کے والد کا نام تارح حاے حطی سے ہے لیکن اکثر مفسرین و محدثین کے نزدیک تارخ خای معجمہ سے ہے اور مولانا شرف الدین علی نے بھی خاے معجمہ سے ظفرنامہ مین تصحیح کی ہے اور کہتے ہین کہ تارخ تارخ سے ماخوذ ہے اور صحیح بھی خاے معجمہ سے ہے اور توریت مقدس کتاب پیدایش باب ۱۱۔ آیت ۲۷۔ اور انجیل لوقا باب ۳۔ آیت ۳۴ مین تارح حاے حطی سے ہے ۱۲ عزیز نگرامی۔

نہین آیا واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفی اللہ عنہ

ما قولکم ایہا العلماء الکرام فی ہذہ المسائل - سادات[1] صحیح النسب کا یوم القیامت منتفع بالنسب ہونا بادلہ شرعیہ ثابت ہے یا نہین اور بتقدیر اول انتفاع سے کیا مراد ہے آیا وہ لوگ باوصف بے علم اور بے عمل ہونے اور بحالت فسق وفجور بلا توبہ مرجانے کے بھی بوجہ انتساب الی النبی کے دخول نار سے مطلقاً محفوظ رہینگے اور مواخذات اُخرویہ سے مامون ہونگے یا بعد دخول فی النار اور سزا پانے معاصی کے بشفاعت محمدی صلعم مثل دیگر مومنین غیر سادات کے داخل بہشت ہونگے اور اس صورت مین درمیان سادات اور دوسرے مومنین امت محمدیہ کے کیا فرق ہوگا کیونکہ بمضمون شفاعتی لاہل الکبائر من امتی جملہ مومنین تحت وعد شفاعت داخل ہین - کوئی شخص سادات سے بزوال ایمان وسوء خاتمت مرسکتا ہے یا بے ایمان مرنا سادات کا بدلائل شرعیہ ونصوص احادیث ممتنع ہے اور اگر جائز ہے تو اُسکی دلیل کیا ہے - سوا سے سادات کے اور اقوام جو شرفا کہے جاتے ہین اور منتسب طرف صالح نسباً ونسبتہً ہین جیسے شیخ صدیقی وفاروقی وعثمانی وعلوی غیر فاطمی وہ لوگ باوصف محروم رہنے کے دولت علم وعمل سے اور مبتلا بفسق وفجور رہنے اور بلا توبہ مرجانے کے صرف بہ برکت صلاح منتسب الیہم کے دخول نار وجملہ مواخذات اُخرویہ سے محفوظ رہینگے یا بوجہ فاسق وفاجر ہونے کے سزاے اعمال پائینگے اور نسبت الی الصالحین عاقبت مین اُن لوگون کے کام نہ آویگی - سواے اقوام مذکورہ کے دوسری اقوام جو بظاہر منتسب کسی صالح کے نہین ہین جیسے افاغنہ ومغل ودیگر اقوام جو عرفاً ارذال کہے جاتے ہین اُنکے سلسلۂ آبا مین اگر صالح وولی گذرا ہو تو بقیاس الی الشیوخ الصدیقی وغیرہم وہ لوگ بھی باوصف بے ایمان مرجانے یا بحالت فسق وفجور بلا توبہ دنیا سے رحلت کرنے کے بہ برکت آب صالح کے مواخذات اخرویہ سے مامون رہینگے یا نہین - چونکہ یہ مسائل متنازع فیہا ہین اور متنازعین اہل علم ہین جواب ہر شق سوالات کا مفصل ومبسوط بہ تقریر واضح حاوی ادلہ ہر امر مندرج جواب ونقل عبارات معتبرات ارقام فرمایا جاوے فقط

---

(۱) سادات عبارت از فرزندان صوری حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم می تواند شد چراکہ مؤلف لبسط باسطی نوشتہ کہ فرزندان معنوی عبارت از اولیاست — عزیز نگرامی ۱۲

ہو المصوب

ساداتؔ کا بحالت فسق و فجور مرنے کے بلا توبہ دخول نار اور عذاب سے مطلقاً محفوظ رہنا بوجہ انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے بلکہ آثار اور اخبار سے اُسکے خلاف ثابت ہے نور الدین علی سمہودی جواہر العقدین فی فضل الشرفین ذکر ماینبغی لاہل البیت میں لکھتے ہیں الثالث اجتناب کل قبیح شرعا فان القبیح من اہل ہذا البیت اقبح منہ من غیرہم ولہذا قال العباس لابنہ عبد اللہ کما فی تاریخ دمشق یا بنی ان الکذب لیس باحد من ہذہ الامۃ اقبح منہ بی وبک وباہل بیتک یا بنی لا یکون شئی مما خلق احب الیک من طاعتہ ولا اکرہ الیک من معصیتہ فان اللہ ینفعک بذلک فی الدنیا والآخرۃ قلت واجماع ذلک کلہ ما جاء انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصی باہل بیتہ بتقوی اللہ ولزوم طاعتہ کما سبق فی الذکر الرابع وسبق فی اواخر التنبیہ الاول من الذکر السادس قول الحسن بن المثنی والی اخاف ان یضاعف للعاصی منا العذاب ضعفین و واللہ انی لارجوان یوتی المحسن منا اجرہ مرتین انتہی اور روایت قرآنیہ یَا نِسَاءَ

النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ یُّضَاعَفْ لَہَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِہَا اَجْرَہَا مَرَّتَیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَہَا رِزْقًا کَرِیْمًا

شاہد عدل اس امر پر ہے کہ انتساب الی الصالح باعث تضاعف اجر اعمال صالحہ کا اور تضاعف عذاب اعمال خبیثہ کا ہوتا ہے نہ یہ کہ مطلقاً اعمال خبیثہ مضر نہوں اور اصحاب اعمال سیئہ صرف بوجہ انتساب الی الصالح کے ناجی ہو جاویں اِسی وجہ سے حق جل شانہ نے ازواج نبی صلعم کو خبر تضاعف عذاب کی برتقدیر ارتکاب اِنکے فواحش کو دی اگر مطلق انتساب الی النبی صلعم باعث نجات ہوتا تو یہ مضمون نازل نہوتا اور نسب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا نسب صدیقی یا علوی یا نسب کسی اور صالح کا نفع دینا بروز قیامت بایں معنی کہ اگر وہ شخص اعمال صالحہ کرے تو بہ نسبت اپنے امثال کے درجہ زائد پاوے صحیح ہے یا یہ کہ وہ شخص جسکی طرف انتساب ہے بہ نسبت اور شخصوں کے اسکی طرف زائد التفات کرے اور شفاعت کرے اور بایں معنی کہ شخص منتسب باوجود اعمال قبیحہ کے صرف بوجہ شرافت نسبیہ حق جل شانہ کے نزدیک

مغفور ہوجاویگا اور باوجود اعمال سیئہ صرف انتساب الی الصالح کے ذریعہ سے نزدیک حق تعالیٰ کے
مکرم ہوگا اور مطلقاً عذاب سے نجات پاکے مرحوم ہوگا محض غلط ہے نص قرآنی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ
اَتْقٰکُمْ اِسکے غلط ہونے پر شاہد عدل ہے امام فخر الدین الرازی کی تفسیر کبیر مین اس آیت مین مرقوم ہے
فان قیل هذا مبنی علی عدم اعتبار النسب ولیس کذلک فان للنسب اعتبارا عرفا وشرعا حتی
لا یجوز تزویج الشریفة بالنبطی قلنا اذا جاء الامر العظیم لا یبقی الامر الحقیر معتبرا وذلک
فی الحس والشرع والعرف اما الحس فلان الکواکب لا ترى عند طلوع الشمس ولا الجناح
الذباب دوی عند ما یکون رعد قوی واما فی العرف فلان جا مع الملک ما یبقی له اعتبار
ولا التفات اذا عرفت هذا ففی الشرع کذلک اذا جاء الشرف الدینی الالهی لا یبقی لامر هنالک
اعتبار لا للنسب ولا للنسیب الا ترى ان الکافر وان کان من اعلى الناس نسبا والمومن وان
کان دونه نسبا لا یقاس احدهما بالآخر ولهذا یصلح للمناصب الدینیة کالقضاء والشهادة
کل شریف ووضیع اذا کان دیناً صالحاً عالماً ولا یصلح لشیء منها فاسق وان کان قرشی النسب
او فاروقی النسب ولکن اذا اجتمع فی اثنین الدین المتین واحدهما نسیب ترجح بالنسب
عند الناس لا عند الله لان الله یقول وان لیس للانسان الا ما سعی وشرف النسب
لیس مکتسبا ولا یحصل بسعی انتہی اور محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین
انما النظر للاصل والعنصر عند التحلی بالفضائل والتخلی عن الرذائل انتہی اور مسند احمد مین ابونضرہ
سے مروی ہے حدثنی من شهد خطبة النبی صلی الله علیه وسلم بمنی وهو علی بعیر یا
ایها الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاسود
علی الاحمر الا بالتقوی خیرکم عند الله اتقاکم اور صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے مروی ہے
قال رسول الله صلعم من بطا به عمله لم یسرع به نسبه اور ابن جریر وغیرہ نے روایت کی ہے
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله لا یسئلکم عن احسابکم ولا عن انسابکم
یوم القیامة الا عن اعمالکم اکرمکم عند الله اتقاکم اور کتاب الادب المفرد مین بخاری نے

ابوہریرہ رض سے روایت کی قال رسول اللہ صلعم ان اولیائی یوم القیامۃ المتقون وان کان نسب اقرب من نسب اور معجم طبرانی مین حدیث معاذ بن مروی ہے لما بعثہ رسول اللہ صلعم الی الیمن خرج معہ یوصیہ ثم التفت الی المدینۃ فقال ان ھٰؤلاء اھل بیتی یرون انھم اولی الناس بی ولیس کذلک انما اولیائی المتقون من کانوا وحیث کانوا اور صحیح بخاری مین عمرو بن العاص سے مروی ہے سمعت رسول اللہ صلعم یقول جھاراً غیر سران آل بنی فلان لیسوالی باولیاء انما ولی اللہ وصالح المومنین ھذا لفظ مسلم اور بخاری نے اسقدر اور زائد روایت کیا ہے لکن لھم رحم سابلھا ببلالھا یعنی اصلھا بالشفاعۃ اور اربعین طائی مین فضیل بن مرزوق سے مروی ہے سمعت الحسن بن علی بن ابی طالب یقول لرجل یغلوا فیھم ویحکم احبونا للہ فان اطعنا اللہ فاحبونا وان عصینا اللہ فابغضونا فقال الرجل انکم لذو قرابۃ مع رسول اللہ واھل بیتہ ویحکم لوکان اللہ نافعا بقرابۃ من رسول اللہ بغیر عمل بطاعتہ لنفع بذلک من ھو اقرب الیہ منا آباءہ وامہ والی اخاف ان یضاعف للعاصی منا العذاب ضعفین آورد ھذہ الاخبار والآثار السمہودی فی المواضع المتفرقۃ من الجواھر ان سب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجرد انتساب الی الرسول باعث مغفرت وکرامت کا نہین ہوسکتا ہے جب اُسکے ساتھ تقوی منضم نہو ہرگاہ نسب نبوی کا یہ حال ہوا نسب صدیقی وغیرہ کا بدرجۂ اولی یہی حال ہوگا - ہان نسب نبوی اسقدر مفید ہوگا کہ اولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد کی شفاعت فرماوینگے بہ نسبت عامۂ مومنین کے ابتداءً توجہ اُنکی طرف فرماوینگے جیساکہ حدیث ابن عمر سے قال رسول اللہ اول من اشفع امتی اھل بیتی ثم الاقرب فالاقرب من قریش والانصار ثم من آمن بی واتبعنی من اھل الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم واول من اشفع لہ اولی الفضل جو طبرانی نے روایت کی ہے علی ما اوردہ السیوطی فی البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ ثابت ہے وھذا ھو الفرق بین السادات وعامۃ المومنین فی باب الشفاعۃ لان السادات ناجون مطلقا ولو کانوا فجاراً ملا علی قاری کی رسالہ التحقیق الاسنیٰ

فی تدقیق الانتساب مین تفسیر آیہ فَلَآ اَنسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ مین لکھتے ہین لیس المراد ان الانساب تنقطع بل المراد ان احدا بمجرد النسب لا ینتفع لان مدار النفع یوم الجزاء علی التقوی انتھی اور بھی لکھتے ہین ثم اعلم ان مجرد النسب بدون کسب الحسب و تعلم العلم والادب غیر معتبر فی المذھب انتھی اور بھی لکھتے ہین فالمدار علی العلم والتقوی لا علی مجرد النسب المعتبر فی الدنیا دون العقبی انتھی اور یہی معنی بقائے نسب نبوی کے بروز قیامت جو مفاد حدیث کل نسب وسبب ینقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی اخرجہ البزار والطبرانی والبیہقی وابونعیم والحاکم وغیرھم اور حدیث ان الانساب تنقطع یوم القیامۃ غیر نسبی و سببی وصہری اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم وغیرھم ہے چنانچہ تفسیر اسکی دوسری حدیث مین مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع ان کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی وان رحمی موصولۃ فی الدنیا والاٰخرۃ اخرجہ البزار وغیرہ اور ایسی ہی دوسری روایت مفسر ہے قال رسول اللہ صلعم لا ینفع قومہ یوم القیامۃ بلی وان رحمی موصولۃ فی الدنیا والاٰخرۃ وانی ایھا الناس فرط لکم علی الحوض اخرجہ احمد والحاکم والبیہقی وغیرھم الحاصل قرابت نبوی کو مطلقاً غیر نافع کہنا اور سادات وعامۂ مومنین کو من کل الوجوہ مساوی سمجھنا تفریط ہے اور اسکو ایسا نافع سمجھنا کہ باوجود ارتکاب فواحش صرف انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو باعث استحقاق نجات جاننا افراط ہے خیر الامور اوسطھا۔

اس تفصیل سے جواب سوال سوم وچہارم کا بھی معلوم ہوگیا حاجت تفصیل کی نہین ہے نسب نبوی صلعم کہ جسکی نفع وبقا کی خبر اخبار مین وارد ہوئی جب بانفرادہ باعث نجات واکرمیت عند اللہ بدون انضمام تقوی نہوا البتہ باعث استحقاق زائد شفاعت محمدیہ ہونا ثابت ہوا انسب صدیقی یا علوی یا کسی اور ولی وصالح کا کیونکر بانفرادہ منشای نجات ہوسکتا ہے۔ اور جواب سوال دوم کا یہ ہے کہ سید کا مرنا بحالت سوء خاتمہ وزوال ایمان اسکا امتناع عقلاً وشرعاً نہین ثابت ہے اور

ہر سید کا مطلقاً عذاب جہنم سے نجات پا جانا اور ابتداءً جنت مین داخل ہونا نصوص معتبرہ سے نہین ثابت ہے بلکہ عمومات قرآن اور احادیث اسکے خلاف پر دال ہین۔ باقی وہ حدیثین کہ اسعاف الراغبین وجواہر العقدین وغیرہ مین مذکور ہین کہ جنکا مفاد وملخص یہ ہے کہ اہل بیت وسادات کے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاے نجات فرمائی اور پروردگار نے وعدہ اس امر کا فرمایا کہ اولاد فاطمہ رض پر جہنم حرام ہے اور اہل بیت پر عذاب نہوگا وہ سب عام مخصوص البعض ہین اور محمول ہین اوپر صلحاء ومتقین کے یا فقط اولاد صلبی فاطمہ رض پر۔ ابن عراق تنزیہ الشریعۃ عن اخبار الموضوعۃ مین بعد ذکر حدیث ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرمہا اللہ وذریتہا علی النار لکھتے ہین مما یدل علی ان الحدیث لیس موضوعاً خبر ما عند ابن الجوزی انہ قال ان ثبت الحدیث فھو محمول علی ذریتہا الذین ھم اولادھا خاصۃً مثل الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ وعلی ذلک حملہ محمد بن علی ابن موسی الرضا فقال ھو خاص بالحسن والحسین واللہ اعلم وروی العقیلی عن ابی کریب انہ قال ھذا للحسن والحسین ولمن اطاع اللہ منھما انتہی اور اس قسم کی حدیثین جو فضائل اہل بیت مین وارد ہین نظیر انکی بہت سی احادیث صحاح ستہ وغیرہ مین مروی ہین کہ جنمین خاص خاص عمل صالح کرنے والے پر حکم وجبت لہ الجنۃ یا حرمت علیہ النار یا فقد دخل الجنۃ یا فقد امن العذاب ونحو ذلک کا دیا گیا ہے چنانچہ ناظر کتب احادیث پر مخفی نہین ہے۔ پس لازم آتا ہے کہ اصحاب اُن اعمال صالحہ کے بھی اگرچہ سیکڑون کبائر کرین کبھی جہنم مین داخل نہون یا وہ آگ سوء خاتمہ سے آمن ہو جاوین اور بہ برکت اُس عمل صالح کے جو اُن سے صادر ہوا یہ سمجھ لین کہ ہمکو خوف نہین خاتمہ خواہ مخواہ ہمارا بخیر ہوگا اور باقتضاے اُس حدیث کے ضرور ہمکو مغفرت ونجات حاصل ہوگی حاشا وکلا ھذا لم یقل بہ احد من الفقہاء والمحدثین والعلماء المعتبرین کما لا یخفی علی من طالع کتب الکلام والفقہ والحدیث فالجواب الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

ما قولکم رحمکم اللہ اندر اینکہ شخصے کہ صحابی را کہ قبل اسلامش نصرانی بود و بعد تواتر ثبوت صحبت و اسلام او بنصرانیت طعن و تعبیر می کند و او را نصرانی میخواند و درباره قبول روایتش باین لفظ تعلل می نماید کہ روایت عدی نصرانی برائے او مخصوص بود آنرا بر مومنان قیاس نباید کرد جز احاد عدی بن حاتم نصرانی الی قولہ اعتبارے نیست انتہیٰ بلفظہ و جا بجا عدی نصرانی و عدی نصرانی می نگارد و اشاعت میکند پس شرعاً التعلل شخص مذکور قابل قبول است یا نہ و شخص مذکور مومن کامل است کہ فاسق قابل تعزیر۔ بینوا توجروا۔

ہو المصوب

آن کس فاسق و واجب التعزیر است بعد اسلام کسے را تعبیر بکفر سابق و اطلاق ہجو الفاظ بر و حرام است لقولہ تعالیٰ لَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ چہ جائے کہ ہجو صحابی جلیل القدر کہ ائمہ بر قبول روایتش اتفاق دارند و در شمار صحابہ آنرا ذکر ساز ند و اللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کیا فرماتے ہین علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید صرف شریف النسب ہے لیکن اُسکے اعمال قبیحہ ہین اور عمرو شریف النسب نہین ہے لیکن اُسکے اعمال صالحہ ہین تو اُن دونون مین کون افضل ہوگا بینوا توجروا۔

الجواب

عمرو افضل ہے قال اللہ تعالیٰ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ خدا کے پاس اچھا وہی ہے جو پرہیزگار ہو اور زید اگرچہ شریف النسب بظاہر ہے لیکن حقیقۃً اُس سے بہت بعید ہے قال اللہ تعالیٰ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ واللہ اعلم۔ کتبہ محمد اسحاق نائب مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور

الجواب صحیح
محمد جسیم الدین وکیل انجمن حمایت اسلام مونگیر

الجواب صحیح
محمد رشید عفی عنہ مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور

لقد اصاب من اجاب وصحیح الجواب
احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور

بلا شبہ شرافت نسب بدون ایمان وعمل صالح اصلا مفید امور آخرت نہین واللہ اعلم حررہ محمد عبد الغفار عفی عنہ

یقیناً عمرو افضل ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔

شبلی نعمانی

عامل صالح غیر عامل شریف النسب سے افضل ہے محمد منصور علی مرادآبادی عفی عنہ

آخرت مین فضیلت اُسی کو ہے جسکے اعمال صالح ہون اور نرا نسب بدون عمل صالح کے نفع نہ دیگا سوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے جنکو آپ سے انتساب ہے اُنکو نافع ہوگا رد المحتار مین اِسکو صاف طور پر لکھا ہے فقط وصی احمد حنفی سنی عفی مدرس مدرسۂ حافظ العلوم واقع جامع مسجد پیلی بھیت

عمرو بباعث اعمال صالحہ کے افضل ہے واللہ اعلم نمقہ تراب اقدام اولیاء اللہ الباری محمد عبد الہادی الانصاری تجاوز اللہ عن سیئاتہ بفیضہ العمیم الجاری۔

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العاصی محمد عبد العزیز غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ

بلاشک عمرو افضل ہے صحابہ کرام مین صنادید قریش سے حضرت بلال رض افضل سمجھے جاتے تھے اسلام مین شرافت نسب صرف دنیاوی امور نکاح وغیرہ مین لحاظ کیجاتی ہے باقی اور معاملات مین اسکا کچھ بھی اعتبار نہین کسلیے کہ نسب سب کے ایک باپ اور ایک مان کی طرف منتہی ہوتے ہین خود قرآن مجید مین آگیا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کہ تم مین افضل اللہ کے نزدیک وہ ہے جو پرہیزگار زیادہ ہے کیا خوب فرمایا ہے عارف جامی نے

؎ بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی	کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

واللہ اعلم بالصواب

ابو محمد عبد الحق دہلوی عفی عنہ

جسکے اعمال صالحہ ہین وہی شریف ہے عند اللہ صالحہ زید اگرچہ شریف النسب ہے لیکن اعمال قبیحہ کی وجہ سے قابل قدر وتعریف نہین ہے اور عمرو شریف النسب نہین ہے مگر اعمال صالحہ اُسکے بہت قابل قدر ولائق تعریف ہین وَلِلّٰہِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ تمام کتب فقہ والحدیث مین یہ مسئلہ موجود ہے۔

خیر محمد امانت اللہ عفی عنہ

کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ شرافت نسبیہ معتبر و موقر ہے یا کہ شرافت کسبیہ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ دونون نعمت خداوندی سے ہین اگر فقط شرافت نسبیہ ہو اور شرافت کسبیہ مثل علم وفضل سے خالی ہو تو اُسکے اثر شریعت مین اکثر موقع مین ظاہر نہین ہوتے اور اگر شرافت کسبیہ مثل علم وفضل کے کسی کو حاصل ہو تو شریعت نے باعتبار احکام کے اسی کو اعتبار کیا ہے مثلاً اگر ایک شریف النسب غیر عالم باحکام صلوۃ موجود ہو ایک شخص عالم باحکام صلوۃ موجود ہو بشرطیکہ اس عالم مین کوئی وجہ کراہت شرعیہ کی موجود نہو پس اُس وقت عالم کو نماز مین مقدم کیا جائیگا اور اُسی کو امام بنایا جاویگا قال علیہ السلام یؤم القوم اقرأهم فی الدر المختار والاحق بالامامۃ الاعلم باحکام الصلوۃ ہان شرافت نسبیہ محض اسوجہ سے شرافت کسبیہ سے بڑھکر ہے کہ شرافت نسبیہ کسی کے حاصل کرنے سے حاصل نہین ہوتی برخلاف کسبیہ کے لیکن اگر کسی مین دونون بات موجود ہون تو نور علی نور ہے فی الحدیث خیارهم فی الجاهلیۃ خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا واللہ اعلم کتبہ محمد اسحاق عفی عنہ مدرسہ جامع العلوم کانپور۔ نائب مدرس۔

الجواب صحیح — محمد جسیم الدین عفی عنہ

الجواب صحیح — محمد رشید عفی عنہ مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور

شرافت نسبی بدون ایمان وعمل صالح اصلا مفید امور آخرت نہین اور ایمان وعمل صالح بدون شرافت مفید ومنجی ہے قال سبحانہ وتعالی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ الآیہ واللہ اعلم رقمہ محمد عبد الغفار لکھنوی عفی عنہ

صح الجواب والتصحیح — احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور

الحق لا یتجاوزہ — شبلی نعمانی

مجیب اول کے جواب سے حق متجاوز نہین فقط وصی احمد حنفی سنی حنفی مدرس مدرسہ حافظ العلوم واقع پیلی بھیت

شرافت ذاتی عرضی سے بہتر ہے یعنی کمالات علمی وعملی صرف نسب سے بدرجہا افضل ہین محمد منصور علی عفی عنہ

شرافت نسبیہ شرافت کسبیہ کے ساتھ ہو تو ٹھیک ہے ورنہ کس کام کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ فاطمہ زہرا رضی سے یہ فرما دیا لا اغنی عنک من اللہ شیئا رواہ البخاری تو پھر خالی کسی بادشاہ یا نواب یا امیر کی اولاد ہونے سے نہ بادشاہ ہو جاتا ہے نہ نواب نہ امیر نہ انبیا علیہم السلام وائمہ کرام کی اولاد ہونے سے نبی و ولی امام ہو سکتا ہے حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند کا حال قرآن پاک مین مذکور ہے۔

ابو محمد عبد الحق دہلوی عفی عنہ

شرافت کسبیہ معتبر و موقر ہے جو خدا کا خوف رکھ کر اُسکی تابعداری اور فرمان برداری کریگا وہی افضل ہے

فقیر محمد امانت اللہ عفی عنہ

کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ شریف العلم افضل وارجح ہے یا کہ شریف النسب بینوا توجروا۔

الجواب

دونون مین تفاضل جزئی ہے کوئی کسی سے افضل مطلقاً نہین ہے ہر ایک اپنے اپنے اثر کے اعتبار سے بہتر ہے

کتبہ محمد اسحاق نائب مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور

الجواب صحیح — اصاب من اجاب

محمد رشید عفی عنہ مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور — محمد جسیم الدین عفی عنہ

جس شریف النسب کو علم ضروریات دینیہ کا نہو اُس سے عالم وعارف امور دینیہ کا افضل واکمل ہے واللہ اعلم واتم

محمد عبد الغفار عفی عنہ

جواب مجیب و تصحیح مصحح صحیح ہے احمد علی مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور۔

شریف العلم ارجح ہے اور اگر کوئی شخص شریف العلم والنسب دونون ہے تو اُس شخص سے افضل ہوگا جو کہ صرف شریف النسب ہے لیکن یہ افضلیت بھی کوئی شرعی افضلیت نہوگی۔ شبلی نعمانی۔

ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است لیکن سب سے افضل عالم باعمل ہے من بطأ بہ عملہ لم یسرع بہ

نسبه الحدیث ان اکرمکم عند الله اتقاکم الآیه۔ محمد منصور علی مرادآبادی عفی عنہ

شریف النسب وشریف العلم کو بمقابلہ فقط شریف النسب کے از روے شرع شریف کے ترجیح ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم فقط

وصی احمد حنیفی سنی حنفی مدرس مدرسہ حافظ العلوم واقع پیلی بھیت

شریف العلم افضل وارجح ہے شریف النسب سے باب امامت مین اگر احکام نماز کو باعتبار صحت وفساد زیادہ جاننے والا اور فواحش ظاہرہ سے پرہیز کرنے والا ہو درمختار مین ہے الاحق بالامامة تقدیما بل نصبا الاعلم باحکام الصلوة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ثم الاحسن تلاوة وتجویدا للقراءة ثم الاورع ثم الاسن ثم الاحسن خلقا ثم الاحسن وجها ثم اصبحهم وجها ثم اکثرهم حسنا ثم الاشرف نسبا انتهى مختصرا بقدر الضرورة اور شریف النسب افضل وارجح ہے شریف العلم سے باب کفاءت مین بعض کے نزدیک اور برعکس ہے بعض کے نزدیک درمختار مین ہے العجمی لایکون کفوا للعربیة ولو کان العجمی عالما او سلطانا وهو الاصح فتح عن الینابیع وادعى فی البحر انه ظاهر الروایة لکن فی النهر ان فسر الحسیب بذی المنصب والجاه فغیر کفو للعلویة کما فی الینابیع وان بالعالم فکفو لان شرف العلم فوق شرف النسب والمال[1] کما جزم به البزازی وارتضاه الکمال وغیره والوجه فیه ظاهر ولذا قیل ان عائشة افضل من فاطمة رضی الله عنهما انتهى اور قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہے قالوا الحسیب یکون کفوا النسیب حتى ان الفقیه یکون کفوا للعلوی لان شرف العلم فوق شرف النسب انتهى اور جامع الرموز مین ہے فلا یکون العالم ولا الوجیه کالسلطان کفوا للعلویة وهو الاصح کما فی المضمرات لکن فی المحیط وغیره ان العالم کفوا للعلویة اذ شرف العلم فوق شرف النسب ولذا قیل ان عائشة افضل من فاطمة رضی الله تعالى عنهما انتهى وهکذا فی مجمع الانهر والفتاوى لقاضیخان وغیرهما اور ان دونون بابون سے قطع نظر کرکے ہر ایک دوسرے پر من وجہ فضیلت رکھتا ہے جیسا کہ احادیث فضائل علم ونسب سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ والله اعلم

---

(۱) لان النسب بلا علم لا ثمرة له ۱۲ (طحطاوی)۔

وحکمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ الوحید ابو حامد محمد عبد الحمید عفی عنہ

شرافت علمیہ افضل اور ارجح ہے کما قال اللہ تعالی هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون آیہ شریف میں علما سے مراد علماے باعمل ہیں اور علماے بےعمل اگرچہ ظاہر میں علم رکھتے ہیں لیکن حقیقۃً علما کے زمرہ سے خارج ہیں فی تنبیہ فقیہ ابی اللیث عن ابی الدرداء قال ویل للذی لا یعلم مرۃ وویل للذی یعلم ولا یعمل سبع مراۃ وفی الظہیریۃ وقیل الذی یعلم ولا یفعلہ بمنزلۃ الاعمی یضی السراج ولا یستضئ بہ اور علماے باعمل اللہ تعالی سے ڈرتے ہیں اور آیہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء سے علماے باعمل مراد ہیں واللہ اعلم

نمقہ محمد عبد الہادی الانصاری تجاوز اللہ سیأتہ یوم یقوم الناس لربہم الباری
ابن مقبول حضرۃ الصمد مولانا علی محمد غفر لہ اللہ الاحد۔

شریف العلم افضل وارجح ہے نہ کہ شریف النسب کسلیے کہ انساب بنی آدم قیامت میں کچھ کام نہ آوینگے فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون ہان علم دنیا وآخرت میں کارآمد ہے اور انساب میں بھی جو ایک دوسرے پر شرف ہے اسکا سبب کثرت مال اور اعلیٰ علم ہے۔ علم کے فضائل سے قرآن واحادیث مالامال ہیں فخر نسب کی مذمت مذکور ہے واللہ اعلم بالصواب ابو محمد عبد الحق دہلوی عفی عنہ

شریف العلم افضل وارجح ہے تمامی کتب حدیث وفقہ مالامال ہے

فقیر محمد امانت اللہ عفی عنہ

مخفی نرہے کہ مؤلف عفا اللہ عنہ نے ہر سہ استفتاے آخرہ خدمت سراپا برکت میں جناب فیض مآب سید العارفین امام العاشقین شیخ شیخنا سیدنا ومولانا سید فضل رحمن صاحب عم فیضہم کے ارسال کیے تھے۔ جواباً مشرف ومفتخر فرمایا گیا۔ از جناب اعلیٰ حضرت عم فیضہم بعد دعاے خیر ارشاد شدہ کہ از دیگر علماے کرام بپرسند مرا درین امور دخلے نیست تم السلام والدعاء۔ داعی بالخیر احمد میاں عفی اللہ عنہ

کیا فرماتے ہیں علماے دین ان مسائل کے جواب میں کہ شرافت نسبیہ معتبر وموقر ہے یا کہ شرافت کسبیہ اور شریف العلم افضل وارجح ہے یا شریف النسب اور زید صرف شریف النسب ہے لیکن اسکے اعمال

قبیح ہین اور عمرو شریف النسب نہین ہے لیکن اُسکے اعمال صالحہ ہین تو ان دونون مین کون فضل ہوگا بینوا توجروا۔

جواب

شرافت حسبی اور نسبی دونون کا شرع شریف مین اعتبار ہے دیکھو شرافت نسبی باب کفاءت اور خلافت کبریٰ مین معتبر ہے حدیث مین ہے الملك في قريش اور جو لوگ قریشی النسب ہون اُنکی تعظیم و توقیر کرنے کی حدیث مین تاکید ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من يرد هوان قريش اهانه الله یعنی جو کوئی قریش کی ذلت کا قصد کرے اللہ اسکو ذلیل کرے۔ حضرات سادات کی تعظیم و توقیر کا ثبوت اِس حدیث سے بطریق اولی نکلتا ہے کیونکہ وہ افضل قریش ہین اور جو لوگ عربی النسب ہین اُنکے ساتھ محبت اور دوستی رکھنے کا حکم ہے حدیث شریف مین ہے احبوا العرب لثلاث لانی عربی و القرآن عربی وکلام اهل الجنة عربی علی ہذا القیاس بہت ساری حدیثین ہین جنسے شرافت نسبی کا معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن شرافت حسبی راجح ہے شرافت نسبی پر۔

فتاوی شامی مین ہے العالم يكون كفوًا للعلوية لان شرف الحسب يكون اقوىٰ من شرف النسب پس جو شخص شرافت حسبی اور نسبی دونون رکھتا ہے وہ افضل ہے اُس شخص سے جو صرف شرافت حسبی یا شرافت نسبی رکھتا ہے اور اِس حدیث سے خيارکم في الجاهلية خيارکم في الاسلام اذا فقهوا اِسی طرف اشارہ ہے اور صرف شرافت حسبی رکھنے والا صرف شرافت نسبی رکھنے والے سے افضل ہے جیساکہ فتاوی مذکور کی عبارت سے اوپر واضح ہو چکا مثلاً ایک نورباف عالم ہے اور ایک میر صاحب جاہل ہین تو اس صورت مین نورباف افضل ہے میر صاحب سے یا ایک حجام صالح ہے اور ایک شیخ صاحب فاسق ہین تو اس صورت مین حجام افضل ہے شیخ صاحب سے واللہ اعلم بالصواب کتبہ محمود احمد عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح
محمد علی عفی عنہ

الجواب

شرافت نسب اور شرافت کسبیہ دونوں معتبر ہین مگر عند المقابلہ شرافت کسبیہ یعنی شرافت افعال و اعمال مرجح ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیک بذات الدین و قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ پس جسوقت کہ شریف النسب آدمی برے اعمال کرتا ہو تو وہ اُس وضیع النسب سے کہ جسکے اعمال اچھے ہین خدا کے نزدیک زیادہ مکرم ہے البتہ جو شریف النسب کہ اُسکے اعمال اچھے ہین اُس وضیع النسب سے اشرف ہے کہ جسکے اعمال ایسے ہی ہین مگر کفاءت نکاح مین شرافت نسب شرعا معتبر ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ رشید احمد عفی عنہ

کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ شریف العلم افضل و ارجح ہے یا شریف النسب۔ بینوا بعبارات الکتاب توجروا یوم الحساب۔

ہو الموفق

شریف العلم افضل و ارجح ہے شریف النسب سے باب امامت مین اگر احکام نماز کو باعتبار صحت و فساد زیادہ جاننے والا اور فواحش ظاہرہ سے پرہیز کرنیوالا ہو درمختار مین ہے الاحق بالامامۃ تقدیما بل نصبا الاعلم باحکام الصلوۃ فقط صحۃ و فسادا بشرط اجتنابہ للفواحش الظاھرۃ ثم الاحسن تلاوۃ و تجوید اللقراءۃ ثم الاورع ثم الاسن ثم الاحسن خلقا ثم الاحسن وجہا ثم اصبحھم وجہا ثم اکثرھم حسبا ثم الاشرف نسبا انتھی مختصرا بقدر الضرورۃ اور شریف النسب افضل و ارجح ہے شریف العلم سے باب کفاءت مین بعض کے نزدیک اور یہی اصح اور ظاہر روایت ہے اور برعکس ہے بعض کے نزدیک درمختار مین ہے العجمی لا یکون کفوا للعربیۃ ولو کان العجمی عالما او سلطانا و ھو الاصح فتح عن الینابیع وادعی فی البحر انہ ظاھر الروایۃ لکن فی البحر ان نسب الحسیب بذی المنصب والجاہ فغیر کفو للعربیۃ کما فی الینابیع وان بالعالم تکفو لان شرف العلم فوق شرف النسب کما جزم بہ البزازی و ارتضاہ الکمال

وغیرہ والوجہ فیہ ظاہر ولذا قیل ان عائشۃ افضل من فاطمۃ رضی اللہ عنہما انتہی اور قاضیخان کی شرح جامع صغیر میں ہے قالوا الحسیب یکون کفوًا للنسیب حتی ان الفقیہ یکون کفوًا للعلوی لان شرف العلم فوق شرف النسب انتہی اور جامع الرموز میں ہے فلا یکون العالم ولا الوجیہ کالسلطان کفوًا للعلویۃ وھو الاصح کما فی المضمرات لکن فی المحیط وغیرہ ان العالم کفوٴ للعلویۃ اذ شرف العلم فوق شرف النسب ولذا قیل ان عائشۃ افضل من فاطمۃ رضی اللہ عنہما انتہی اور بحر رائق میں ہے افاد المصنف ان غیر العربی لا یکافی العربی وان کان حسیبًا او عالمًا لکن ذکر قاضی خان فی جامعہ قالوا الحسیب یکون کفوًا للنسیب فالعالم العجمی یکون کفوًا للجاهل العربی والعلویۃ لان شرف العلم فوق شرف النسب والحسب مکارم الاخلاق وفی المحیط عن صدر الاسلام الحسیب الذی لہ جاہ وحشمۃ ومنصب وفی الینابیع الاصح انہ لیس بکفوٴ للعلویۃ واصل ما ذکرہ المشائخ من ذلک ما روی عن ابی یوسف ان الذی اسلم بنفسہ او اعتق اذا احرز من الفضائل ما یقابل نسب الآخر کان کفوًا لہ کذا فی فتح القدیر کلہ تفقہات المشائخ وظاہر الروایۃ ان العجمی لا یکون کفوًا للعربیۃ مطلقًا انتہی اور ان دونوں باتوں سے قطع نظر کرکے ہر ایک دوسرے سے من وجہ افضل ہے جیسا کہ احادیث فضائل علم ونسب سے واضح ہوسکتا ہے واللہ اعلم وحکمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ بفضلہ المزید۔

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو الغناء محمد عبد المجید غفر لہ اللہ الوحید

نقول فتاویٰ کے بعد یہ رسالہ اس مضمون پر ختم کیا جاتا ہے کہ جناب مولانا شمس العلماء مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی نے آنحضرت صلعم اور خلفائے راشدین وصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرز معاشرت وتمدن وغیرہ پر ایک مضمون لکھا ہے جو اخبار جریدۂ روزگار مدراس نمبر ۴ جلد ۲۲ سے بقدر ضرورت

نقل کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔ "معاشرت کے متعلق غیر قومون کی رسوم وعادات کے پھیلنے کا ایک بڑا سبب یہ ہوا کہ مسلمانون نے روم وفارس کے فتوحات کے ساتھ عیسائیون اور یہودیون کے ہان رشتے ناتے شروع کردیئے۔ مداین کی فتح کے بعد سیکڑون صحابہ نے عیسائی عورتون سے شادیان کرلین حضرت عمر کو اطلاع ہوئی تو اُنھون نے سپہ سالار کو خط لکھا اور اپنی ناراضی کا اظہار کیا اُنھون نے جواب مین لکھا "آپ کا یہ حکم آپکی ذاتی راے ہے یا منصب خلافت سے متعلق ہے"؟ حضرت عمر نے جواب لکھا "اسکو منصب خلافت سے کچھ تعلق نہین ہے بلکہ میری ذاتی راے ہے اور اس بنا پر ہے کہ تم لوگ اپنی قوم کی عورتون کو چھوڑ کر غیر قومون کے نہو رہو" چونکہ اُسوقت تمام مسلمانون مین آزادی کا جوہر موجود تھا لوگون نے حضرت عمرؓ کی ذاتی راے کی کچھ پروا نہ کی اور اپنے ارادون پر قائم رہے رفتہ رفتہ ہزارون عیسائی اور یہودی عورتین مسلمانون کے نکاح مین آگئین اور قدرت کے قاعدہ کے مطابق انکی معاشرت اور رہنے سہنے کے طریقے مسلمانون مین پھیل گئے" اگرچہ اس سے قومی خصوصیتون کو کچھ نقصان پہونچا لیکن بڑا فائدہ یہ ہوا کہ رات دن کے ملنے جلنے سے اسلام کے عقیدے اُنکے دلون مین جگہ پکڑتے گئے اور اُنمین سے سیکڑون مسلمان ہوگئین بلکہ سچ پوچھیے تو غیر قومون مین اسلام کے پھیلنے کا ایک بڑا سبب یہ بھی تھا"

خاتمۃ الکتاب

خداوندا تیرا شکر کس زبان سے ادا کرون کہ تو نے مجھ عبد ضعیف کے ہاتھون اس رسالہ کی تالیف کو پورا کرادیا جسکا کسی زمانہ مین آغاز کیا گیا تھا اور ایسے مشکلات آپڑے تھے کہ کسی طرح تکمیل کی امید نہین کیجا سکتی تھی خصوصًا دوبار اُسکا مسودہ جو اپنے ساتھ میرے اور ضروری کاغذ واسباب کو بھی لیتا گیا مقام امانی گنج لکھنؤ سے چوری جانے کے باعث تو بالکل ہی میری ہمت پست ہوگئی تھی اور ناامیدی اور ناکامی کی بھیانک صورتین مجھے دور سے ڈرا رہی تھین بلکہ اسی وجہ سے وہ کل مضامین جو بیشتر لکھے گئے تھے بہم نہ پہونچ سکے تاہم تیری کارسازی سے نفس مضمون بطور اصل رسالہ ادا کو

مضامین ضروری و تاریخی حالات و فتاوی وغیرہ بشکل ضمیمہ مرتب ہو جانے سے صورت ترتیب ضرور پوری ہو گئی اور اس طرح جو کئی بار میری تمناؤں کا خون ہو چکا تھا اُسکا عوض ہو گیا ذرہ نوازا تو علیم و بصیر ہے کہ یہ دردسری مین نے محض واسطے تیرے بندون کی فائدہ رسانی کے کی ہے پس اگر تو میری اس ناچیز خدمت کو دولت قبول سے مالامال کر دے تو تیرے کرم سے بعید نہین اے حی و قیوم خدا ابنائے قوم کے مردہ دلون مین جوش شرافت کی سچی روح پھونک اور اُنکی رگون مین غیرت و حمیت کا خون تازہ کر تاکہ وہ خواب غفلت سے چونکین اور کھوئی ہوئی دولت شرافت کو کوشش کر کے حاصل کرین اور اس کم مایہ تالیف کی جو اُنکو اُنکے فرائض کی یاد دہانی کرتی ہے سچے دل سے قدر کرین تاکہ میری محنت و عرق ریزی کا مجھے پھل ملے اے غفور رحیم خدا اگر تو بطفیل سید انام علیہ الصلوۃ والسلام واہلبیت کرام واصحاب عالی مقام وصلحاے عظام مجھ ناچیز کے گناہون کو معاف فرما دے تو تیرے انعام و عطا کے نزدیک کچھ بڑا کام نہین انا العبد الحقیر نادر حسین عزیزی البخرامی تجاوز اللہ عن جرائمہ بلطفہ السامی سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ؎

تقاریظ

صورۃ ما کتبہ مقرظا علی ھذہ الرسالۃ افضل علماء زمانہ واکمل کملاء دورانہ العالم النحریر والمحدث الکبیر ذوالمجد النفیس مولنا المولوی الحافظ محمد ادریس البخرامی ادام اللہ برکاتہ علی الشریف والخسیس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الکریم ذی الفضل والتکریم الذی حلّلنا بحلل الکرامۃ و توجنا بتیجان النجابۃ

والفخامۃ والصلوٰۃ والسلام علی اکرم الموجودات واشرف المخلوقات وعلی آلہ الطاھرین وصحبہ الکاملین اجمعین اما بعد ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ نے انسان کو شعور وعقل عطا فرما کر بخطاب ولقد کرمنا بنی آدم ممتاز فرمایا اور خلعت شرافت ونجابت سے فقط اتقیا کو باشارہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم مخلع وسرفراز فرمایا پس کرامت وشرافت کا مدار اوپر خصائل حمیدہ وصفات سعیدہ کے ہے علی الرغم اسکے زمان حال مین صرف علو نسب وسمو رتب کا نام شرافت رکھا گیا ہے بنا بر استیصال اس وہم کے یہ رسالہ شرافت تالیف کیا گیا۔ الحق کہ ہر ہر حرف اسکا مستند ومدلل بدلائل عقلیہ وبراہین نقلیہ ہے۔ جزی اللہ المؤلف عن سائر المسلمین ووفقہ لما یحبہ ویرضاہ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
هو الفتاح العلی

الحمد للہ وحدہ الذی صدق وعدہ ونصر عبدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد اس رسالہ شرافت مؤلفہ منشی نادر حسین عزیز نگرامی کو خاکسار نے اول سے آخر تک حرف بحرف بچشم انصاف دیکھا موافق قرآن وحدیث کے پایا۔ واقعی منشی موصوف نے اسکو نہایت تحقیق اور صحت سے لکھا ہے شاہد مقصود کو لآلی متلالی نصوص آیات قرآنیہ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون ولباس التقوی ذلک خیر ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم اور احادیث نبوی سے جیسا کہ ابوداؤد مین ابوہریرہ رض وغیرہ سے مروی ہین مزین فرمایا مضمون صدق مشحون جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا جلوہ دکھایا اور دلائل عقلیہ ونقلیہ سے اسکو آئینہ حق نما بنایا صیقل براہین قطعیہ سے زنگ خدشات جہلا کو مٹایا۔ فی الحقیقت یہ کتاب معقول ہے۔ اسمین کلام حق حق منقول ہے۔ حق تعالیٰ اسکے مصنف کو جزاے خیر عطا فرماوے اور اتباع شریعت محمدیہ صلی اللہ علی صاحبہا پر قائم رکھے

آمین ثم آمین - کتبہ ابوالبرکات فقیر حقیر محمد یحیی اخفی قادری نقشبندی سہروردی چشتی نگرامی عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ونصلی علی رسولہ الکریم

کتاب شرافت جو کہ بالکل نجابت و فراست سے مملو ہے اول سے آخر تک دیکھی طبیعت کی خواہش نے اس بات پر آمادہ کیا کہ سطور چند بطور تقریظ کے لکھوں اور اس گنجینۂ لاجواب کی صفت مین کچھ عرض کروں مگر بے بضاعتی وعدیم الفرصتی کی وجہ سے جرأت توصیف نہو سکی ورنہ اگر ہر حرف کی صفت لکھی جاوے بجا ہے کیونکہ سچا واقعہ مصنف نے ظاہر کیا ہے - دراصل شرافت اُسی کا نام ہے جو اسکے خلاف ہے وہ بالکل ناکام اور اُسکا خیال خام ہے - حدیث سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام اُسپر دال ہے من سلک علی طریقی فھوالی - بہرحال تفاخر بالانساب بمجواے حدیث شریف حرام ہے اور اُسپر فخر و تکبر کرنا جہلا کا کام ہے ان اللہ قد اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ و فخرھا بالاٰباء انما ھو مومن تقی او فاجر شقی الناس کلھم بنو اٰدم و اٰدم من تراب - خداوند ہم سب مسلمانون کو ترقی اسلام اور تفاخر بالاکتساب کی ہدایت فرماوے اور مصنف کو جزاے خیر مرحمت کرے فقط

حقیر ممتاز احمد نگرامی عفی عنہ

ہو
حامداً و مصلیاً

مین نے رسالۂ شرافت کو سرسری طور پر دیکھا اگرچہ میرا ارادہ ہوا تھا کہ مین اسپر ایک مختصر تقریظ لکھون لیکن افسوس ہے کہ اول تو اپنی نالائقی کی وجہ سے اپنے ارادہ کو پورا نہ کرسکا دوسرے جو کچھ مجکو لکھنا چاہیئے تھا اُسے لائق مقرظین نے لکھکر اپنا کرلیا اور بمصداق ؎ من ز قرآن مغز را برداشتم استخوان پیش سگان انداختم مجھے اس خدمت سے بالکلیہ محروم کردیا - لہٰذا مین اس امر کو ناظرین کی ہمت و انصاف پر چھوڑتا ہون کہ خود ہی اپنے دل مین انصاف فرما کر مؤلف کی عرق ریزی و محنت کی داد دین اور خدا سے مؤلف کے ماجور ہونے کی دعا کرین اور اپنے معذور رہنے کی

نسبت معافی مانگتا ہون فقط

ذرۂ بیمقدار نحیف عبدالرحمٰن رکن الدین الشہیر بہ
محمد احسن وحشی نگرامی

صورة ما كتبه مقرظا على هذه الرسالة جامع المعقول والمنقول المعدود من العلماء الفحول ذو الخلق العظيم المولوی محمد عبد الحكيم النجرامی اعز شانه الله الكريم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذى وفقنا لتحصيل الكرامة والايمان وتكميل الشرافة والايقان والصلوة والسلام على اشرف الخلق واكرمهم وافضل الناس واشرفهم الذى علمنا آداب الشريعة الانيقة وآداب الطريقة الحقيقة وعلى آله الكرام واصحابه العظام اما بعد کہتا ہے مسکین ضعیف خدیم الطلبہ حمیر زعبد الحکیم النجرامی عفی عنہ کہ بالفعل اتفاقات سے چندے میرا قیام لکھنؤ مین رہا عزیزی سعادت اکتساب نادرحسین المتخلص بعزیز نگرامی سے اکثر ملاقات رہی ایک روز عزیز مذکور نے رسالۂ ہذا میرے روبرو بغرض مشاہدہ پیش کیا مین نے اُسے من اولہ الی آخرہ عمدہ طور سے بغور دیکھا تو واقعی عزیز نے اس مبحث خاص کو جو موضوع رسالہ ہے نہایت تحقیق و توضیح کے ساتھ مدلل بیان کیا ہے آفرین بر ہمت مردانۂ او جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء - اسمین انصاف پر ایسا لحاظ رکھا گیا ہے کہ تعصب و اعتساف کا خیال نہین آیا حق یہ ہے کہ نفس شرافت حُسن عقیدت و اعمال صالحہ پر مبنی ہے بعثت انبیاء کرام سیما حضرت سید الانام علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام اسی غرض سے حق جل و علا نے فرمایا کہ انسان کے عقائد و اعمال محمود و مسعود حسب تعلیم انبیاے عظام ہو جائین اور مراسم جاہلیت سے علیحدہ رہین کلام ربانی مین جسقدر آیات احکام اوامر و نواہی وارد ہین اُن سب کا مآل و ماخذ یہی ہے کہ اعمال حسنہ انسان اختیار کرے اور افعال قبیحہ سے اجتناب - قصص و حکایات و وعد وعید کلام مجید کا

بھی آخر الامر یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اعتقاد صحیحہ و اعمال نجیحہ کا اختیار انسان کو موجب نجات ہے اخلاق حمیدہ و اعمال پسندیدہ کا پابند رہنا جو ہر فرق و ملل مین مامور بہ سمجھا گیا ہے ہر شخص پر لازمی مدار تہذیب اسی پر رکھا گیا ہے۔ رب باری عز اسمہ کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بحلف ارشاد ہوا ہے کہ ہر ایک انسان نقصان مین ہے مگر جو ایمان لایا و عمل صالح اختیار کیا تو ظاہر ہے کہ ایمان و صلاح و تقوی ہی باعث استثناے خسران سے ہے خسران گو بمعنی نقصان ہے مگر وہی گویا رذالت قرار پاسکتی ہے اور ایمان و عمل صالح حقیقۃً شرافت ہ۔ المختصر اس رسالہ مین مؤلف نے خود ہی ہر طرح کے دلائل و براہین عقلیہ و نقلیہ مندرج کر دیے ہین اعادہ کی کوئی حاجت نہین ہے اب مین اس تقریر مختصر کو اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ رب قدیر مؤلف اور ناظرین رسالہ کو توفیق حسن عمل اور جزاے نیک عطا فرماوے

آمین رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لاہلہ والصلوۃ علی اہلہا اما بعد فقیر حقیر مسکین خویدم الطلبہ محمد سلیم النجرامی غفر لہ الرب الرحیم بلطفہ العمیم کہتا ہے کہ مین نے کتاب شرافت مؤلفہ منشی نادر حسین عنہ نگرامی مین ابتدائہ الی انتہائہ بنظر غور و تعمق دیکھا واقعی مؤلف سلمہ نے کتاب مذکورہ مین مسئلۂ شرافت کو براہین واتقہ و مضامین راسخہ سے مضبوط کرکے نہایت عمدہ خوشنما رکردہ دکھایا ہے الحق شرافت کسبیہ عملیہ شرافت نسبیہ محضہ سے بدرجہا افضل و اولی ہے کلام باری تعالی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اسپر دال ہے اور نیز حدیث نبوی صلی اللہ علیہ و سلم من سلک علی طریق فھو الی اس امر پر ناطق ہے۔ مین اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے اور کچھ زیادہ نہین لکھ سکتا ہون بلکہ اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ ایزد تقدس اسمہ اسکے مؤلف کو جزاے خیر اور ناظرین کو توفیق اعمال صالحہ عنایت فرمائے

تقریظ مع تاریخ ریختۂ کلک گہر سلک عالی جناب مولوی صدیق حسن صاحب غازیپوری سلمہ اللہ الباقی

سپاس ایزدِ گرگر و گر — ز دانش آدمی را آبرو گر

بهورِ هاشمی افروخت گیهان — گز و تابِ خسر داند وخت گیهان

چه هورِ هورِ تابانِ نبوت — فروزان مهرِ رخشانِ نبوت

اگرچه از همه عالی نسب بود — به فقرش فخر و نازش بر حسب ابرد

تفاخر بودش از فقر و رسالت — نه بر جدّی و آبائی شرافت

بابین لفظِ شرافت پنج حرف است — به بین مضمر درانها صرف صرف است

ز حرف اول و ثانیش شر زاد — همه آفت ز سه یا قبحش در زاد

ننازد هیچ عاقل بر شرافت — که ترکیبش بود از شرّ و آفت

شرافت گر بعلم و جود باشد — همه رافت ازان مقصود باشد

سرِ لفظ شرافت حرف شین است — که بلفوظی عدادش سش دس است

به یک یک بهر یک یوم سالش — که باشد بهر تو رافت مآلش

رخت آئینۂ انساب آباست — به بینی روی خود این عجم بیجاست

بته بیش از حسب آئینه دیگر — نگر خود را اگر خود را تو منگر

که اندازد ترا اکبرِ شرافت — زاو به قعر در غارِ ندامت

چو والا گوهرت بے آب و تاب است — دُرِ بے آب کم از قطره آب است

دُرِ بے آب را قیمت نباشد — نسب را بر حسب عزت نباشد

پے اثبات اصل کان اثیل است — نمود خاکسار بہا دلیل است

زخاک آئینہ را حاصل صفا شد — زخاکے طور سینا طوطیا شد

بہ بین تا اصل زیر خاک باشد — شجر بر آسمان گردن فرازد
چو گاہے سر برآرد از تہ خاک — نماند سبز گردد خشک خاشاک
عزیزی اندرین معنی رقم کرد — کتابے چون کتاب بے روے خود فرد
نوشتہ معنیِ نسلِ شرافت — کہ او فرعے است از اصلِ شرافت
نسب را صورتِ معنی کشیدہ — بمعنی پردۂ مانی دریدہ
چہ رنگین کرد بیرنگِ نسب را — بصرف آورد بے رنگِ حسب را
حسب را بر نسب ترجیح دادہ — پئے اثبات براہائے نہادہ
سواد او سواد لیلۃ القدر — نقاطِ اوست خالِ چہرۂ بدر
سطورش بر بیاضِ صفحۂ او — بروے حور افتادہ است گیسو
مؤثر نسخۂ امراضِ جہل است — بہر بیمارش استعمال سہل است
چہ نسخہ نسخۂ امراضِ دلہا — زبن برافگنِ اعراضِ دلہا
پئے حماے پندار نجابت — بود تبرید قطاع الحرارت
عجب این نسخۂ عالی شنگرف است — بہ ترتیب تحبیش عقل صرف است
کہ استعمال او را نیست حاجت — رود از دیدنش حماے نخوت
عرق ریزی کہ در ترتیب آن شد — بخار کبر نسلِ دیگران شد
مریضانے کہ صحت کرد حاصل — بشکر کاتبش مصروف از دل
[illegible]ست چون تصنیف خود فرد — کہ بادا چہرۂ او تازہ چون ورد
[illegible] جہان چون گل شگفتہ — ز بادِ خرمی گل گل شگفتہ

حسن تاریخ گفتم پر لطافت
بود باغ علم صلح کل شرافت
۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع من نتائج افکار عالی جناب منشی محمد عبد الحفیظ صاحب تخلص خستہ نگرامی سب انسپکٹر پولیس اضلاع شمال و مغرب و اودھ

ہوا طیار چھپکر یہ رسالہ	حدیثوں آیتوں سے ہو مدلل
شرافت کیا نجابت کیا نسب کیا	بیان ان سب کا ہے اسمیں مفصل
ہوئی تاریخ کی جب فکر مجھکو	تصور بندھ گیا اسکا مسلسل

ندا دی ہاتف غیبی نے بازیب
یہ نسخہ ہے شرافت کا مکمل
سنہ ١٨٩٦ء

قطعۂ تاریخ طبع من نتائج طبع عالی جناب منشی سید محمد ناصر علی صاحب رئیس قصبۂ نگرام ضلع لکھنؤ دام بالمجد والاحترام

تیار فضل حق سے رسالہ ہوا یہ جب	جسمیں نہاں ہیں کنز ہدایت کے بے حسیب

تاریخ طبع خامۂ جادو نگار نے
تب از سر وقار لکھی ۔ خضر بے فریب [illegible]

قطعۂ تاریخ طبع من نتائج افکار عالی حافظ کلام باری جناب مولوی خلیل الرحمن صاحب نگرامی مدظلہ العالی

بحمد اللہ چھپکر دوستونکو بھی پسند آیا	شرافت جسکو کہنا چاہیے دفتر [illegible]
تلاش سال میں تھا میں کہ ہاتف کی ندا آئی	سر اشراف سے لکھو۔ رسالہ

١٣١۴

قطعۂ تاریخ طبع من نتائج طبع عالی جناب منشی حبیب الرحمن صاحب نگرامی سلمہ اللہ السامی

١٣١۴

ہوئی چھپ کے تیار جب یہ کتاب	بطرز جدید و عجیب و غریب

کہا طوطی طبع نے مجھسے یون	سنِ طبع لکھ ارمغان حبیب سنہ ۱۳۱۴ھ

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

سوشگافان غوامض سخن کو مژدۂ فرحت افزا اور نقادان دار العیار علم وفن کو نوید مسرت انتما کہ اِس زمان برکت اقتران مین کتاب نایاب ونسخۂ لاجواب گرہ کشائے طرۂ شاہد حقیقت ۔ آئینۂ عکس نمائے چہرۂ معرفت ۔ رہنمائے منازل تحقیق ۔ خضر طرائق تصدیق ۔ مجموعۂ معارف وحقائق ذخیرۂ اسرار ودقائق ۔ ہادی خلائق ۔ رافع علائق ۔ قلزم ناپیدا کنار بشارت موسوم بہ رسالۂ شرافت تصنیف منیف وترصیف رصیف نخلبند گلشن تر زبانی ۔ کدیور گلزمین رنگین بیانی ۔ میزان المعقول والمنقول ۔ منبع اغصان الفروع والاصول ۔ شمع شبستان علم ودانائی ۔ فروغ دیدۂ فضل و بینائی ۔ حاوی الفضائل والفواضل ۔ عمدۃ الاجلۃ والاماثل ۔ علامی فہامی جناب منشی نادر حسین صاحب عزیز گرامی عم فیضہ السامی جسمین مصنف ممدوح نے ہر فرقہ وملت کے نفاق باہمی کو بہ ادلہ وبراہین مٹایا ہے ۔ آپس کے میل جول اور حسن معاشرت واتفاق کے ثبوت مین کیا کیا زور طبع دکھایا ہے ۔ طرفہ تر یہ کہ اپنے جملہ اقوال کو کتاب خدا اور احادیث سید الانبیا اور دیگر کتب معتبرۂ تواریخ سے ثابت ومدلل فرمایا ہے بعد اجازت حضرت مصنف مطبع نامی وگرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین باعانت جناب معلی القاب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ نومبر مطابق ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۳۱۴ھ بار اوّل حلیۂ طبع سے آراستہ وپیراستہ ہوئی

حق سبحانہ تعالیٰ مقبول عالم کرے آمین ۔